کتب ... متعلقه

۵۴۲۴

از ملک ... رضا جعفری ...

کتب ... متعلقه

کتب ... متعلقه

کتب ... متعلقه

[illegible]

[illegible]

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا

حسب الارشاد جناب مولوی محسن الدین حسن صاحب حمادی ولد مفتی کاظم حسین عرف انعام حسن صاحب ساکن نگینہ ضلع بجنور

برادر عم زاد مفتی تجمل حسین عرف احمد حسن صاحب شیعہ ساکن محال قصبہ نگینہ نے

برائے آگاہی

رد المنافقین

معترضان کی کتب اہلسنت اور واقعات اہلسنت سے

بامداد جناب حافظ سید امیر کاظم صاحب لکھ کر

باہتمام

جناب منیجر صاحب دینار ریاضی پریس امروہہ طبع کراکے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلقنا و بعث فینا انبیائہ و جعل فی الارض خلفائہ لیکمل لنا دیننا و یتم علینا
نعمائہ و یسبغ آلائہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین لاسیما علیٰ خاتم النبیین فضل
الاولین والآخرین محمد ابن عبد اللہ الشافع المشفع للمذنبین و آلہ الذین ہم خلفاء رب العلمین فی
الارض الیٰ یوم الدین اما بعد: فقیر مفتی محمد حسین ولد مفتی تبرک حسین مرحوم ساکن کرت پور علاقہ نگینہ ناظرین کی خدمت
میں عرض کرتا ہے کہ فی زمانہ جیسے کفر و ارتداد پھیل رہا ہے ویسا ہی مسلمانوں میں بھی خلاف احکام خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ حدیث
ثقلین کی کہ جو مسلمہ فریقین ہے پر زور مخالفت ہو رہی ہے اور خاصکر فرقہ احناف میں تو اکثر تعلیم یافتہ اور غیر اس حدیث کے
اس قدر مخالف ہیں کہ گویا قانون ایزدی اُن ہی کے ہاتھوں میں ہے جو کچھ وہ کہیں یا کریں خواہ وہ صریح کفر ہی ہو اسی کو حکم
خدا و رسول جان کر اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں اور آج کل تو تمام زور اپنی لیاقت کا اس پر صرف کر رہے ہیں کہ جن خاندان کے خدا
و جبرئیل و جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ مداح ہوں اور تاکیدی احکام اُن کی تابعداری کرنے کو اپنی امت کو دیں۔ اور
یہاں تک بھی فرما دیں کہ میری عترت سے ہرگز آگے نہ بڑھنا نہ ان کو سکھانا کیونکہ وہ بہ نسبت تمہارے بہت ہی ہوشیار ہیں اُن
کی تابعداری کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ مگر ہادی برحق کے احکام کو پس پشت ڈال کر اُن ہی صاحب عصمت و طہارت کی توہین پر
کمربستہ ہیں بخلاف اس کے ادنےٰ ادنےٰ پیر فقیر اور شعبدہ بازوں میں خدائی قوت کے قائل مگر اہل بیت نبی کی مرتبت پر طرح طرح کے
الزامات لگاتے ہیں اور اس پر طرہ یہ ہے کہ نہ تو اپنی کتب قدیمہ کو دیکھتے ہیں اور نہ دوسرے کی سنتے ہیں جو کچھ کسی مُلا نے کہہ دیا
یا عترت نبوی پر کوئی الزام لگا دیا ویسا ہی اس کو سمجھ کر تیقن کر لیتے ہیں نہ طبیعت میں تحقیق کا مادہ نہ دماغ میں سمجھنے کی قوت یہی
رٹ لگائے جاتے ہیں۔ آج کل بڑا معرکۃ الآرا خلافت اجماعی کا مسئلہ ہو رہا ہے اور اس کو برحق ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور
لگاتے ہیں اور خلفاء ثلثہ کی حمایت میں انبیاء و رسل تک کو خاطی و گنہگار قرار دیتے ہیں کیونکہ اس فرقہ میں جہلا کی کثرت ہے اور ان
مُلاؤں کی بات کو سچ یقین کر لیتے ہیں اور ان کو اتنا خیال نہیں ہوتا کہ ہم خود تو گنہگار ہو ہی رہے ہیں ان لکھو کھا اور کروڑہا بندگانِ
خدا کو کیوں گمراہ کریں جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب یہ لوگ عربی مدرسوں سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو ایک کافی حصہ عمر کا بیکاری میں
گذر جاتا ہے۔ اگر تجارت، زراعت اور ملازمت کریں تو ہمت ہو نہیں سکتی اور اگر دن بھر محنت بھی کریں تو حسب منشا دام نہ ملیں گے
اس لئے وہ یہ سوچ کر کسی طرح کمائی کا ذریعہ پیدا کریں جس سے دام خوب ہاتھ لگیں تو وہ عوام الناس اور جہلاء کی کثرت پر خیال
کر کے خدائی گورنمنٹ اور اس کے حکام پر کہ جو منجانب خدا و رسول تعینات کئے گئے یعنی علی مرتضیٰ اور اہل بیت طاہرا پر زبانی حملہ کر کے اپنے

بنائے ہوئے حکام کی تعریف و ثنا پر کرنے کھڑے ہو جاتے ہیں بس ان کی زبان چل گئی اور جیسا یقین کر لیا کہ جو کچھ مولوی صاحب
نے کہا ہے ضرور تحقیق کر کے اور کتب میں دیکھ کر کہا ہے فوراً ہی ان لوگوں کے خدمتگار بن جاتے ہیں بس پھر کیا تھا پیٹ بھی بھرنے لگا اور
تن بھی خوب ڈھکنے لگا کفر بازی شروع ہو گئی اور چندہ آنا شروع ہو گیا و خلاصہ دنیا میں کھل بل مچا دی اور ان ہی صاحبان کے
ذریعہ یہ مرض متعدی دنیا بھر میں پھیل گیا کہ انگریزی تعلیم یافتہ جب بی اے ایم اے وغیرہ کی ڈگری حاصل کر لیتے ہیں تو اور اقسام کی محنت
نہیں کر سکتے. گورنمنٹ انگریزی برا کہنے شروع کرتے ہیں. عوام الناس چونکہ واقعات سے بے خبر ہوتے ہیں اُن کی
تقریریں سن کر گورنمنٹ کے خلاف اُبھر کھڑے ہوتے ہیں. اور یہ بالکل ہی ناممکن ہے کہ کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو اور اس کے یہاں
روزانہ آسمان سے سونا برستا ہو وہ بھی ہر ایک کی حاجت پوری نہیں کر سکتا. ان کی تقریریں سن کر عوام الناس کو شکایت ہوئی
اور ہیجان پیدا ہو گیا کہ گورنمنٹ ہماری یہ حاجت پوری نہیں کی ہمارا یہ کام نہ نکلا. اب اگر ان کو کوئی کتنا ہی سمجھائے اور
واقعات بتلائے تو سمجھانے والے کے خون کے پیاسے ہو جائیں گے. اور جو شخص گورنمنٹ کی ہجو کرنے لگے اور گورنمنٹ پر طرح طرح
کے الزام دھرے اس کو اپنا لیڈر تسلیم کریں گے بس پھر سوراج اور کانگریس وغیرہ کے نام سے روپیہ جمع ہونے لگا عجب نہیں
عربی ملاؤں سے انگریزی تعلیم یافتوں نے یہ باتیں سیکھیں ہیں لہذا یہ دونوں مثالیں دین و دنیا کی میں نے ناظرین کے سامنے
پیش کر دیں کہ جس طرح مسلمان صاحبان نے خدائی گورنمنٹ میں کھل بل مچا دی اُن کو دیکھ کر انگریزی تعلیم یافتوں نے دنیاوی گورنمنٹ
میں کھل بل مچا رکھی ہے جس طرح سنی صاحبان خلافت ثلثہ پر خلاف احکام خدا و رسول جان دیتے ہیں اور سمجھانے والے کو قتل کروانے
میں بھی کوئی باک نہیں اسی طرح انگریزی تعلیم یافتوں کی حالت ہے کہ اگر کوئی شخص بھی گورنمنٹ انگریزی کی تعریف کرے تو
یہ نوجوان اس کو قتل کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں

میں ناظرین کے سامنے ایک خاص بات پیش کرتا ہوں وہ خود ہی منصفانہ رائے قائم کریں کہ شیعہ فرقہ خلافت
اجماعی کو آیات و احادیث صحیحہ سے رد کرتا ہوا خلفائے ثلثہ کو اچھا نہیں سمجھتا اور ان کو ناحق پر ثابت کرتے ہوئے اُن پر فرد
جرم لگاتا ہوا برا جانتا ہے تو گویا بزرگوں کو برا سمجھ کر ان سے بیزار ہے تو ان پر کوئی جرم نہیں. مگر سنی صاحبان جناب امیر
علیہ السلام کو اچھا اور چوتھا خلیفہ یقین کرتے ہوئے خلفائے ثلثہ کی حمایت میں برا کہہ کر خطار منکر بنتے ہیں دشمن ہو رہے ہیں
اور اگر زبردستی شیعوں کو مجرم ہی قرار دیں تو سنی صاحبان کی مسلمہ خطائے اجتہادی کے مرتکب ہو کر ایک ثواب تو حاصل
کرتے ہی ہیں درحقیقت ان باتوں سے نہ تو جناب علی مرتضیٰ کا کچھ حرج اور نہ اہل بیت نبوی کی توہین سنی صاحبان
اپنے اعمال کے خود ہی ذمہ دار ہوں گے چنانچہ رسالہ کے آخر میں کتب اہل سنت سے معہ حوالے کے خلفائے ثلثہ کے حالات
لکھ کر ہدیہ ناظرین کروں گا جس سے ایک محقق حق [illegible] معلوم ہو اگر میرے تالیف و بیانی میں غلطی [illegible]

مولوی ظفر الدین بہاری اور مولوی حسن الدین صاحب ساکنان کرت پور نے میری کمزوری اور ناواقفیت سے فائدہ اٹھانے کے لئے مجھے تیرہ سوالات دئے کہ خدا کی قدرت نما از بیان کرکے ان کا جواب دو اور ہمارے سوالات ہمکو جلد واپس کر دو چنانچہ میں نے کہا کہ بہتر ہے انکو حافظ خدا بخش کو دیدو یہ سوالات ہمارے کتب بینی کے جواب دیں گے لیکن آپ نے اگر ایک نقل کو بھی حضرت عمر کو حافظ صاحب کو لکھو جناب کی نقل دو تاکہ دونوں جلدی ہو جائیں گے اور سوالات کا جواب ... چنانچہ میں نے لفظ بلفظہ ان کے سوالات کو نقل کر کے واپس کر دیا اور میں نے ایک خط لکھ کر ... جناب میر کاظم صاحب کو لکھا کہ مجھے مدد دیں حافظ صاحب کا بہت شکور ہوں کہ انہوں نے مجھے ان باتوں کا جواب بخاری شریف سے کریں کا ترجمہ بھی صاحبان کے یہاں بعد کلام اللہ کے لکھا ہے لیکن مولوی صاحب نے بجائے تسلیم کے سنیوں کا منتر پڑھنا شروع کر دیا الجواب ... میرے خیال میں اگر وہ بخاری کو غور سے دیکھیں تو اس میں کثرت سے اپنے مسلمات کے خلاف احادیث پائیں گے اور یہ بھی میں یقین جانتا ہوں کہ خلفائے ثلاثہ کی حمایت میں شاید خدا کی خدائی سے بھی انکار کر دیں کیونکہ جب ان کے یہاں اجماع کے سامنے آیات و احادیث منسوخ ہو جاتی ہیں اور اجماع کم سے کم ایک شخص کا کافی ہے کہ جو حاکم ہو گیا ہو تو پھر قرآن و احادیث بیکار ہو گئیں اس لئے مجھے یہ تو یقین ہے ہی نہیں کہ مولوی صاحب اپنی ضد کے سامنے کسی بات کو تسلیم کریں تاہم محققین اور شیعہ واقفوں کے لئے یہ جوابات کافی ہوں گے وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ذیل میں نمبروار مولوی صاحب کے سوالات مع جوابات لکھتا ہوں

سوال نمبر ۱۔ کوفہ آیا دار الخلافت جناب امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رہا یا نہیں اور وہاں کے رہنے والے از روئے کتب اور از روئے مذہب شیعہ تھے یا نہیں؟

جواب نمبر ۱۔ آپکے سوال کے دو جزو ہیں لیکن اگر جناب حضرت معاویہ اور حضرت یزید کے مذہب پر غور کر لیتے تو یہ سوال ہی ختم ہو جاتا یہ دونوں آپکے بزرگوار شیعہ تو ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ دونوں خلفائے ثلاثہ کے پجاری تھے اور کوئی شیعہ خلفائے ثلاثہ سے تعلق نہیں رکھتا ملاحظہ فرمائیے کہ معاویہ صاحب ہی نے نفس رسول اللہ علی مرتضی علیہ السلام پر لعنت کی اور گالی گلوج کی اور اپنے مریدوں کو لالچ دیکر اور خوف دلا دلا کر سنیوں سے نفس اقدس جناب امیر المومنین علیہ السلام پر لعنت کرائی اور گالی گلوچ بکوائی جس کا سلسلہ ۹۹ھ ہجری میں عمر ابن عبد العزیز نے قطع کر دیا لیکن میں تفصیل کے ساتھ اس کا جواب لکھتا ہوں اگرچہ امید نہیں کہ حضرت عمر کی محبت اور حضرت علی مرتضی کی عداوت آپ کو سمجھنے دے تاہم اپنا فرض کو ادا کر کے بعد خلفائے ثلاثہ جواب عرض کرتا ہوں۔ اول کوفہ کی ہسٹری۔ دوسرے کوفہ کو دار الخلافت بنانا۔ تیسرے کوفیوں کا مذہب۔ اول یہ کہ یہ شہر حضرت عمر کا آباد کیا ہوا ہے جس کو سعد وقاص صحابی نے ان کے حکم سے آباد کیا تھا اسی وجہ سے حضرت عمر ابن سعد کمانڈر انچیف فوج کوفہ و شام کی سکونت کوفہ میں تھی اور انہوں نے چھانٹ چھانٹ کر ہم کے وہ قبائل کہ جو حضرت عمر کے مزاج

موافق تھے آباد کئے اس شہر کے عوض جو مدینہ سے دور ہے آباد کرنے والا تھا جیسے اپنے مزاج کی موافق۔ جابا کو آباد کیا جب لوگ اونہی
پورے طور پر کثرت سے حضرت عمر کی طبیعت کے موافق تھے مگر کثرت کے ساتھ ہی چند لوگ بھلے مانس اور نیک بھی تھے یا نہیں
دوسرے یہ کہ امیر المومنین نے اس کو دار الخلافہ بنایا یا نہیں امیر المومنین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے تمام حالات معلوم
تھے کہ جناب بی بی صاحبہ جنگ جمل جاری کریں گی اور آپ کے حضرت امیر معاویہ جنگ صفین جاری کریں گے لہذا بموجب حدیث رسول اللہ
مندرج مشکوٰۃ جلد دوم چھاپہ لاہور صفحہ ۶ سطر ۲ جو حدیث ہے کہ جو شخص مدینہ میں قتل کے لئے تلوار اٹھائے یا سوائے جانوروں کے
جانے کے ہرا درخت وغیرہ کاٹے تو اس پر خدا اور رسول اور فرشتوں کی لعنت ہو چونکہ جناب امیر رسول اللہ کی تصدیق کرنے والے تھے
اونہوں نے مدینہ چھوڑ کر کوفہ کو دار الخلافہ قرار دیا۔ اس لئے کہ اگر وہ مدینہ میں رہتے تو بموجب حکم سرور عالم مدینہ میں تلوار
نہ اٹھا سکتے تھے اور نیز رسول پاک نے یہ بھی فرمایا تھا یا علی ناکثین اور قاسطین اور مارقین کو قتل کرو گے جس مدینہ میں رہ کر
بموجب حکم ہادی برحق وہ قتال نہ کر سکتے تھے لہذا کوفہ کو دار الخلافہ بنایا اور آپ کے سمجھانے کے لئے یہ بتانا بھی مناسب سمجھتا ہوں
کہ جلال الدین سیوطی سنی المذہب نے تاریخ الخلفاء میں حضرت عمر کے حالات میں لکھا ہے کہ آنجناب نے اپنے وقت
میں بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا اور لوگوں کے مدارج قرار دئے کوئی دس پانچ روپے کا اور کہتا تو کوئی ہزار ہا
روپیہ ماہوار کا۔ گویا ان جناب نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کے طریقہ کے خلاف کیا کہ مساوات کو چھوڑ کر لوگوں
کے مدارج قرار دئے اور بجائے مال تقسیم کر دینے کے خزانہ قائم کیا۔ جب امیر المومنین نے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا
تو کوفیوں نے حضرت عمر کے خزانے کے لالچ کی وجہ سے اپنے آپ کو شیعہ علی کہنا شروع کر دیا۔ لیکن جب دیکھا
کہ امیر المومنین نے اس کو بموجب حکم جناب سید البشر بحصہ مساوی لوگوں میں تقسیم کر دیا تو یہ کوفی دل میں
ملول ہو گئے جس کی شہادت شاہ عبد العزیز کے تحفہ سے پیش کرتا ہوں فرماتے ہیں کہ شیعہ اولیٰ ہم سنیوں کا نام تھا۔ مگر جب
سے روافض اور غلات نے یہ نام رکھ لیا تو ہم نے اس نام کو چھوڑ دیا گویا وہ شیعیان اولے دشمنان دین اور دشمنان
اہل بیت سے تبرا کرتے تھے اور وہ حضرات شیخین اور جناب امیر کو برابر جانتے تھے لہذا وہ شیعیان علی نہ تھے
اس لئے کہ شیعیان علی تو دشمنان دین اور دشمنان اہل بیت کو کسی حالت میں اچھا نہیں جانتے وہ تو بموجب حکم
خدا اور رسول دشمنان دین اور دشمنان اہل بیت سے بیزاری کرتے ہیں اور مذہب حق کی بھی منشا یہی ہے کہ تولا
اور تبرا کو اصل ایمان سمجھیں مگر مہربانی کر کے لفظ تبرا کو خلفائے ثلاثہ کی طرف نہ لے جائیے اس خیال ہی کو بالکل ترک کر دیجئے
اور یقین جانئے کہ بغیر تبرے کے دین اسلام قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ اس کو یوں سمجھئے کہ ہندوؤں کے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں
اور عیسائیوں کے تین اور یہود کے دو خداؤں سے انکار نہ کرے جب تک خدائے وحدہ لاشریک کا اقرار نہ کریگے

مسلمان نہیں ہو سکتے۔ لا الٰہ الا اللہ تو تمام مصنوعی خداؤں کو رد کرتا ہے اگر آپ بھی تبرا نہ پڑھیں گے تو مسلمان ہی نہیں
ہو سکتے۔ اسی طرح تولا ہے کہ جب تک آپ رسول و اہل بیت سے عملاً اور فعلاً دوستی نہ ثابت کریں اُس وقت تک آپ
مسلمان اور مومن نہیں ہو سکتے تو ثابت ہوا کہ بغیر تولا اور تبرا کے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ پس اہل کوفہ بموجب تحریر
شاہ عبدالعزیز صاحب شیعۂ اولیٰ تھے نہ کہ شیعہ علی۔ اگر آپ اپنے یہاں کی کتب قدیمہ اور تواریخ و سیر دیکھیں گے تو آپ کو خود
بہت سا ثبوت مل جائے گا۔ مگر زمانہ حال کی کتب میں آپ کو ہدایت نہیں مل سکتی اس لئے کہ حضرت عمر کی حمایت میں سنی علماء نے
اپنی طرف سے خلاف واقعات وہ وہ باتیں بھر دی ہیں کہ خدا کی پناہ انصاف کا ذمہ مولفہ ابو بکر بن شہاب سنی المذہب
مدرس اعلیٰ منجانب حیدرآباد دکن واقعہ مکہ معظمہ کے دیکھنے سے غفلت کے پردے آپ کی آنکھوں سے اُٹھ جائیں گے۔ ذرا ملاحظہ
فرمایئے کہ لالچ ایسی بری چیز ہوتا ہے کہ عشرہ مبشرہ کے دو ممبران یعنی حضرت طلحہ و زبیر نے سب سے پہلے حضرت علی سے بیعت کی
اور جب کوفہ و بصرہ کی حکومت نہ پا سکے تو بیعت توڑ تازہ سنی بن گئے اور بی بی عائشہ صاحبہ کو ورغلا کر جنگ جمل جاری
کرا دی اور خود تو ان امور کو جاری کر کے اپنی جگہ کو پہونچ گئے لیکن جنگ صفین اور جنگ کربلا کا سنگ بنیاد رکھ گئے اگر سنی صاحبان
کے لالچی ہونے میں آپ کو شک ہو تو ہم آپ کو اپنے یہاں اس کا تجربہ بھی کرا سکتے ہیں وہ یہ کہ مکہ معظمہ کے سُنی جو ہمارے یہاں بھیک
مانگنے کے لئے آتے ہیں تو روپیہ دو روپیہ کی لالچ میں حضرت عمر کے اوپر اُس سنت امیر معاویہ کو جاری کرتے ہیں۔ جو
اس نے امیر المومنین پر جاری کی تھی اور جب آپ ان کو جا کر مسجد میں دیکھیں گے تو مجرموں کی طرح ہاتھ باندھے ہوئے
وَلَا الضَّآلِّیْن کہہ کر مسجد کی بنیادیں ہلا رہے ہوں گے۔ اگر جناب اپنی یہاں کی سب سے زیادہ معتبر کتاب بخاری
کو غور سے دیکھیں گے تو جناب کے ہاتھ سے سنت عمر اُڑانے کو وہی کافی ہے۔

تیسری بات کوفیوں کا مذہب از روئے کتب شیعہ تھا یا نہیں یہ تو میں آپ کو [illegible] کہ کوئی
شیعیان [illegible]
مخلصان [illegible] مگر اہل کتب کی یہ نے مجھے بتا دیا کہ یہ بنی اور معاویہ شاہی اور عمری تھے اس [illegible]
دیر کو آپ کی ضد کی وجہ سے میں تسلیم کر لوں گا کہ وہ بقول آپ کے شیعہ تھے مگر جب کہ انہوں نے حضرت معاویہ
کی اور آپ کے حضرت یزید کی ملازمت اختیار کی سنی ہو گئے اس لئے کہ ان کے احکام پر ہر جائز و ناجائز کام کرنے
پر وہ مجبور ہوں گے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس شخص نے یزید اور عمر سعد کی ماتحتی کی اور ان کے احکام پر چلا وہ سنی ہے
اب میں حیوٰۃ الحیوان دمیری جلد ۱ صفحہ ۵۰ اور تاریخ طبری کے حوالے سے بتاتا ہوں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے
سامنے پہنچے تو زحر ابن قیس نے آپ کے حضرت شمر نے یزید کے سامنے جو کچھ بیان کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یزید کی
خدمت میں کچھ انہوں نے بیان کیا کہ حسین کے ساتھ اٹھارہ آدمی تو ان کے اہل بیت سے تھے اور ساٹھ آدمی ان کے

شیعوں میں سے تھے ہم نے ان سے یزید کی بیعت کے لئے کہا کہ یا تو عبید اللہ ابن زیاد کا حکم تسلیم کرو ورنہ جنگ کرو۔ انہوں نے جنگ کو اختیار کیا آفتاب نکلتے ہی ہم نے ان پر حملہ کر دیا اور دھیمی اس طرح ہم نے ان کو قتل کر دیا۔ اس طویل بیان کو چھوڑ کر صرف ان الفاظ کو دکھانا چاہتا ہوں کہ زحر ابن قیس اور شمر کے عربی میں یہ الفاظ ہیں ورد علینا الحسین ابن علی فی ثمانیة عشر من اهل بیته وستین من شیعته ان دونوں نے امام حسین کے انصار کو شیعہ بیان کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قاتلان حسین غیر شیعہ تھے یعنی سنی ورنہ یوں بیان کرتے کہ ہم شیعوں نے حسین اور انصار حسین کے ساتھ یہ کیا دشمن کا یہ بیان اس امر کے لئے کافی ہے۔ تاریخ احمدی صفحہ ۱۰۰ سطر ۳ اور تاریخ ابن واضح میں لکھا ہے کہ جب جنگ صفین میں سنی صاحبان کا یعنی معاویہ والوں کا فریب چلا کہ انہوں نے قرآن نیزوں پر بلند کئے تو حضرت علی نے کہا کہ یہ ان کا مکر ہے قرآن سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔ یہ سن کر اشعث ابن قیس کندی جو معاویہ سے در پردہ ملا ہوا تھا کہنے لگا اگر تم معاویہ والوں کی درخواست منظور کر لوگے تو میں ابھی تمہارے پاس سے چلا جاؤں گا اور اس کتاب کے صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۹ پر روضة الاحباب و حبیب السیر سے لکھا ہے کہ حضرت علی نے کہا کہ میں تم سب سے زیادہ کتاب اللہ قبول کرنے کا سزاوار ہوں مگر میں جانتا ہوں کہ کتاب اللہ کو بلند کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ لڑائی سے عاجز آ گئے ہیں اور ہماری فتح کا ان کو یقین ہو گیا ہے لہٰذا اس حیلہ سے وہ اپنی جان بچانا چاہتے ہیں میں ان سے قتال کروں گا یہاں تک کہ وہ حکم خدا سے راضی ہوں۔ حضرت علی کی سپاہ میں اکثر امراء اعیان جو معاویہ سے رشوت لے چکے تھے کہنے لگے کہ اے امیر المومنین تم معاویہ کی درخواست قبول کرو کیونکہ کتاب اللہ کی طرف بلاتا ہے ورنہ ہم تم کو دشمن کے حوالے کر دیں گے حضرت علی نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی ہی کی موجودگی میں اہل کوفہ آپ کے حضرت معاویہ سے رشوت لے کر سنی ہو گئے تھے۔

سوال نمبر ۲:۔ تمام عرب میں شیعوں کا مرکز کہاں رہا؟

جواب نمبر ۲:۔ سب سے پہلے شیعوں کا مرکز عالم نہیں تھا جہاں بموجب حدیث نور جناب محمد مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا اور حسنین تقدیس اور تہلیل جناب باری میں چودہ ہزار برس پیشتر خلقت آدم کے مشغول تھے جس کا ثبوت آگے چل کر پیش کروں گا۔ دوبارہ شیعوں کا مرکز حضرت ابراہیم کا مسکن تھا جن کی شان میں خداتعالےٰ فرماتا ہے وان من شیعته لابراهیم اور تیسرا مرکز مصر تھا جس کی نسبت خدا فرماتا ہے هذا من شیعته وهذا من عدوه موسیٰ کے قصہ میں ایک موسیٰ کا دوست تھا اور دوسرا موسیٰ کا دشمن۔ دیکھئے تو سہی کہ خداوند عالم نے شیعہ کے مخالف کو دشمن قرار دیا یعنے جو آل محمد اور پیروان اہل بیت سے بغض رکھتا ہے وہ دشمن ہے اور چوتھا مرکز آخر مرتبہ شہر مدینہ میں قرار دیگر زبان رسول کو دس عادت میں ظاہر کر دیا اور پانچواں مرکز جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد ہی خانہ فاطمہ زہرا تھا کہ جہاں اہل بیت نبوی سے

سے الگ ہی نہ تھا اور حضرت عمر اس مرکز کو محو کرنے کے لئے لکڑیاں لائے کہ جناب فاطمہ کا گھر جو شیعوں کا مرکز تھا جلا دیں گے جس کا ذکر میں نمونہ کے طور پر آپ کو لکھتا ہوں علی [illegible] حدیث میں جو مولف شہاب الدین [illegible] المذہب عالم ہے اس [illegible] ہے اور یہ حدیث توضیح الدلائل میں ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں جب تمام انبیاء جمع ہوئے پاس آئے تھے تو خداوند عالم نے مجھ سے کہا کہ ان کو دریافت کرو کہ تمہاری بعثت کس بات پر ہوئی تھی تو سب نے اقرار کیا کہ خدا کی وحدانیت اور آپ کی نبوت اور علی کی ولایت کا اقرار ہمارے مبعوث ہونے کا سبب ہے ابو ہریرہ صاحب اس کے راوی ہیں اگر آپ اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں تو علی کا مرتبہ آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں اور اگر غلط ہے تو [illegible] راوی کس کے بعد شیعیان علی کے فضائل لکھتا ہوں جناب ہی کی کتب [illegible] میں ہے تفسیر در منثور جلال الدین سیوطی ملاحظہ کیجئے جابر ابن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے پاس تھے تو جناب علی آئے اس وقت آنحضرت نے فرمایا خدا کی قسم یہ اور اس کے شیعہ ہی قیامت کے روز جنت کے بلند درجوں میں پہنچنے والے ہیں کہتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریہ دوسری حدیث طبرانی نے معجم میں ابو رافع سے لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ تو اور تیرے شیعہ حوض کوثر پر سیراب ہوں گے اور تمہارے منہ نورانی اور چمکتے ہوں گے۔ اور تمہارے دشمن پیاسے اور بیتاب ہوں گے۔

پھر اسی کتاب میں دوسری حدیث لکھی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ یا علی جو شخص سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ چار ہیں پہلا میں دوسرا تو تیسرا حسن چوتھا حسین اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے اور ہماری ازواج ان کے پیچھے اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔ اس قسم کی درجنوں احادیث کتب سنیہ میں ہیں جن کی نقل میرے پاس ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہی شخص شیعہ علی ہو سکتا ہے کہ جو شخص بعد پیغمبر بموجب نص قرآن علی کو نفس رسول اور خلیفہ بلا فصل مانتا ہو انکے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن علی اور اولاد فاطمہ کا بموجب احکام پیغمبر و نص [illegible] مخلص اور تابعدار ہو۔ وہ لوگ کسی طرح تشیع کے مدعی نہیں ہو سکتے کہ جنہوں نے خلاف حدیث ثقلین عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کو اپنا ابدی دشمن بنایا ہو جنہوں نے علی پر لعنت اور سب و شتم کیا اور کرایا ہو جو لوگ علی مرتضیٰ کی بیعت کر کے بیعت توڑ دیں اور دنیا میں فساد عظیم مچا دیں جو حضرت امیر معاویہ کے پیرو ہوں جو لوگ علی کو خلاف نص خدا اور رسول چوتھے درجہ میں قرار دیں جو لوگ ان کو نا قابل اور غیر سیاستدان قرار دیں جو لوگ انکی ذات میں عیوب و نقص پیدا کرنے کی ناکام کوشش کریں وہ کسی طرح شیعہ علی ہو ہی نہیں سکتے البتہ یزیدی شمری ہو سکتے ہیں۔ میں نے آپکو پانچ مقاموں کی سیر کرا دی کہ جہاں جہاں شیعوں کا مرکز تھا اور آخر مرتبہ مدینہ منورہ مرکز تھا مگر جناب عمر اور معاویہ نے اس مرکز کو برباد ہی کر کے چھوڑا چنانچہ نصائح کافیہ کے صفحہ ۱۰ وا ما کے دیکھنے سے یہ سارا راز کھل جائیگا۔ کوفہ میں منجملہ لکھوکھا پیروان حضرت عمر اور حضرت معاویہ کے چند نفوس مخلص اور محب علی بھی تھے جیسے حجر ابن عدی میثم تمار رشید ہجری۔ مالک اشتر مسلم ابن عوسجہ حبیب ابن مظاہر وغیرہ وغیرہ جنہوں نے جانیں دیں اور اولادیں

چھوڑیں سخت سنت ایذائیں سہنا، میں قتل ہونا اور سولی پانا گوارا کیا اور اپنا ایمان دنیا کی نذر کیا ایسے لوگ شیعیان علی تھے اور عام طور پر
شیعیان اولی تھے اور معاویہ شاہی تھے چنانچہ تاریخ احمدی کے دیکھنے سے پورے طور پر ثابت ہوتا ہے اور علامہ مسعودی نے مروج
الذہب میں اس خط و کتابت کو جو باہم معاویہ اور محمد ابن ابی بکر ہوئی ہے لکھا ہے اب جناب سمجھ گئے ہونگے کہ کوفہ والے شیعیان
اولی تھے جو خلفاء ثلاثہ اور علی کو برابر سمجھتے تھے اور رشوت لے کر سنی بن گئے۔ مگر آپ سے ہم ایک سوال کرتے ہیں کہ معاویہ اور یزید
کا مذہب ہم نمبر ۱ میں ظاہر کر چکے مگر مغیرہ ابن شعبہ جو حضرت عمر کے بڑے گہرے دوست تھے ان کا غلام ابو لولو شیعہ تھا یا سنی
اگر وہ شیعہ تھا تو علماء اہل سنت اور شاہ عبد العزیز پر جھوٹوں کی آیت تلاوت کیجئے جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ عبد اللہ
ابن سبا مذہب شیعہ کا بانی ہے جو حضرت عثمان کے آخر زمانہ میں ظاہر ہوا اور یہ تو حضرت عمر ہی کے زمانہ میں شیعہ معلوم ہوتا ہے
لہذا آپ کو ماننا پڑے گا کہ مغیرہ کا غلام سنی تھا اور اس سنی نے خلیفہ برحق کو خنجر نکال کر رسید کر دیا تو ثابت ہوا کہ ایک سنی نے
خلیفہ برحق کو مار ڈالا اور یہ جو سنی کتب میں غل مچایا جا رہا ہے کہ حضرت عمر کو نماز میں ابو لولو نے شہید کیا یہ بالکل درایت و روایت
کے خلاف ہے اس لئے کہ ان کی ہسٹری دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد زخمی ہونے کے انہوں نے پانی پیا تو پیٹ سے نکل
گیا پھر دودھ پیا وہ بھی نکل گیا پھر طبیب نے نبیذ تجویز کی پینے کے بعد وہ بھی نکل گئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو لولو سنی نے سامنے
سے ان کے پیٹ پر زخم کاری لگایا نہ یہ کہ نماز پڑھتے میں ان کے پیچھے سے تلوار لگائی کیونکہ زخم اگر کمر پر یا سر پر ہوتا تو نبیذ
پیٹ سے نہ نکلتی بہرحال اس بات سے یہ ثابت ہوا کہ مغیرہ کے غلام ابو لولو سنی نے حضرت عمر کو زخمی کیا۔

سوال نمبر ۳۔ آیا اسی ہزار کوفیوں کی حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی یا نہیں۔

جواب نمبر ۳ جناب اگر دینی کتب کو دیکھتے تو یہ سوال ہی نہ کرتے بہری نگاہ سے اس باب میں سنیوں کی چھ سات کتابیں گذریں
جو میرے پاس موجود ہیں نور العین فی مشہد الحسین مؤلفہ ابو اسحق اسفرائنی۔ ذکر الشہادتین۔ سر الشہادتین۔ تحریر الشہادتین۔ تقریر
الشہادتین۔ شہادت نامہ مولوی انور علی کاکوری کا اور وعظ مجلس مولوی حافظ ہادی علی خاں لکھنوی ان سات کتب میں سنیوں
نے بیعت والوں کی تعداد بارہ ہزار سے اسی ہزار تک لکھدی ہے۔ اس کا کون منکر ہے۔

سوال نمبر ۴ دعوت دینے والے لوگ کوفی امام عالی مقام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بیعت کر چکے تھے یا غیر لوگ دعوت دینے
والے تھے۔

جواب نمبر ۴ اس میں حضرت امیر معاویہ کے نمک خوار شیعہ اولی سے سنی بننے والے اور حضرت عمر کی اسکیم کو کامیاب بنانے والے
خاص خاص لوگ تھے جنہوں نے دھوکہ دہی کے لئے جناب امام حسن علیہ السلام سے بیعت کر کے ان کو معاویہ کے حوالے کر دینا چاہا تھا
اور ان کے علاوہ کثرت سے کوفہ کے عوام الناس شریک تھے۔

سوال نمبر ۵ یہی لوگ جنہوں زمانہ میں یعنی حضرت شبر خدا حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالے تھے یا نہیں یا کن کن حضرات کے ہاتھ پر بیعت کی۔

جواب نمبر ۵ جی ہاں ان ہی شیعیان ولی ذ اول حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر امام حسن کے قتل پر تیار ہو گئے اور انہیں نے حضرت مسلم کو امام حسین کی بیعت کی وجہ سے قتل جناب امیر اور امام حسن کو شہید کرایا اسی طریقہ پر حضرت عمر کی اسکیم کو کامیاب بنانے کے لئے امام حسین کو مدینہ رسول کو چھوڑنا پڑا کیونکہ آل عبا میں صرف ایک یہی جناب باقی تھے اصل غرض ان شیعیان ولی عمری سنیوں کی یہی تھی کہ امام حسین کے بعد ان کے حضرت معاویہ کے ولی عہد یعنے حضرت یزید کا ڈنکا دنیا میں بج جائے۔

سوال نمبر ۶ جناب امیر علیہ السلام کے زمانہ اور مابعد کے زمانہ میں کوفہ کی امتیازی شان کیا تھی؟

جواب نمبر ۶ چونکہ مختلف الفاظ میں جناب کے سوالات کا ماحصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے دماغ عالی میں حضرت عمر کی محبت کی وجہ سے یہ خیال مستحکم ہو گیا ہے کہ تمام ملازمان امام حسین شیعہ علی تھے اس لئے سوالات میں آپ یہی نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں میں مفصل طور پر بذریعہ کتب اور واقعات کے آپ کو سمجھاؤں گا تاکہ آپ کو بہ لیس مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبدالشکور کی تعلیم کا اثر ہے جو کہ اعلیٰ درجہ کا دشمن اہل بیت اور خوارج کا سردار ہے محض کمانے کے لئے اس قسم کے مکر دنیا میں پھیلا رکھے ہیں۔ رسالہ کے دیباچہ میں اس بات کو میں لکھ چکا ہوں کہ جب کسی پڑھے لکھے کو روزگار نہیں ملتا اور نہ محنت کر سکتا ہو تو اس قسم کی باتوں کو کمانے کا ذریعہ بنا کر لوگوں میں چل چلاؤ کا مبلغ بن جاتا ہے جیسا کہ مرزا حیرت نے شہادت امام حسینؑ سے انکار کرکے ایک فریق کو اپنا جانبدار اور دوسرے کو اپنا مخالف بنا کر کمائی شروع کر دی تھی اسی طرح سے مولوی ملا یہ سمجھ کر کہ سنیوں کا بڑا گروہ ہے اور جہلا کی کثرت ہے یہ لوگ کتب کو تو دیکھتے ہی نہیں نہ تحقیق کر سکتے ہیں بوجہ جہالت کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ جو کچھ مولوی صاحب نے کہا ہو وہ تحقیق کرکے اور کتب دیکھ کر ہی کہا ہوگا ان کی باتوں پر ایمان لے آتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپکے دماغ سے ہرگز یہ خیالات نہ جائیں گے تاہم دوسرے تحقیق کنندہ سمجھ کر اس قسم کے جہلا کو جواب شافی دیدیا کریں گے اول میں آپکو چند کتب بتاتا ہوں مہربانی کرکے سیر کتب کیجئے ورنہ آپ تو اپنے اعمال کے ذمہ دار ہی ہیں اوروں کو بھی گناہگار کرتے ہیں۔ اول سوانح عمری جناب امیر چھاپہ لاہور صفحہ ۱۱۴ سطر ۲۶ مؤلفہ شیخ عبید اللہ امرتسری کی حنفی لکھتے ہیں کہ تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی جماعت چار گروہ پر منقسم ہو گئی تھی اول گروہ بنی امیہ کا تھا جو ابتدائی خلافت سے حضرت کا مخالف ہو گیا تھا جس کی بڑی جماعت شام میں تھی یہ گروہ بوجہ خصومت حضرت علی سے بالکل روایت نہیں کرتا تھا بلکہ برسر منبر دعا اسی گروہ کی بدولت سو برس کے زیادہ عرصہ تک جناب امیر کے نام پر سب و شتم ہوتا رہا اور اسی گروہ کو حضرت امیر کی شہادت کے بعد خلافت ملی (مؤلف یہ گروہ تو یقینی سنی ہی تھا کیونکہ ثلاثہ پرست تھے) دوسرا گروہ وہ تھا کہ حضرت امیر کے برخلاف تو نہ تھا لیکن بظاہر

طرفدار بھی نہ تھا بنی امیہ کے رعب کی وجہ سے جناب امیر کے نام کو زبان پر نہیں لا سکتا تھا چہ جائیکہ حضرت امیر سے جمیع الاعلان روایت کرتا۔ یہ گروہ غالباً تفضیلی ہے۔

تیسرا گروہ خود جناب امیر کے تابعین سے تھا لیکن جنگ صفین میں اس گروہ کے دو فریق ہو گئے ایک تو جناب امیر کے بالکل مخالف ہو گیا کہ جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور یہ گروہ بہ نسبت پہلے گروہ کے زیادہ تر خصومت جناب امیر سے رکھنے لگا۔ اور جنگ نہروان کے بعد تو یہ گروہ جناب امیر کے خون کا پیاسا ہو گیا چنانچہ اس گروہ کے ہاتھ سے حضرت شہید ہو گئے یہ لوگ بوجہ خصومت حضرت سے روایت نہیں کرتے تھے (مؤلف) یہ گروہ جناب حضرت امیر معاویہ سے رشوت لیکر یعنی بن کر حضرت امیر کا مخالف ہو گیا

چوتھا گروہ وہ تھا جو دل و جان سے حضرت امیر کی محبت پر ثابت قدم تھا اول تو اس کی تعداد نہایت قلیل تھی دوسرے یہ بھی بنی امیہ کے خوف سے مخفی طور پر حضرت امیر سے روایت کرتے تھے (مؤلف) یہ گروہ شیعیان علی میں سے تھا مگر بہت جلد موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

کسی کو ٹکڑے ٹکڑے کرا دیا کسی کو زندہ دفن کیا کسی کو سولی دی کسی کے ہاتھ پیر کٹوائے گئے غرضکہ طرح طرح کے عذابوں کو یہ گروہ نیست و نابود کر دیا اور دنیا میں معاویہ شامی اور عمریوں کا ڈنکا بج گیا (دوسری کتاب شہادت از کتاب تاریخ احمدی مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۰۹ سطر ۳ (مؤلف موصوف نے بعد تالیف اس کتاب کے مذہب حقہ اثنا عشریہ قبول کیا۔ تاریخ ابن جریر طبری کے حوالے لکھا ہے کہ جب قافلہ اہل بیت بعد شہادت امام حسین کوفہ میں ابن زیاد کے دربار میں پہنچا تو اس نے ممبر پر جا کر کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے حق کو ظاہر کیا امیر المومنین یزید اور اس کے گروہ کو فتح دی اور کذاب ابن کذاب حسین ابن علی اور ان کے شیعوں کو قتل کیا۔ خیال فرمایئے کہ آپکے حضرت ابن زیاد کی تقریر سے ثابت ہوا کہ امام حسین کے اصحاب و انصار شیعہ تھے۔ اور آپکے حضرت یزید اور حضرت ابن زیاد اور حضرت عمر ابن سعد اور ان کے جتنے بھی ماتحت تھے یہ سب سنی اور عمری تھے ورنہ ابن زیاد اپنے گروہ کو شیعہ کہتا اور جناب کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ۴۱ھ میں معاویہ نے نہایت دور اندیشی سے زیاد کو اپنا بھائی بنا کر کوفہ کا گورنر بنایا اس لئے کہ وہ ہر ہر شیعہ علی کو پہچانتا تھا زیاد کو محض شیعیان علی کی بربادی کے لئے اپنا بھائی بنا کر تعینات کیا گیا چنانچہ نصائح کافیہ جس کے مصنف شیخ ابو بکر بن شہاب سنی مدرس اعلیٰ مدرسہ معظم جناب حیدرآباد دکن تھے وہ اس کتاب کے صفحہ ۷۱ پر لکھتے ہیں کہ پہلا حکم معاویہ نے یہ جاری کیا کہ جس شخص کی نسبت یہ معلوم ہو کہ وہ شیعہ علی ہے اس کا نام بھی دیوان سے کاٹ دو اور اس کا سالانہ بند کر دو اور دوسرا حکم یہ لکھا دوسرا رقعہ تھا کہ اگر کسی شخص پر تہمت بھی لگائی جائے کہ یہ شیعہ علی ہے تو اس کا گھر ڈھا دو اور اس پر عذاب کرو اور یہ بلا سب سے زیادہ کوفہ پر نازل تھی تو فرمایئے کہ ۴۱ ہجری سے ۶۰ ہجری تک جب تک کہ حضرت معاویہ اپنی جگہ پر بیٹھے شیعیان علی کا پتہ کوفہ میں کب رہ سکتا تھا البتہ جو چند مومنین باقی تھے انہوں نے حمایت دین خدا میں اپنی جائیدادوں اور عہدوں کو چھوڑ کر حضرت امام حسین پر جان دی جیسے مسلم ابن عوسجہ اور حبیب ابن مظاہر اور حر ابن یزید ریاحی جو معرکہ قتال میں سنیت کو چھوڑ کر شیعیان علی

میں شامل ہوا الغرض جسقدر بھی مخالف امام حسین تھے وہ تو سب عمری اور شمری تھے۔ اسی طرح جناب امیر کے وقت میں چند نفوس شیعیان علی تھے جیسے مالک ابن اشتر حجر ابن عدی عمار ابن یاسر عبداللہ ابن عفیف وغیرہ بقیہ لالچ اور خوف سے جیسا کہ میں اوپر چار گروہوں کی تفصیل لکھ چکا شیعہ عثمان اور سنی ہو کر یزیدی اور شمری ہو گئے تھے۔ مگر میں امید نہیں کرتا کہ آپ سمجھے ہوں لہٰذا اوقات سے سمجھ لیجئے کہ دنیا میں یہ قاعدہ ہو گیا ہے کہ کسی خاندان میں کوئی شخص کسی عہدہ پر پہنچ جائے یا علم حاصل کر کے عالم بن جائے تو لوگ اس کے خاندان والوں کو اسی نام سے پکارنے لگتے ہیں جو اس کے مورث کا عہدہ تھا خواہ ان میں کسی قسم کی لیاقت نہ ہو۔ چنانچہ بہت سی اقوام ایسی ہیں کہ ان میں ان کے مورثوں کی کوئی بات نہیں لیکن وہ اُن عہدوں اور علموں کے نام سے نامزد چلے آتے ہیں جیسے کوئی حکیم ہو یا مولوی یا قاضی یا مفتی یا متولی ہوا ہو اور اس کی نسلوں میں نہ کوئی حکیم ہے نہ مولوی ہے نہ قاضی ہے نہ مفتی ہے نہ متولی ہے مگر ان کی نسلیں اپنے آباؤ اجداد کے پیشوں سے نامزد چلی آتی ہیں اسی طرح اگر ابتداءً میں شامل جو تھے گروہ کے شیعیان علی تھا مسلمان کی اولادوں نے بعد ان کے شیعیان عثمان اور شیعہ معاویہ اور شیعہ یزید اور شیعہ عمر ابن سعد بن کر اپنے آپ کو شیعہ علی کہنا شروع کر دیا تو زبان ان کے منہ میں تھی جو چاہیں کہیں مگر بحقیقت شیعہ علی وہ ہی ہو سکتا ہے کہ جو دشمنان دین اور دشمنان آل رسول اور غاصبان حق آل محمد سے بیزاری ظاہر کرے اور محمد و آل محمد سے محبت رکھے اس کے سوا کوئی شخص شیعہ علی نہیں ہو سکتا اور نیز تاریخ احمدی صفحہ ۰۰ سطر ۰ پر تاریخ ابو الفداء سے لکھا ہے کہ کوفہ کی ایک جماعت تو حضرت علی کے پاس حاضر ہو کر اُن کے لشکر میں داخل ہوئی اور اہل کوفہ کا ایک گروہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر کی فوج میں شامل ہوا اور دونوں فریق کی افواج مقام خریبہ میں صف آرا ہوئیں پس جو گروہ فریق مخالف میں شامل ہوئے یعنی حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر ناکثین کے ساتھ ہوئے وہ سب سنی تھے ورنہ حضرت علی کے ساتھ ہوتے۔

سوال نمبر ۷ — میدان کربلا میں آیا وہی کوفی جنہوں نے تینوں حضرات کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اہل بیت پر مظالم ڈھانے والے اور لشکر حسین کے ہر بچہ اور بوڑھے کے قاتل ہوئے یا نہیں؟

جواب نمبر ۷ — سوالات کے طریقے ہی نے جناب کی لیاقت کو طشت از بام کر رکھا ہے کہ لوٹ پلٹ کر وہی سوال پیش ہو جاتا ہے سنئے یہ وہی شیعیان اولیٰ تھے جنہوں نے مثل حضرت طلحہ و زبیر جناب امیر کی بیعت کر کے اور پھر بیعت توڑ کر جنگ جمل جاری کرا دی اور بی بی صاحبہ کو بہکا کر بیس ہزار مسلمانوں کا خون کرا دیا اسی طرح یہ کوفی جو آپ کے حضرت یزید کے ملازم اور حضرت عمر ابن سعد کے ماتحت تھے اور کچھ شامی جن کا مذہب اور رزق شامی تھا انہوں نے یزید کی ملازمت اور عمر سعد کی ماتحتی میں سنی بن کر یہ غضب ڈھایا اس لئے کہ جس شخص نے یزید کی ملازمت اور عمر سعد کی ماتحتی کی تو اسی وقت سے وہ سنی بن گیا برائے مہربانی دیو بند سے فتوے منگوا لیجئے کہ جن مسلمانوں نے عراق اور شام میں جنگ عظیم کے زمانہ میں لاکھوں مسلمانوں کو ملکی لڑائی میں قتل کیا اور عیسائی گورنمنٹ کی ماتحتی میں وہ ممالک فتح کئے

وہ آیا مسلمان ہیں یا عیسائی اس وقت تک شیعہ رہ سکتا ہے جب تک کہ وہ اپنے اصول مذہب پر قائم ہیں سنیوں ہی کی عادت ہے کہ دنیا بھر کے برے افعال کریں مگر دوسروں پر معترض۔ تاریخ احمدی صفحہ ۲۰۰ سطر ۱۲ استیعاب ابن عبد البر نے ابو قیس ازدی کا قول لکھا ہے کہ میں نے لوگوں کو تین طرح کا پایا ایک اہل دین جو حضرت علی کو دوست رکھتے ہیں دوسرے اہل دنیا جو معاویہ کو چاہتے ہیں (یعنی سنی) تیسرے خوارج اس جنگ میں خوارج تو تھے ہی نہیں معاویہ شیعہ تھے اور لشکر یزید سنی تھا۔

سوال نمبر ۸ از روئے قرآن شریف و حدیث رسول اللہ سینہ زنی کرنا بال نوچنا سر بازار باجے گاجے کے ساتھ لوہے کی زنجیروں سے سینہ و کمر کو زخمی کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

جواب نمبر ۸ اس سوال کے کئی جزو ہیں جن کو میں کلام اللہ اور آپ ہی کے یہاں کی احادیث سے ثابت کروں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ ان تمام باتوں کے موجد سنی صاحبان ہی ہیں اس لئے کہ انہوں نے اپنا پیٹ پالنے اور شیعوں کے دامنوں سے اپنی جیب بھرنے کے لئے یہ تمام باتیں جاری کیں اور جب شیعوں میں اس کا رواج ہو گیا تو ان پر اعتراض کرنے شروع کر دئیے چنانچہ آج تک باجہ تو عام طور پر سنی بجاتے ہیں اب میں نمبر وار آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ قرآنی شہادت حضرت یوسف کا قصہ جس کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب نے مجالس عزا بار بار برپا کیں اور ان الفاظ سے نوحہ کیا یا اسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم ملاحظہ فرمائیے یعقوب نوحہ بھی کیا اور اس شدت سے روتے ہیں کہ آنکھیں بھی جاتی رہیں اس وقت اُن کے پاس دس بیٹے تھے اس لئے کہ یوسف اور بنیامین مصر میں تھے اُن بیٹوں نے بار بار یعقوب کو ٹوکنا شروع کیا قالو تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتیٰ تکون حرضا او تکون من الھالکین جس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ خدا کی قسم تم یوسف ہی کو یاد کئے جاؤ گے کہ جس سے بیمار ہو جاؤ یا مر جاؤ ملاحظہ فرمائے کہ رونے اور نوحہ کرنے والے اس مجلس میں تو یعقوب ہیں اور روکنے اور دھمکانے والے ان کے بیٹے جو سنی معلوم ہوتے ہیں چنانچہ یہ سنت آپ لوگوں میں آج تک جاری ہے۔ دوسری قرآنی شہادت پارہ ۲۶ فاقبلت امراتہ فی صرۃ فصکت وجھھا و قالت عجوز عقیم پس سارا نے فریاد کی اور اپنے منہ پر طمانچہ مارا کہ ہائے میں بوڑھی اور بانجھ ہوں میرے بچہ ہوگا۔ اب ملاحظہ فرمائیے کہ جب سارہ نے اپنا منہ پیٹا نہ تو حضرت ابراہیم نے منع کیا اور نہ فرشتوں نے منع کیا کہ جو اس وقت اُن کے پاس تھے کہ یہ فعل حرام ہے اور رسول کی بیوی ہو کر ایسا کرتی ہو۔ مجھ کو کلام اللہ میں بھی کوئی ایسی آیت نہیں ملتی کہ جس میں رونے اور جزع و فزع کی ممانعت ہو بلکہ کئی جگہ خداوند عالم رونے والوں کا مداح ہوا ہے البتہ ہنسنے والوں اور قہقہے کرنے والوں کو ضرور منع کیا ہے کہ ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت۔ مرے مضمون

کو طول ہوتا چلا جائیگا اس لئے اختصار کرتا ہوں اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال بھی دیکھ لیجئے مدارج النبوۃ جلد
دو شہادت حمزہ کو ملاحظہ کیجئے کہ لاش حمزہ پر پہونچ کر رسول اللہ نے کیسا نوحہ جگر خراش کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں یا حمزاہ یا
عم رسول اللہ یا حمزاہ یا اسد اللہ یا حمزاہ یا ذاب عن حرم رسول اللہ یا حمزاہ یا فاعل الخیر یا حمزاہ
یا فاتل الکفرۃ وغیرہ اور پھر مدینہ میں آکر انصار کی عورتوں سے حمزہ پر رونے کی فرمائش کی اور ان کو دعا دی اب خانہ نبوی
کی سیر کیجئے میں آپ کو زیادہ طوالت میں ڈالنا نہیں چاہتا غلام امام شہید کا مولود دیکھئے اس میں وفات رسول اللہ کو پڑھئے
ام المومنین جناب عائشہ کا بیان کرکے رونا دیکھئے اور اسی میں انبیا کا جنت میں ماتم کرنا دیکھئے اور فرشتوں کا آسمان پر ماتم
دیکھئے اور حضرت عمر کا ماتم میں مبتلا ہو کر مر جانا دیکھئے پھر بخاری میں حضرت فاطمہ کا تا دم آخر اپنے باپ کے ماتم میں رونا
اور نوحہ کرنا ملاحظہ فرمائیے اور رسول اللہ کے بیٹے ابراہیم کے مرنے کا حال ملاحظہ کیجئے کہ ان کے مرنے سے قبل رسول اللہ کیسا
روئے ہیں یا بنی لا املک لک من اللہ شیئا اب رہا زنجیروں کا ماتم کرنا درحقیقت ماتم رنج کو کہتے ہیں اور یہ
زبانی کافی نہیں جیسا کہ آپ صاحبوں کی عادت ہے کہ زبانی تو محبت اہل بیت کے مدعی اور انہیں صاحبان تطہیر پر اعتراضوں کی
بھرمار بخلاف اس کے ادنی ادنی پیروں کی خدائی کے معتقد اور حضرت عمر کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں کہ بغیر ان کی مرضی کے
کلام اللہ بھی نازل نہیں ہو سکتا حالانکہ یہ جناب مقدمات کے فیصلوں میں علی مرتضی کے محتاج تھے اور بعد فیصلہ کے لولا
علی لہلک عمر منہ سے نکالا کرتے تھے تو ہر قوم کا ماتم جداگانہ طریقہ سے ہے کوئی سینہ پیٹتا ہے کوئی زنجیر سے ماتم کرتا ہے
کوئی دونوں ہاتوں سے سینہ پیٹتا ہے چنانچہ جب حافظ امیر کاظم صاحب کربلا گئے تو دیکھا کہ ترک لوگ زنجیروں کا ماتم کرتے تھے
چونکہ شیعہ کثرت سے کربلا جاتے ہیں ان کی دیکھا دیکھی انہوں نے اس کو بھی رواج دیدیا لیکن ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ اگر
کوئی شیعہ اس رو پیٹ کی کسی ماتم کے منکر کرتے تو ہم آپکو تماشہ دکھلا دیں کہ کتنے ہزار سنی اور عمری اور شمری زنجیروں سے
ماتم کرنے کو موجود ہیں ہر قوم میں مختلف طریقوں کا ماتم کا رواج ہے مجھے شریعت میں اس کی مخالفت بھی نظر نہیں پڑی
صرف اشاعت کے لئے قوموں میں رواج ہو گیا۔ بال نوچنے کی اصلیت یہ ہے کہ ابن عباس اور ام سلمیٰ کی ایسی احادیث
ہیں کہ ہم نے حضرت کو خواب میں دیکھا کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور چہرہ غبار آلود ہے اور ایک شیشہ خون کا ہاتھ
میں لئے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں قتل حسین کا ابھی آ رہا ہوں۔ ان حدیثوں کی بنا پر ماتم داروں نے رسول
اللہ کی تقلید کی اس کے علاوہ آدمی جب حالت صدمہ میں ہو جاتا ہے تو مختلف افعال و حرکات کرنے لگتا ہے قاعدہ
یہ ہے کہ جو شخص جس کا جتنا عزیز ہوتا ہے اتنا ہی رنج و راحت کا اس پر اثر ہوتا ہے غیر پر کچھ اثر نہیں ہوتا چونکہ ماتم
داروں کو حسین سے قلبی محبت ہے وہ روتے پیٹتے اور مختلف طور پر ماتم کرتے ہیں اور رسول اللہ کی نقل بھی کرتے

ہیں کہ سر پر خاک ڈالتے ہیں اور بال پریشان کر دیتے ہیں۔ مگر یزیدوں پر کوئی اثر نہیں وہ عاشور کو خوشی مناتے ہیں تو سنگھار کرتے ہیں خوشی کا روزہ رکھتے ہیں کھیل کود تماشہ کرتے ہیں تو وہ لوگ لشکر یزید کا سماں دکھاتے ہیں اور شیعہ حسین کی محبت میں ذریعہ رونے اور ماتم کے دکھاتے ہیں اب رہا یہ کہ جو وہ عام طور پر سنی ہی کرتے ہیں۔ گدکا پھری کھیلتے ہیں اور بھالے ہیں کودتے ہیں شہدہ پن دکھاتے ہیں بموجب حکم خدا فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر تھوڑے مومنین محبت حسین کو ثابت کرتے ہیں اور مخالفین جن کی کثرت ہے وہ اپنے کو دشمن دین ثابت کرتے ہیں۔ اب میں باجے گاجے کی حدیث بھی لکھتا ہوں فیض الباری شرح بخاری چھاپہ لاہور پارہ ۴ صفحہ ۳۰۵ سطر ۱۔ کچھ حبشی مسجد میں برچھیوں سے کھیل رہے تھے تو حضرت نے عائشہ کو بلا کر ان کا تماشا دکھلایا تو اس حدیث سے سنی صاحبان نے گدکا پھری نکال کر رواج دیا فیض الباری شرح بخاری چھاپہ لاہور پارہ ۴ صفحہ ۱۲ سطر۔ جناب صدیقہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کی بہادری کے اشعار گا رہی تھیں تو ایک کپڑا اوڑھ کر لیٹ رہے اور اپنا منہ ادھر سے پھیر لیا اتنے میں ابو بکر آئے اور مجھے جھڑکا کہ تو پیغمبر کے گھر میں شیطان کا باجہ کیوں لائی تو حضرت نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے پس ابو بکر اس طرف سے غافل ہوئے تو میں نے ان لڑکیوں کو نکال دیا اس قسم کی احادیث سے سنی علماء نے گانا بجانا گدکا پھری کھیلنا جائز کر کے رواج دیدیا اور شیعوں پر اعتراض ان احادیث میں تو یہ غضب ڈھایا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہ تو بی بی صاحبہ کو منع کیا اور نہ ان لڑکیوں کو نکالا بلکہ حضرت ابو بکر سے سفارش کی پس اگر شیعہ سوز خوانی اور نوحہ پڑھتے ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کی پیروی کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۹ تعزیہ بنانا اس پر ابرہ چڑھانا ڈوری باندھنا بچوں کو اس کے نیچے سے نکالنا بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں

جواب نمبر ۹ آپ کے سوال کے پانچ اجزا ہیں نمبر وار جواب سنئے۔ (نمبر ۱) سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شیشہ کا تعزیہ بنا کر ام سلمہ کو دیا کہ اس کو حفاظت سے رکھو جب حسین سفر عراق کرے تو اس کو دیکھ لیا کرنا جب یہ خون ہو جائے تو جان لینا کہ حسین شہید ہو گیا یہ تعزیہ اس وقت سے خانہ رسول میں رہا جب تک حضرت یزید اور حضرت عبدالملک نے اپنے اپنے وقت میں مدینہ کو لوٹا کر اور قتل عام کر کے مدینہ کو خراب کیا۔ اس شیشہ کے تعزیہ کے متعلق ترمذی اور دلائل النبوت کی احادیث ملاحظہ ہوں جن میں لکھا ہے کہ ابن عباس کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کو اس حال میں گھر سے برآمد ہوتے دیکھا کہ بال غبار آلود اور پریشان ہیں ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون آلود شی ہے ہمارے سوال کا جواب دیا کہ اس میں حسین اور اس کے انصار کا خون ہے۔ پس اس کو ہم دیکھ لیا کرے

نے جب ان وہ خون ہو گئی تو ہم نے جان لیا کہ حسین شہید ہو گئے۔ دوسرا تعزیہ اپنی خلافت میں حضرت ابوبکر اور ام المومنین
حضرت عائشہ نے بنایا کہ حضرت کو مکان کے اندر حجرہ میں دفن کیا جس کی زیارت کو لوگ جاتے ہیں اور اس تعزیہ کی
تصاویر رنگ برنگ کی بازاروں میں فروخت ہوتی ہیں جن کو اکثر لوگ اپنے گھروں میں لٹکاتے ہیں دیکھو تصویر
مدینہ منورہ جس میں روضہ رسول کی تصویر ہوتی ہے۔ دوسرا تعزیہ ہے تیسرا تعزیہ امیر تیمور نے سنی علماء کے فتوے
پر بنایا جبکہ اس کو یہ فتوے دیا کہ اگر اس روضہ کی نقل بنا کر گھر میں رکھو اور روزانہ زیارت کیا کرو تو وہی ثواب
ہوگا جو اصل روضہ کی زیارت کا ہے اور آپ کے کاروبار سلطنت میں بھی ہرج نہ ہوگا۔ بس پھر کیا تھا بادشاہ کی خوشنودی
کے لئے وزیروں امیروں اور عوام الناس نے بھی تعزیہ بنا لیا اور اپنے گھروں میں رکھ لیا اور مجالس بھی جاری
کر دیں۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد شیعوں نے اس ذریعہ سے تبلیغ شروع کر دی جس کو مذہب حقہ کی ترقی
ہونی شروع ہوئی اور شیعوں کی معلومات میں اضافہ ہوتا گیا اس اثر کو محسوس کر کے سنی صاحبان نے طرح طرح
کی فکروں سے ناجائز کہنا شروع کیا اصل وجہ ذکر حسین اور تعزیہ داری کی مخالفت کی یہی ہے کہ تحقیقات ترقی کرتی
ہوئی حضرات شیخین کو جا پکڑتی ہے چوتھا تعزیہ یہ ہے کہ جب شاہ عبدالعزیز کے سامنے علماء اہل سنت نے تعزیہ داری کی
حرمت کا فتوے پیش کیا تو انہوں نے اس پر دستخط نہ کئے اور انکار کر دیا کہ اشاعت تبلیغ کے لئے جائز ہے لیکن جناب
نے ادھر خیال نہیں کیا کہ مکہ معظمہ میں جو حضرت عائشہ کا محمل اونٹ پر لد کر آتا ہے اور اس کے ساتھ باجہ
گاجہ اور آتشبازی ہوتی ہے جس کے ساتھ سنی صاحبان ہے کے نعرے لگاتے ہوئے ہوتے ہیں اس اونٹ کے
قربان ہوتے ہیں اس کے منہ کے جھاگ اور سینگنیاں ہاتھوں ہاتھ سنی صاحبان اڑا لیتے ہیں۔ آیا اس کو حضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ نے جاری کیا یا شیخین نے اس محمل کا کسی حدیث میں پتہ ہے کہ نہیں۔ اب رہا ملیدہ چڑھانا اول
تو یہ سنی صاحبان ہی کی ایجاد ہے جس کا لطف آپ کو پیران کلیر اور اجمیر وغیرہ میں آئے گا لکھو کھا سنیوں کو
ملیدہ چڑھاتے ہوئے دیکھ کر شیعوں میں بھی رواج ہو گیا مجھ کو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشکوٰۃ شریف مجتبائی لاہور
جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ سطر ۳ کی حدیث سے سنی علماء نے اس قسم کے رسوم جاری کیں اور شیعوں کے اوپر کفر کا زلزلہ ڈال دیا
ملاحظہ فرمائیے عائشہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت کی بیبیوں میں سے جیسا رشک مجھے خدیجہ پر تھا ایسا کسی پر نہ تھا
حالانکہ میں نے خدیجہ کو دیکھا نہ تھا وجہ یہ ہے کہ حضرت ان کو بہت یاد کرتے تھے اور اکثر بکری ذبح کر کے
اس کے ٹکڑے خدیجہ کے دوستدار عورتوں کو بھیجتے تھے تو میں کہتی تھی کہ کیا خدیجہ کے سوا آپ کے لئے دنیا
میں کوئی عورت نہ تھی تو حضرت خدیجہ کی تعریف فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے لئے ان سے اولاد بھی معلوم

ہوتا ہے کہ اس فعل سے سنی علماء نے نالیدہ چڑھانا بھی نکال لیا اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس قسم کے رسوم کے سنی علماء ہی موجد ہوئے اب رہا ڈوری باندھنا یہ بھی آپ ہی صاحبان کے بدولت جاری ہوا اور اب تک پیر اور مزاروں پر جاکر اس کا تماشہ دیکھ لیجئے کہ کوئی ڈوری باندھتا ہے اور کوئی قفل لگاتا ہے اور کوئی دھنیاں دیتا ہے شیعوں نے بھی آپ ہی لوگوں سے سیکھ لیا یہ تو آپ اپنے علماء سے پوچھئے کہ تم نے کس شریعت سے ایسے رسوم نکال کر مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ اب رہا بچوں کو تعزیہ کے نیچے سے نکالنا اس کا لطف مکہ معظمہ میں دیکھئے کہ بی بی صاحبہ کے اونٹ اور اُن کے ڈولے کے نیچے سنی صاحبان بچوں کو کیوں نکالتے ہیں اور حج کے بعد پاک پٹن شریف وغیرہ میں دیکھئے کہ وہاں بہشتی اور جنتی دروازے بنائے گئے ہیں۔ سنی صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ جو ان دروازوں میں نکل جائے گا وہ داخل جنت ہو گا تو پھر ان پیروں اور فقیروں سے تو جناب امام حسین کا رتبہ بہت ہی بلند ہے اگر شیعہ برکت سمجھ کر اپنے بچوں کو روضہ امام مظلوم کے نیچے نکالتے ہیں تو کون سا غضب ہو گیا۔ پہلے کروڑہا سنیوں کی تو خبر لیجئے اب رہا بوسہ لینا۔ ہدیہ مہدیہ نواب وحید الزماں صاحب مترجم صحاح ستہ کے صفحہ ۴۱ کا ملاحظہ کیجئے اس میں لکھا ہے کہ غیر اللہ کی تعظیم، طواف، رکوع اور سجود سب جائز ہیں جناب کے یہاں تو یہ سب باتیں جائز ہیں لیکن اگر شیعہ فرزند رسول کے تعزیہ اور ضریح کو بوسہ دیں تو کفر ہے اور جناب نے کبھی وہ حدیث بھی دیکھی ہے کہ رسول اللہ نے اپنے ایک صحابی کو بتایا تھا کہ اگر تجھ کو اپنے ماں باپ کی قبروں کا پتہ نہیں معلوم تو زمین پر ان کی قبروں کا نشان بنا اور اس کو بوسہ دے اور فتاوی عالمگیری ملاحظہ فرما کے خود بھی تکلیف گوارا کیجئے اس کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر ایک شخص نے کہا کہ میں نے نذر کی تھی کہ جنت کی چوکھٹ کو چوموں گا اور حور العین کا بوسہ لوں گا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اپنی ماں کے قدم چوم اور اپنے باپ کے سینہ کا بوسہ لے اس نے عرض کیا کہ میرے والدین مر گئے تو حضرت نے فرمایا کہ ان کی قبروں کا بوسہ لے سائل نے عرض کیا کہ مجھے ان کی قبر نہیں معلوم کہ کہاں ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ زمین پر لکیر کھینچ کر ان کی قبروں کا نشان بنا اس پر بوسہ دے جناب کی کتب میں اس قسم کی تمام باتیں بھری پڑی ہیں مگر شیعوں پر اعتراض ہے۔

سوال نمبر ۱۰۔ ہر سال علی اصغر اور حضرت شبیہ پیغمبر حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کا لاشہ نکالنا ان پر تیر لگانا خون کے نشانات بنانا پتلے بنانا خواہ یزید ہو یا کوئی انسان ہو کس پتلے بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب نمبر ۱۰۔ جناب کے سوال کے کئی جزو ہوتے ہیں اول علی اصغر کا لاشہ نکالنا دیکھئے آپ کے علماء نے مکہ میں حضرت عائشہ

کا ڈولہ نکالنا جائز قرار دیدیا تو انکے مقابلہ میں اگر علی اصغر بے گناہ کا کہ جس کو آپ کے حضرت حرملہ نے شہید کیا اس کا
اگر گہوارہ بنایا جائے تو کیا گناہ ہوا کتب تواریخ اور مقاتل ان باتوں سے بھری پڑی ہیں اور آپکے علمانے خوب
لکہا ہے تعجب یہ ہے کہ سنی علما تو لکہ جائیں لیکن شیعہ اگر جناب بی بی صاحبہ کے ڈولے کے مقابل اس واقعہ کی نقل بنائیں
تو گناہ ہے میرے بھی نزدیک تو تمام دنیا کے کتب جمع کرکے کلام اللہ کی طرح سے نذر آتش کردی جائیں تب بھی
واقعات نہ چھپیں گے اس لئے کہ تواریخ غیر مذاہب کے ہاتھ میں بھی ہیں۔ اب رہا علی اکبر کا لاشہ نکالنا اس کو کوئی نہیں
بناتا آپ کی لیاقت نے تم ڈہایا اس لئے کہ سبط اکبر جناب امام حسن کو کہتے ہیں لفظ اکبر کی وجہ سے آپنے اس کو علی اکبر سمجھ لیا۔
اصلیت یہ ہے کہ جناب امام حسن جب شہید ہوئے تو جناب عائشہ صاحبہ نے ان کو روضۂ رسول میں دفن نہ ہونے دیا۔ اور
آپ کے حضرت مروان نے ان کے لاشہ پر تیر مارے تھے لہذا اسی صاحبان کا ظلم دکہلاتے ہیں کہ نانی صاحبہ نے تو ان
کو روضہ رسول میں نہ دفن ہونے دیا اور حضرت مروان سے تیر لگوائے اب رہا پتلے بنانا یہ جناب نے کس سے سن
لیا اگر جناب کو اس کی اصلیت معلوم ہوتی تو آپ بھی جوش میں آکر یہ پتلے بنانے لگتے۔ اول میں آپ کو ان پتلوں کی
حقیقت بتلاتا ہوں لکہنؤ میں سنی کنگر دوآنہ سے دو روپیہ تک کا یہ پتلا بناتے ہیں اور اس کا نام آج کل باگڑبلا
رکہدیا ہے اس پتلے کو آٹھ ربیع الاول کو شیعہ خرید کر توڑ تاڑ بت سوزی کرتے ہیں دیدہ باید سنی تو بناکر بت فروشی
کریں اور شیعہ ان پر سنت رسول کو جاری کریں توڑ مروڑ بت سوزی کرتے ہیں دونوں شکلیں ملاحظہ ہوں کہ سنی
پیٹ بہرنے کے لئے بت فروشی کریں اور شیعہ اتنے بڑے ہمدرد دین ہیں کہ اپنے دام خرچ کرکے سنیوں کی جیبیں
بہردیں اور بتوں کو نذر آتش کردیں جنابنے نام چھپالیا واقعہ یہ ہے کہ یہ پتلا حضرت عمر ابن خطاب کا نہیں ہے۔
شیعوں کو تو معلوم ہے وہ ۲۶ ذی الحجہ کو زخمی ہوئے اور ۲۹ ذی الحجہ کو وہ اپنی جگہ کو پہونچ گئے یہ بت شکنی تو ربیع
الاول کو ہوتی ہے اور یہ پتلا حضرت عمر ابن سعد کا ہوتا ہے جو کمانڈر انچیف فوج کوفہ و شام تھے مگر بدقسمتی سے یہ نام
ہیں اگر کچھ اور نام ہوتا اور آپ محب خاندان رسول ہوتے تو یہ پتلا آپ بھی بناکر خوب خوش ہوتے جب کہ آپکے یہاں
حضرت رسالت پناہ کی وفات پر بارہ وفات کا میلا ہوتا ہے اور قوالی اور ناچ ہوتا ہے چونکہ آپ کو یزیدیوں
سے الفت ہے اس لئے عمر سعد کا بنانا بھی ناگوار ہے مجھ کو تو دشمن دین کا پتلا بناکر پھونکنا کئی مذہبوں میں معلوم ہے۔
اول تو ہندوؤں میں حضرت راون کا پتلا پھونکا جاتا ہے دوسرے رومن کیتھولک حضرت یہوداہ کا پتلا
بڑے دن میں پھونکتے ہیں اور یہ جناب حضرت عیسےٰ کے صحابی تھے اور مسیحیوں میں حضرت عمر ابن سعد کمانڈر
انچیف فوج کوفہ و شام کہ جنہوں نے اپنے نزدیک خاندان نبوی کو نیست و نابود کردیا تھا معاف فرمائیے

آپ ہرگز یہ نہ خیال کریں کہ یہ پتلا حضرت عمر ابن خطاب کا ہے۔ اور میں آپ کو صلاح دیتا ہوں کہ اگر آپ محب اہل بیت ہیں تو آپ کو چاہیئے کہ اس دشمن اہل بیت کا پتلا بنا کر ماریئے کر پھونک دیا کیجئے، ورنہ آپ بھی اسی زمرہ میں شامل ہوں گے آپ کے اطمینان کے لئے بخاری شریف کی حدیث لکھے دیتا ہوں کہ سنیوں میں تپلا بنانا جائز ہے اور اسی بنا پر کسنگروں نے پتلے بنا کر بیچنے شروع کئے ہیں فیض الباری شرح بخاری چھاپہ لاہور پارہ ۲۵ صفحہ ۹۰ سطر ۱۰ جناب عائشہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت کے پاس گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور جو لڑکیاں میری مصاحب تھیں جب حضرت گھر میں آتے تو وہ چھپ جایا کرتیں پس حضرت اُن کو میرے پاس بھیجتے تاکہ وہ مجھ کو کھیل کھلائیں اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ کے گھر میں حضرت عائشہ گڑیاں یعنی پتلے بنا کر کھیلا کرتی تھیں اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ گڑیا صرف آدمی کے پتلے کو کہتے ہیں جانور کی نقل اس کے اصلی نام سے پکاری جاتی ہے جیسے گھوڑا ہاتھی شیر، مور وغیرہ ان کو کوئی دنیا میں گڑیا نہیں کہتا پس ان سب باتوں کے موجد اور مروج سنی صاحبان ہیں مگر دوسروں پر معترض۔

سوال نمبر ۱۱۔ ایران کے فتح کرنے والے دشمنان اہل بیت تھے کہ شیعیان علی؟

جواب نمبر ۱۱۔ آپ کی کتب کی سیر سے تو ثابت ہوتا ہے کہ دشمنان اہل بیت تھے کہ اونہوں نے اپنی تدابیر سے اہلبیت نبوی کو کنگال اور مفلوک الحال رکھا تاکہ لوگ ان کے پاس جمع نہ ہو سکیں۔ ایران کا فتح کرنے والا جنرل سعد وقاص صحابی تھا جس نے حضرت عمر کے وقت میں ایران کو فتح کیا اور اسی سعد نے حضرت علی کی بیعت نہ کی اور اسی کے لڑکے حضرت عمر ابن سعد نے سفیان کوفہ وشام کی فوج سے خاندان نبوی کا استیصال کر دیا تاریخ مروج الذہب مسعودی کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ جہاں محمد ابن ابوبکر اور معاویہ کی خط وکتابت درج ہے حضرت عمر ہی کی دوراندیشی اور سیاست دانی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان فرقہ فرقہ ہوگئے اور یہی جناب اس تفریق کے بانی ہیں بخاری شریف کی حدیث قلم وقرطاس والی ملاحظہ کیجئے کہ اس میں جناب عمر نے رسول اللہ کو بکواس کی تہمت لگا کر حسبنا کتاب اللہ کہا بخلاف حدیث ثقلین کے گویا اسی وقت اونہوں نے رسول اللہ کے آخر وقت میں ثقل دوئم یعنے اہل بیت سے روگردانی کی یعنی ایک فرقہ کو تو فقط کلام اللہ کا تابع بنایا اور دوسرے فرقہ کو کلام اللہ اور اہل بیت کا تابع قرار دیکر حیات رسول ہی میں دو فرقے کر دیئے آنجناب کی پالیسی نے وہ برا کام کیا کہ غیر اقوام کو اسلام سے نفرت ہوگئی اور صدہا ٹکڑے مذہب کے ہوگئے جناب نے ایران کی فتح میں کیا فخر پیدا کیا جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث تھی کہ ایران وروم فتح ہوں گے تو کوئی نہ کوئی تو فتح کرتا ہی خواہ زید ہو یا عمر ہو یا بکر ہو یا خالد اور اگر آپ کے نزدیک فتح ممالک دلیل مذہب حقہ ہے تو گورنمنٹ انگریزی کی موافق اسوقت کوئی فاتح نہیں ہے جس کی ماتحتی میں ہندو سکھ کرور مسلمان ہیں

اور حضرت عمر کے سامنے دو چار کروڑ مسلمان بھی ماتحت نہ تھے پس آپ مذہب عیسائی قبول کریں ذرا حضرت عمر کی بہادری کی قسم کھا کر فرمایئے کہ شروع اسلام میں خیبر و خندق و حنین و احد حضرت عمر ہی کی بھاگڑ کی بدولت ہوئے تھے. جناب عمر سے زیادہ تو آپ کے بارہویں خلیفہ ولید ابن یزید ابن عبدالملک نے ممالک فتح کئے ہیں جو اعلیٰ درجہ کے بدکار اور شراب خوار گذرے ہیں۔

سوال نمبر ۲ ا شہربانو کو حضرت حسین کی نذر کرنے والے دشمنان اہل بیت تھے یا شیدایان علی؟

جواب نمبر ۲ ا۔ نذر کرنے ہی سے آپ کا سوال ختم ہوا جاتا ہے اس میں آپکے کیا فضیلت پیدا کی آپ تو ڈوبتے ہوئے کی طرح تنکے کا سہارا ڈھونڈتے پھرتے ہیں اس واقعہ کے متعلق آپکے یہاں دو روایات ہیں ایک یہ کہ حضرت عمر کے وقت میں آئیں دوسرے صاحب حبیب السیر کہتے ہیں کہ حضرت علی کے وقت ۳۶ھ میں جبکہ یزدجرد مارا گیا تو شہربانو اور دوسری لڑکی آئیں اول یہ کہ حضرت عمر کے وقت میں ایران فتح ہونا شروع ہوا اور یزدجرد شکست عمری پر حامل ہو کر بھاگ گیا سعد وقاص اس وقت جنرل تھا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ مال غنیمت میں ہر مسلمان کو حصہ ملتا تھا بعد بہت سی عورتوں کے قیدیان جنگ میں یزدجرد کی دو بیٹیاں بھی تھیں، عمر صاحب کو حضرت علیؑ نے مشورہ دیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ عزت کرو اس بزرگ قوم کی جو ذلیل ہو گیا ہو سرداران قوم کیساتھ عوام کا برتاؤ نہ کرنا چاہئے، اور شاہزادیوں کو مثل معمولی لونڈیوں کے بازار میں مت بھیجو اُن ہی کی رائے پر چھوڑو جس کو یہ پسند کریں اس کے حوالے کرو اس رائے کو عمر نے پسند کیا چنانچہ ایک نے محمد ابن ابی بکر اور شہربانو نے امام حسین کو پسند کیا حضرت عمر نے دونوں شاہزادیاں دونوں نوجوانوں کو نذر کر دیں، اول یہ آزاد کی گئیں بعد کو ان کا نکاح ہوا اس میں دوستی اور دشمنی کی کیا بات تھی یہ قانونی اور شرعی عملدرآمد تھا بہرحال کسی نہ کسی کے ہاتھ یا فروخت ہوتیں یا نذر کی جاتیں حضرت عمر جو نہایت اعلیٰ درجہ کے دور اندیش تھے اور کثرت سے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ زندہ تھے جو حضرت علی مرتضیٰ کی عزت و وقعت کو خوب جانتے تھے پس حضرت عمر عموماً دشوار معاملات میں اور جہادوں کے لئے حضرت علی کی رائے اور اجازت پر عمل کرتے تھے اور اپنی شرمندگی مٹانے کو بار بار لولا علی ے کہا کرتے تھے اس کے بعد شاید آپ کو یہ عذر ہو کہ حضرت علی حضرت عمر کو اچھا نہ جانتے تھے تو ان کا تحفہ کیوں لیا ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت علی بالکل حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے احکام کی تابعداری کرتے تھے. حضرت عمر تو بظاہر مسلمان بھی تھے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ عیسائیوں اور یہودیوں کے تحائف قبول کرتے تھے جیسا کہ مقوقس بادشاہ اسکندریہ نے جو عیسائی مذہب تھا ایک خچر دلدل نام اور ماریہ قبطیہ حضرت کے لئے نذر بھیجے اور حضرت نے

قبول کیا جس علی نے اس موقعہ پر بھی رسول اللہ کے طریقہ پر حضرت عمر کے خلیفہ کو قبول کیا آپ ہی کی کتب قدیمہ کی سیر کرکے میں تو ان کو دشمن اہل بیت جانتا ہوں اور لفظ لولا علی کی بدولت آپ حضرت عمر علی کا شیدا سمجھیں یا مجہول جب
ورضۃ الصفا
اور بموجب تحریر حبیب السیر ہے کہ جب یزدجرد مرگیا تو دو لڑکیاں اس کی خراسان سے حضرت علی کے گورنر نے بھیجیں اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ حضرت عمر کے زمانہ حکومت میں اگر یہ آئیں تو یہ جناب [illegible] میں خلیفہ بنے اگر ان کے درمیانی زمانہ میں بھی آئیں تو [illegible] مان لیجئے تو امام زین العابدین علیہ السلام جب کربلا میں ۲۲ سال کے تھے اور [illegible] میں پیدا ہوئی کیا شہربانو بیس سال تک لاولد رہیں اور یہ بھی کسی محقق نے نہیں لکھا کہ امام زین العابدین سے پہلے بھی ان کے کوئی بچہ پیدا ہوا ہو لہٰذا ۳۷ھ میں شہربانو کا آنا صحیح معلوم ہوتا ہے اور حضرت عمر کے وقت میں آنا حضرت عمر کے فدائیوں کا پروپیگنڈا ہے۔

سوال نمبر ۱۳:- قرآن شریف اس ترتیب کے ساتھ کس نے جمع کیا؟

جواب نمبر ۱۳:- جناب کا سوال غلط ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے تھا کہ کس نے جمع کرایا کیونکہ بنفس نفیس جناب عثمان نے نہیں جمع کیا دوسروں سے جمع کرایا ہے اس سوال میں آپ نے ان کی کیا فضیلت نکالی بلکہ ان کی لیاقت کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش ہے میں مفصل طور پر مختصراً لکھتا ہوں اول آپ اپنی کتب قدیمہ کی سیر کریں تو معلوم ہوگا کہ ان جناب نے ضروری مصلحت سے اپنے وقت میں جمع کرایا ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہا اور حدیث ثقلین کے خلاف اہل بیت سے علیحدگی ظاہر کرکے دو فرقوں کی بنیاد ڈالی تو ثابت ہوتا ہے کہ کلام پاک حضرت کے زمانہ میں جمع ہوچکا تھا، کیونکہ حضرت عمر نے کتاب اللہ کہا ہے ورنہ کلام اللہ کہتے۔ مشکوٰۃ جلد ۴ چھاپہ لاہور صفحہ ۴۵ سطر ۱۰ ملاحظہ فرمائیے۔ انس صحابی کا بیان ہے کہ:- آنحضرت کے زمانہ میں چار اشخاص نے قرآن جمع کیا۔ ابی ابن کعب، زید ابن ثابت، معاذ ابن جبل اور ابوزید نے۔ تو ثابت ہوتا ہے کہ بموجب قول حضرت عمر حضرت کے سامنے قرآن جمع ہوچکا تھا وہ صحیح تھا یا غلط اگر صحیح تھا تو دوبارہ کیوں جمع کرایا اور اگر غلط تھا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ اور ان چار صحابہ پر بڑا الزام آتا ہے دوسرا کلام اللہ حضرت ابوبکر کے وقت میں جمع ہوا جس کو جلال الدین سیوطی بڑے پکے سنی نے لکھا ہے تاریخ الخلفا مطبوعہ لاہور طبع زمیندار صفحہ ۲۹ سطر ۲۰ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ زید ابن ثابت کا بیان ہے کہ مجھ سے ابوبکر نے کہا کہ مجھ سے عمر نے کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت مسلمان قتل ہوئے ایسا نہ ہو کہ حافظان قرآن کے نہ ہونے سے قرآن دنیا سے جاتا ہے لہٰذا قرآن جمع کیا جائے ابوبکر نے کہا کہ میں کیونکر جمع کروں جب حضرت نبی

نے جمع نہ کیا تو عمر نے کہا کہ بہر حال بہتر یہی کہا ہے یہ تو اچھا کام ہے جب مجھ سے کہا کہ زید تم سے بہتر اس کام کو کوئی نہ کر سکیگا تم قرآن جمع کرو تو میں نے بھی جواب دیا کہ میں کیونکر ایسا کروں جب کہ خود حضرت نے جمع نہ کیا تو ابو بکر نے عمر والا جواب مجھے دیا کہ یہ تو نیک کام ہے ۔ کیا حرج ہے غرضیکہ مری تقدیر میں یہ کام تہا میں نے اس کو کاغذ کے پرچوں ہڈیوں اور درختوں کے پتوں پر سے لکھ کر جمع کیا اور خلیفہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا وہ ان کے پاس مرتے دم تک رہا پھر وہ قرآن حضرت عمر کے پاس آیا ۔

مشکوٰۃ شریف جلد ۰ کی عبارت سے ثابت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کے وقت میں جمع ہو چکا اور تاریخ الخلفا یہ بتا رہی ہے کہ حضرت ابو بکر نے جمع کرایا نہ معلوم کون سی بات صحیح ہے اور یہ دونوں کتب سنی صاحبان کی ہیں اب ناظرین خیال کریں کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کے وقت میں جمع ہو چکا تہا تو دوسرا کلام اللہ جمع کرنے کی کیا ضرورت ہوئی آیا پہلا کلام اللہ صحیح تھا یا دوسرا اگر پہلا کلام اللہ غلط تھا تو جناب ختمی مرتبت اور چار صحابہ پر بڑا الزام آتا ہے اور اگر صحیح تہا تو جناب ابو بکر نے کیوں جمع کیا ۔ اب تیسرا دور شروع ہوتا ہے کہ جناب عثمان نے کیوں جمع کرایا پھر وہی رسوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلے دونوں کلام اللہ میں کمی بیشی تھی یا غلط تھے اس میں ضرور کوئی خاص بھید تھا اول تو حسبنا کتاب اللہ والا کلام اللہ یوں ضایع کیا کہ یادگار رسول اللہ تھا اور وہ بی بی حفصہ کے پاس تہا اس کو آگ میں جھونک دیا ۔ اور دوسرا کلام اللہ جو جناب ابو بکر نے جمع کرایا تہا اس میں بھی خاص خاص باتیں ہوں گی مثلاً خلافت وغیرہ فضائل اہل بیت اور ان کے کھلم کھلا نام ہوں گے لہذا وہ بھی نذر آتش ہوا تیسرا کلام اللہ جو جناب عثمان کے نام نامزد ہے ۔ اس میں مضامین کو الٹ پلٹ مقدم موخر جمع کر کے ایک خاص اعتراض کا موقعہ دے دیا اور غالباً اس کی مصلحت یہ ہو گی کہ مسلمان موجودہ کلام اللہ کی قسمیں کھا کھا کر جھوٹ بولا کریں اور ایمان فروشی کیا کریں ۔

پس حضرت عثمان کو آپکے اعتقاد میں جو فضیلت ہے وہ نولکشور وغیرہ کو بھی ہو سکتی ہے اس لئے کہ جس طرح حضرت عثمان نے دوسروں سے جمع کرایا اسی طرح نول کشور کے یہاں کاپی نویس لکھتے ہیں اور نوکر چاکر ہیں مگر نام نول کشور کا جناب عثمان نے مضامین کو الٹ پلٹ کر کے غیر مذاہب کو اعتراضات کا موقعہ دیدیا ۔ اس لئے میں ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ قرآن پاک کو ہاتھ میں لے کر سیر کریں تو معلوم ہو گا کہ سورۂ اقراء کی تین یا پانچ آیات سب سے اول شب بعثت میں نازل ہوئیں اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے مگر یہ سورہ تیسویں پارہ میں ہے اس کے بعد ہی سورۂ مدثر نازل ہوئی یہ انتیسویں پارہ میں ہے اس کے بعد سورۂ مزمل

نازل ہوئی ہے یہ مدثر سے پہلے درج ہے اور سورۂ بقر مدنی ہے یہ پہلے پارہ میں ہے کہئے الٹ پلٹ ہوا یا نہیں؟
اور لطیفہ دیکھئے کہ سورۂ کافرون مکی ہے مگر تیسویں پارہ میں درج ہے اور یہ آیت لکم دینکم ولی دین۔ شروع
اسلام مکہ میں نازل ہوئی پس اس کے بعد جس قدر بھی جہاد ہوئے وہ سب حکم خدا کے خلاف کئے گئے اگر ترتیب کلام
اللہ اسی طرح سے ہے تو لکم دینکم ولی دین کے بعد جو جہاد ہوئے [illegible] پر جناب رسالت مآب پر آپ کے مسلمات سے اعتراض
آتا ہے اور جناب عمر کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں ان کے جہاد سب ملک گیری کے لئے ہوئے ان واقعات پر غور کرکے
ناظرین خیال کریں کہ جناب عثمان نے الٹ پلٹ جمع کرکے دنیا کو دقت میں ڈال دیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ تتبع
کتب اور تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ قرآن حجاج ابن یوسف ظالم نے جمع کیا کہ جس نے سوا لاکھ آدمیوں
کو سادات اور محبان اہل بیت سے اس جرم میں قتل کیا ہے کہ وہ کیوں محب اہل بیت ہیں اسی حجاج نے قرآن میں
رکوع قائم کئے اور سورتوں کے نام رکھے اور اس نے اعراب لگائے اس لئے حضرت عثمان سے حجاج کو فضیلت
ہونی چاہئے چونکہ بنی امیہ کا زمانہ عرصہ تک رہا ہے اس لئے یہ سہرا حضرت عثمان کے سر باندھ دیا۔ چوتھی بات
یہ ثابت ہوتی ہے کہ جناب عثمان کو حضرت ختمی مرتبت صلے اللہ علیہ وآلہ اور حضرت ابوبکر پر اعتماد اور اعتقاد نہ
تھا ورنہ ان کے زمانہ کے قرآن ضائع نہ کراتے جس سے یہ فائدہ ہوتا کہ وہ حضرت کے زمانہ کے تبرک سمجھے جاتے اور
لوگوں کو یہ فائدہ ہوتا کہ اگر کسی کو شبہ ہوتا تو نقل کو اصل سے مطابق کر لیا کرتا تو ثابت ہوتا ہے کہ ان جنابوں نے ان
دونوں قرآنوں کو اپنی خاص خاص مصلحتوں سے ضائع کرا دیا۔

شاید ہمارے سائل صاحب کو یہ بھی سوجھے کہ اگر یہ الٹ پلٹ ہے تو حضرت علی نے اپنے وقت میں کیوں درست
کر لیا۔ میں قبل سوال ہی کے ناظرین کو واقف کئے دیتا ہوں کہ حضرت علی حافظ قرآن حامل قرآن عامل قرآن تھے
جیسا کہ سنی صاحبان کے یہاں طبرانی اور ابن مردویہ اور دیلمی نے لکھا ہے کہ قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن
کے ساتھ ہے اور نیز جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں حضرت علی کے حالات میں لکھا ہے کہ کوئی آیت ایسی نہ
تھی کہ جس کا علم حضرت علی کو نہ ہو کہ کس کی شان میں ہے اور کہاں نازل ہوئی ہے پس ایسے عالم قرآن کے سامنے اگر
الٹ پلٹ جمع کی ہوئی کتاب آجائے تو اس کا کچھ حرج نہیں وہ خود حافظ ہے۔

مگر جناب امیر کی اس حکمت نے قرآن موجودہ کو قائم کرا دیا ورنہ اگر جناب امیر اس کو درست کرتے تو بنی امیہ میں
کوئی اس کو تسلیم نہ کرتا اور پھر معاویہ صاحب اپنی رائے سے دوسرا ترتیب دیتے اور ان کے بعد پھر آپ کے حضرت
یزید تیسرا ترتیب دیتے اسی طرح یہ سلسلہ آج تک قائم ہو کر ہزار ہا قسم کے قرآن دنیا میں نظر آتے حضرت علی کی

اصلی وجہ کی دانشمندی اسی سے ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے اس سنت کو قطعاً بند کر دیا، دوسری وجہ یہ ہے کہ خداوند کریم عالم الغیب ہے اس کو معلوم تھا کہ بنی امیہ ۱۳۲ھ تک بادشاہ بن کر اپنا نام خلیفہ رسول رکھیں گے اس لئے خداوند عالم نے اپنی شان دکھائی کہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے جمع کرایا اور یہی اس کے بقا کی شکل تھی ورنہ جس طرح ۶۱ھ میں خاندان نبوی کا خاتمہ میدان کربلا میں کر دیا اگر حضرت علی کے ہاتھ کا جمع کیا ہوا کلام اللہ ہوتا تو اس کی بھی نفی کر دیتے آپ کے سوالات کا جواب میں نے آپ ہی کی کتب سے اور دلائل کر دیئے، اور میں اپنی تحقیقات سے بیقین جانتا ہوں کہ دنیا میں جتنے برے کام اور بدعتیں ہیں ان سب کے موجد اور رواج دینے والے آپ ہی لوگ ہیں اور آپ ہی کے یہاں سے اس قسم کی باتیں نکلتی ہیں مگر دوسروں پر اعتراض کرنے کے آپ عادی ہیں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تثلیث کی حمایت میں علم خدا کو بھی آپ نہ مانیں گے اس لئے میں تو دل سے دعا کرتا ہوں اور آپ آمین کہیں تو خداوند عادل اور منتقم حقیقی آپ کا حشر خلفائے ثلاثہ کے ساتھ کرے اور میرا حشر اہلبیت نبوی کے غلاموں میں کرے، امید ہے کہ ناظرین مجھے دعائے خیر سے یاد کریں گے اس کے بعد میں مولوی صاحب موصوف اور عام طور پر علمائے اہل سنت سے سوال کرتا ہوں مہربانی کر کے واقعات پر غور کرتے ہوئے میرے سوال کا جواب مرحمت فرماویں۔

اب میں سنی کتب کی سیر کراتا ہوا مع حوالہ کتب احادیث لکھتا ہوں اور سنی صاحبان ان کو دیکھ کر اپنی کتب کو جھوٹا ثابت کریں یا سچا۔

سوانح عمری جناب امیر المومنین مولفہ شیخ عبید اللہ امرتسری حنفی المذہب چھاپہ لاہور مولف موصوف نے اس کتاب میں کسی شیعہ کتاب سے مدد نہیں لی صرف سنی کتب پر دارومدار رکھا اور جس کتاب سے جو عبارت لی ہے اس کا نام لکھ دیا ہے لیکن یہ ضرور کمی کی ہے کہ صفحہ و سطر و مطبع کا پتہ نہیں دیا ہے اور یہ اس مصلحت سے کہ سنی صاحبان بھی کتب بینی کریں اور اصل کتب میں ان عبارات کو دیکھیں تو زیادہ ہدایت کا باعث ہوگا مگر مولف موصوف کی یہ رائے ہی معلوم ہوتی ہے کہ سنی صاحبان تو حضرت علی کے نام سے کلام اللہ کا پڑھنا بھی گناہ قرار دیدینگے اب میں نمونہ کے طور پر اس کتاب سے احادیث نقل کرتا ہوں۔

پہلی حدیث خوارزمی اور دیلمی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے علی کو چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا اور جس نے مجھے چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا۔

دوسری حدیث دیلمی نے فردوس الاخبار میں بریدہ اسلمی سے لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا جس نے علی کی شان گھٹائی اس نے میری شان گھٹائی۔

تیسری حدیث محب طبری نے ریاض النضرہ میں امام احمد بن حنبل اور طبرانی سے لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ

وآلہ نے فرمایا کہ میں لڑنے والا ہوں اس سے جو علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ سے لڑے اور صلح کرنیوالا ہوں اس سے کہ جو صلح کرے ان سے اور ترمذی نے بھی یہ حدیث زید ابن ارقم سے لکھی ہے۔

چوتھی حدیث نسائی نے ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ فرماتے تھے کہ علی کو دوست نہ رکھیگا مگر مومن اور دشمن نہ رکھے گا مگر منافق۔

حقیر کی یہ رائے ہے کہ منافق کو علی کا بغض ہوتا ہے اور منافق کی سزا کلام اللہ میں درج ہے۔

پانچویں حدیث سعد ابن وقاص سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جس نے علی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی مؤلف علی کو ایذا دینے والا رسول اللہ کو ایذا دینے والا ہے اور رسول اللہ کو ایذا دینے والا خدا کو ایذا دینے والا ہے اور خدا کو ایذا دینے والا بالاتفاق جمیع فرق کافر ہے۔

چھٹی حدیث احمد اور نسائی اور حاکم سے لکھی ہے کہ عبداللہ جدلی کہتا ہے کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا فرمانے لگیں کہ کیا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کو برا کہتا ہے میں نے کہا معاذ اللہ تو فرمانے لگیں کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

ساتویں حدیث دیلمی نے فردوس الاخبار میں معاذ ابن جبل سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ علی کی محبت ایک ایسی نیکی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی ضرر نہیں کرتی اور ان کا بغض ایسی برائی ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی یہ احادیث سوانح عمری میں صفحہ ۱۱۵ سے ۱۱۹ تک درج ہیں۔

آٹھویں حدیث مشکوٰۃ شریف مترجم چھاپہ لاہور جلد ۴ فضائل اہلبیت۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین میرے جسم کے ٹکڑے ہیں ان کی ایذا سے مجھ کو ایذا ہوتی ہے۔

نویں حدیث تاریخ احمدی چھاپہ نور المطابع لکھنؤ صفحہ ۱۱۵ سطر ۱۲۔ ابن قتیبہ دینوری کی تاریخ سے لکھا ہے جبکہ حضرت علی نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو کیا کروگے تو حضرت عمر نے قسم کھا کر کہا کہ ہم تم کو قتل کر دیں گے حضرت علی نے کہا کہ ایسے شخص کو قتل کروگے کہ جو خدا کا بندہ اور رسول اللہ کا بھائی ہے تو حضرت عمر نے جواب دیا کہ عبداللہ تو ہم مانتے ہیں لیکن رسول اللہ کا بھائی ہونا ہم نہیں تسلیم کرتے۔

دسویں حدیث سوانح عمری چھاپہ میرٹھ صفحہ ۲۰۳ سطر ۲۶ ابن عساکر کے ذریعے سے لکھا ہے کہ علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ جب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے ہم ان سے ملنے گئے اور ان سے کہا کہ اے ابو ایوب اللہ تعالےٰ نے آپ پر کرم کیا کہ تمہارے گھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ فروکش ہوئے اور یہ خدا کی مہربانی خاص تمہارے ہی لئے تھی کہ حضرت کی اونٹنی

اور لوگوں کے سوا جناب دروازہ پر بیٹھ گئی اب آپ اپنے کندھے پر شمشیر رکھ کر تشریف لائے ہیں کہ اس سے لا الٰہ الا اللہ کہنے
والوں کو قتل کریں ابو ایوب کہنے لگے کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے ہم کو جناب امیر کی معیت میں تین گروہوں
کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا وہ لوگ ناکثین اور قاسطین اور مارقین ہیں پس ناکثین اہل جمل اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم
ہیں اور قاسطین یہ لوگ ہیں کہ جہاں کہ ہم واپس آرہے ہیں یعنی معاویہ اور عمرو ابن عاص اور مارقین طرفا اور نخیلات و نہروان
میں ہیں مجھے معلوم نہیں کہ اب وہ کہاں ہیں لیکن انشاء اللہ تعالے اب ان کے ساتھ بھی لڑنا ہوگا۔

بجملہ مشہورہ و معتبرہ دس احادیث سنی کتب سے میں نے پیش کر دی ہیں اب میں مولوی صاحب سے سوالات کرتا ہوں
کہ وہ ان احادیث پر غور فرما کر انصاف کریں اول یہ کہ جھٹلانے سے زیادہ کسی بات سے ایذا نہیں ہوتی فرمائیے تو سہی کہ
فدک کے معاملہ میں جناب ابو بکر نے حضرت فاطمہ کو جھٹلایا اور حضرت علی اور جناب حسنین اور ام ایمن کی گواہی کو جھوٹا قرار دیکر
دعویٰ ڈسمس کیا تو جناب ابو بکر شیعہ تھے یا سنی اور رسول اللہ کے ایذا دینے والے کو آپ کس ٹھکانے میں سمجھیں گے۔

دوسرے سوانح عمری جناب امیر صفحہ ۹۹ سطر ۱۲ میں ام سلمیٰ اور ابو ذر وغیرہ سے احادیث لکھی ہیں کہ حق علی کے
ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہے اور دونوں الگ نہوں گے جب تک کہ حوض کوثر پر وارد نہوں۔ اس حدیث پر غور
کرکے فیصلہ دیجئے کہ حضرت علی نے جھوٹی گواہی دی اور حضرت فاطمہ نے جھوٹا دعویٰ کیا۔ دونوں باتوں میں سے ایک ماننا
پڑیگا کہ جناب ابو بکر نے ظلم کیا اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی کو ایذا دی یا یہ کہئے کہ حضرت علی و حضرت فاطمہ نے جھوٹ بولا۔

تیسرے جناب عمر جب حضرت فاطمہ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لے کر چڑھ گئے اور ان کی فریاد وزاری پر کوئی کان
نہ کیا اور جناب فاطمہ کو دھمکایا۔ تو فرمائیے کہ علی و فاطمہ کو ایذا دینے والا کس سزا کا مستحق ہوگا آیا جناب عمر شیعہ تھے یا سنی۔

چوتھے حضرت عثمان جنہوں نے حضرت علی کو ان لفظوں سے کوسا کہ تیرے منہ میں خاک اور ابو ذر سے معزز صحابی کو
کا سیف دیکر شہر بدر کیا کہیں کہ ان کا سارا خاندان فاقوں میں مرا اور عمار یاسر کو پٹوایا اور عبداللہ ابن مسعود کو پٹوا کر ان کی
پسلیاں تڑوا دیں کہ وہ اسی عارضہ میں مر گئے۔ پس ان جناب کا ٹھکانا کہاں ہوگا آیا جناب عثمان شیعہ تھے یا سنی۔

پانچویں طلحہ و زبیر جن دونوں نے پہلے حضرت امیر المومنین کی بیعت کی اور پھر بصرہ و کوفہ کی حکومت نہ ملنے سے بیعت
توڑ کر جناب عائشہ کو جنگ جمل پر آمادہ کیا اور مقام حواب پر جھوٹا حلف کیا اور لوگوں سے کرایا آیا طلحہ و زبیر شیعہ تھے یا سنی۔

چھٹے جناب عائشہ جو حضرت عثمان کو برابر کوسا کرتی تھیں اور ان پر افضیوں کا کلمہ پڑھا کرتی تھیں امیر المومنین پر چڑھائی کرکے
ان میں ہزار مسلمان قتل کرائے اور عمر بھر جناب امیر سے دشمن رہیں آیا جناب عائشہ شیعہ تھیں یا سنی۔

ساتویں ایسے ہی حضرت امیر معاویہ ان جناب نے بخلاف احادیث بالا جناب امیر پر لعنت کی اور کرائی اور خود بھی گالیاں

ذلیل اور رسوا میں اور تمام کوفہ و شام و بصرہ کی مخلوق کو لا کر دار و گیر کر کے ظلم سے قتل و غارت کر کے سنی بنایا اور
المومنین پر گالی گلوچ بلوائی اس کا سلسلہ سنہ ۹۹ھ میں ختم ہوا آیا یہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے پیرو شیعہ تھے یا سنی ؟

آٹھویں آپ کے حضرت یزید بعد شہادت امام حسین انہوں نے باغی مسلم ابن عقبہ شامی فوج سے مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کو خراب کرایا مسجد نبوی کی حفت زمین کی سات سو یا بارہ سو مہاجرین و انصار بدری و احدی اور دس ہزار عوام الناس کو قتل کرایا اور لشکر یزید روضہ رسول میں زنا کا مرتکب ہوا جس سے ایک ہزار بچے زنا زادے پیدا ہوئے آیا یہ حضرت یزید اور ان کا لشکر شیعہ تھے یا سنی ؟

نویں ۷۳ھ ہجری آپ کے حضرت عبد الملک کے باغی حجاج ابن یوسف وہی یزید والی کارروائی حرمین شریفین میں کرائی اور حرم کو پھونک دیا گیا آیا یہ عبد الملک شیعہ تھے یا سنی ؟

دسویں آپ کے حضرت ابن زبیر نے عبد الملک کی مخالفت کی اور حرم کے اندر سولی دے گئے آیا یہ ابن زبیر شیعہ تھے یا سنی تعداد عشرہ مبشرہ ان میں تو کوئی شیعہ ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ سب تثلیث پرست تھے ناظرین کو ماننا پڑیگا کہ یہ سب سنی تھے اس لئے کہ شیعہ تو خلفاء ثلاثہ کو صحابہ کہتے ہیں دنیا جانتی ہے اب ان لوگوں کی حمایت میں کہیں خطائے اجتہادی کا فقرہ نہ کہہ دینا اس کو بھی میں سمجھائے دیتا ہوں مسائل فقہ میں مجتہد سے خطاء اجتہادی ہو جاتی ہے اور جب وہ اپنی خطا سے واقف ہوتا ہے تو اس مسئلہ کی طرف سے رجوع کرتا ہے اور مجتہد وہ شخص ہو سکتا ہے کہ جو امتحان پاس کرے یا اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کی ہو جرائم میں خطائے اجتہادی نہیں ہوتی آج تک کسی قانون میں اور کسی قوم و فرقہ میں کوئی دفعہ خطائے اجتہادی کی موجود نہیں ورنہ ہر مجرم اس کے ذریعے اپنے آپ کو بری کر سکتا ہے کہ میں نے چوری ڈاکہ قتل ہزنا شرابخواری اور لڑکوں کی بدکاری یہ سب اپنے نزدیک جائز سمجھ کر کئیں پس خطائے اجتہادی کی بموجب مجرم بری ہو جایا کرتا لہذا آپ کے اطمینان کے لئے ایک حدیث بھی لکھے دیتا ہوں ۔

فیض الباری شرح بخاری مطبوعہ لاہور پارہ ۱۰، صفحہ ۵۰۳ سطر ۱۳۔ ابوبکرہ صحابی سے منقول ہے کہ مجھے جنگ جمل میں اس حدیث نے بڑا فائدہ دیا جبکہ میں بی بی صاحبہ کے ساتھ اس جنگ میں جانا چاہتا تھا تو مجھے یاد آیا کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ کو خبر لگی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنے اوپر حاکم بنایا ہے تو فرمایا کبھی اس قوم کا بھلا نہ ہوگا جنہوں نے اپنے اوپر عورت کو مالک اور حاکم بنایا ۔

شارح نے اس کی شرح میں صفحہ ۵۰۳ سطر ۲۲ پر لکھا ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ عورت نہ بادشاہی کی مالک ہوتی ہے نہ قضا کی بموجب حدیث کے جناب بی بی صاحبہ قاضیہ اور مجتہدہ ہونے سے خارج ہو گئیں اور ان کے

منافق بھی ہونا ثابت ہے اور اسی طرح جناب معاویہ بھی مجتہد نہیں ہو سکتے اور ان کے فضائل میں جتنے احادیث ہیں سب معاویہ شاہی کی گھڑت ہیں چنانچہ امام نسائی نے خصائص نسائی میں دیباچہ پہ لکھا ہے کہ مجھے معاویہ کی شان میں کوئی حدیث معلوم نہیں سوائے اسکے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے ان کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ خدا اس کے پیٹ کو کبھی نہ بھرے پس جناب اور ان کے سب ساتھی فاسقین تھے۔

آپکے سوالات کے جوابات میں نے لکھدئے خدا کرے آپ کی سمجھ میں آجائیں اور ناواقف شیعوں کی آگاہی کے لئے کچھ مضمون اور لکھتا ہوں تاکہ وہ لوگ آپکے دھوکے میں نہ پھنس جاویں کہ خلفاء ثلثہ کی حمایت میں آپ لوگوں نے دین اور ایمان سب ان کے قدموں پر نثار کر دیا ایک حدیث مصنوعی اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنے میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے یہ حدیث معاویہ شاہی شیعین کی ڈھالی ہوئی ہے واقعات اور شہادت بالکل اس کے خلاف ہیں اول یہ کہ ہدایت کے معنے راہ دکھانے کے ہیں اس میں کوئی تشریح ایسی نہیں ہے جس کے معنے یہ ہوں گے کہ جیسا وہ صحابی ہوگا ویسے ہی اس کے پیرو ہو جائیں گے اب غور کیجئے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند اصحاب کے نام لکھتا ہوں اول آپکے حضرت عثمان [illegible] منافق دوسرے عبداللہ ابن ابی سرح کاتب وحی منافق تیسرے عبداللہ ابن ابی سلول منافق چوتھے عبداللہ بن ابی منافق پانچویں عبداللہ ابن کوا منافق چھٹے ذوی [illegible] منافق جن کیلئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا تھا کہ اسکو چھوڑ دے ورنہ مجھ کو لوگ مطعون کرینگے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے اور اسلام کی ترقی رک جائیگی۔ ساتویں آپکے حضرت مغیرہ ابن شعبہ علی وجہ کثرالی آٹھویں آپکے حضرت عمرو ابن عاص مکار وزیر معاویہ نویں بسر ابن ارطاة ظالم دسویں مسلم ابن عقبہ جس نے مکہ معظمہ کو لوٹ کر خانہ کعبہ پھونکا اور مدینہ منورہ میں وہ ظلم کئے کہ مسجد نبوی کی بے حرمتی کی اور کئی سو صحابی بدری احدی قتل کئے اور ایک ہزار کنواری لڑکیوں سے زنا کرایا ایک ہزار بچے زنا سے پیدا ہوئے یہ دس صحابی داخل صحابہ ہیں پس بموجب اس حدیث کے جس کی پیروی کروگے تو آپکے مسلمات کی موافق وہ پیرو ہدایت یافتہ ہی ہونگے ایسی حالت میں کوئی جرم جرم ہی نہ ہوگا اور تمام اعمال خیر بیکار ہیں۔ ثلثہ کی حمایت میں آپ صاحبان نے خدا کے عدل سے انکار کیا رسول کو خاطی و گنہگار مانتے ہیں۔ یا اس لئے کہ خلفا ثلاثہ کو جرم سے بری کیا جاوے یہاں تک طبع پروازی کی کہ عام طور پر آیات الہی کے متعلق یہ عقیدہ بنایا کہ ثلث کلام اللہ اہلبیت کی شان میں ہے اور نصف کلام اللہ اصحاب کی شان میں ہے اور بغیر مشورے حضرت عمر کے آیات الہی نازل نہ ہوتی تھیں جو کچھ حضرت عمر اول فرماتے تھے بعینہ خدا ویسی ہی آیات نازل کر دیتا تھا گویا ان کے مشورہ کا محتاج تھا اول میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ میرے پاس کلام مجید مترجم جناب شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب مرحوم پرنسپل عربی دیوبند کا ہے جو مدینہ پریس بجنور میں چھپا ہے یہ جناب تو پورے طور پر خلفاء ثلاثہ کے فدائی تھے انہوں نے دیباچہ میں جو آیات کی فہرست لکھی ہے اسکے معلوم ہوا کہ ایک آیت صحابہ کی شان میں نہیں لکھی بلکہ ان الفاظ سے کہ صحابہ کی خطرابی پر الہی وعدہ پیشینگوئی کے

رنگ میں وہ اظہار ہوئیں پارہ میں کہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات الخ مولوی صاحب کی جب تو ان جناب نے
کہ صحابہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے بر اعتبار رفتار و تقویٰ نہ تھا جو جھگڑے اور برخلاف تحمیل شقیق و دوم سے
کرنے کا، ضرورت کیا اگر صحابہ کی شان میں بہت سی آیات ہوئیں تو مولوی صاحب موصوف بھی درگزر کرتے انقلاب حاصل کیا ہوگا
اب میں مسئلہ عدل کے متعلق اسے کلام پاک سے بطور نمونہ کا آیت لکھتا ہوں پڑھیا یا اس وقت حضرت شہد
اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لفظ النظار ہے اس کلام اللہ میں ہے اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں
اس کے سوا اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی ہی حاکم انصاف کا ہے اور رسول کی عصمت کے لئے اور ان کے اہل بیت کے شیعہ نے
آیۂ تطہیر کافی ہے اب میں سنی علما کی بلند پروازی شاہ ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفاء لکھ کر ناظرین کو متوجہ کرتا ہوں کہ
غور کر کے رائے قائم کریں ازالۃ الخفاء مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور صفحہ ۴۳ سطر ۳ آیت ان تبدوا الصدقات فنعما ھی
وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم شعبی نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت شریف حضرت صدیق اور حضرت عمر
فاروق کی شان میں نازل ہوئی ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال خرچ کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت عمر فاروق
علی رؤس الاشہاد نصف مال لیکر حاضر ہوئے اور حضرت صدیق کل مال لائے اور پوشیدہ کر کے لائے حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو حضرت صدیق نے عرض کیا کہ اللہ و رسول کو حضرت صدیق سے
حضرت عمر فاروق نے کہا کہ میں آپ سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ اس حدیث کے سیاق کو ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ حکم صرف
ان دونوں صاحبان کے لئے تھا یا کل مہاجرین و انصار و بنی ہاشم اس سے مستثنیٰ معلوم ہوتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اور سب مال خرچ
کیا کرتے تھے اور یہ دونوں ممسک تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کا کہنا کبھی نہ مانا تو خدا نے آیت نازل کی اس سے یہ ثابت ہوتا
ہے کہ حضرت عمر تو بہت مالدار تھے کہ آدھا مال ذرا اپنی پشت پر لاد کر اور باقی دو درون اور گدھوں اور اونٹوں پر لادے کر لائے اور حضرت ابوبکر
اتنے مفلوک الحال تھے کہ وہ اپنا سب مال عبا میں چھپا کر لائے کہ سیر دو سیر سے زیادہ نہیں معلوم ہوتا ورنہ شیخ صاحب کو بوجھ سے جھکنا بھی پڑتا۔
دوسری بات بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ان باتوں کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے ان کے معاوضہ میں کوئی دعا دی نہ بشارت دی۔
یہ حدیث معاویہ شاہی زمانہ کا پروپگنڈہ ہے یہ واقعہ مدینہ کا ہے یہاں حضرت صاحب ثروت و حکومت تھے اور ان کے بعد کی سیر
کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرت ابوبکر شروع اسلام میں مسلمان ہوئے اور حضرت عمر چالیسویں نمبر جب کفار قریش نے جناب ختمی مرتبت
سے بائیکاٹ کر دیا گفتگو سلام علیک کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیا تین سال تک شعب ابو طالب میں محصور رکھا کہ جہاں نہایت تکلیف
سے بسر کرنی پڑی وہ وقت نہایت عسرت و تنگی کا تھا اس وقت یہ دولت مند کہاں تھے جس وقت حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ

وہ اپ بیویوں ہو جگہ سولاتے تھے اس اندیشہ سے کہ کہیں کفار رات کو حضرت کو نقصان

سال کے بعد حکم ہجرت کا ہوا اسوقت تک کسی حدیث یا تواریخ سے ثابت نہیں اس مصیبت

بکر نے ایک پیالہ پانی کا یا ایک مٹھی روٹی کا ہاتھ میں لیکر اور اسکو چھپا کر بھی حضرت کی

دیوتا حضرت عمر نے کسی کافر کو اپنی تلوار یا درے سے دھمکایا ہو۔ مدینہ میں چونکہ اسلام

کو عروج ہو رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برسراقتدار تھے تو خوشامد کیلئے حضرت عمر مال لائے اور حضرت ابوبکر کے گھر میں فاقہ ہونے کو تھا اسلئے وہ اپنا تھوڑا سا مال لیکر اس نیت سے آئے کہ رسول اللہ سے جاکر یہ کہوں کہ بال بچوں کو خدا اور رسول پر چھوڑ آیا ہوں تاکہ حضرت شیخ صاحب کا شکریہ ادا کریں اس پانچ ہزار درہم مال کو وہ میں سے انکو بخشش دیدیں بلکہ ان جناب نے تو ہجرت کیوقت تین سو درہم کا اونٹ حضرت کے ہاتھ نوسو درہم میں فروخت کیا تھا۔

حضرت ابوبکر کا اسلام ۔ ان جناب کا نمبر ساتواں یا آٹھواں ہے اسلئے کہ سوانح عمری جناب امیر میں عفیف کی جو حدیث لکھی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ میں عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب آفتاب ڈھلا تو ایک جوان آیا اسکے پیچھے ایک عورت اور ایک لڑکا آئے اور انہوں نے اس جوان کے پیچھے کھڑے ہو کر رکوع و سجود کئے میں نے دریافت کیا یہ کیا نئی بات ہے جو میں دیکھ رہا ہوں تو عباس نے کہا کہ یہ جوان میرا بھتیجا ہے یہ رسالت کا مدعی ہے اور یہ عورت اسکی بیوی خدیجہ ہے اور لڑکا بھی میرا بھتیجا علی نام ہے یہ دونوں ان کے پیرو ہیں عفیف بیان کرتا ہے کہ اگر میں اسی دن اسلام لے آتا تو میرا نمبر چوتھا ہوتا یہ حدیث کتاب مذکور کے صفحہ ۹۰۳ سطر ۹ پر ہے کتب کے تتبع سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک شام کے سفر میں ابوبکر سے کسی کاہن نے کہا تھا کہ یہ دین ترقی کریگا اور تم اپنی ہوشیاری کی بدولت خلافت پاؤگے اسلئے ان جناب نے مدینہ آتے ہی تصدیق رسالت کی۔

حضرت ابوبکر کا خلوص ۔ ازالۃ الخفا مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۸۹ سطر ۱۱ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کون امر مانع آتا ہے کہ آپ اپنے اہل کے پاس جائیں فرمایا کہ مہر حضرت صدیق نے ساڑھے بارہ اوقیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کیلئے متعین مہر کئے یہ اوقیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے میرے پاس بھیجدئے اور شب کو اسی مکان میں آپ میرے پاس آئے جسمیں آجتک ہیں یعنی ابوعمر اور حاکم اسکے راوی ہیں۔

دوسری حدیث فیض الباری شرح بخاری چھاپہ لاہور پارہ ۱۵ صفحہ ۱۰۲ سطر ۹ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں

راہ میں فدا کریں ... ملاحظہ فرمایئے تو ان جناب نے

وقت وفات حضرت جب مجھ سے نکاح کیا تو میں چھ برس کی تھی پھر ہم مدینہ میں آئے تو مجھے ایسا بخار چڑھا کہ میرے بال
گر گئے اسکے بعد میرے بال بہت نکل آئے اور لمبے ہو گئے پھر میں جھولے میں جھول رہی تھی تو میری ماں نے مجھے بلایا حاصل کیا اور
میرا سانس بند ہوا جاتا تھا پھر میرا ہاتھ منہ دھویا اور سنگار کر کے آنحضرت کی گود میں جا بٹھایا اسوقت حضرت نے
مجھ سے صحبت کی میری عمر اس دن نو برس کی تھی۔ مولف ہندوستان میں تو یہ رسم بالکل نہیں۔ ان احادیث سے
ثابت ہوتا ہے کہ عرب میں یہ رواج ہے کہ باپ اپنی بیٹی کے مہر خود ادا کرے اور ماں اپنی بیٹی کو داماد کی گود میں جا بٹھائے
اور پھر صبح کو تمام اصحاب و انصار سے اپنا کچا چٹھا کہے۔

حضرت ابو بکر کا علم ۔ ازالۃ الخفاء و تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی چھاپہ لاہور مطبع زمیندار صفحہ ۹۴
سطر ۹ ایک شخص حضرت ابو بکر کے پاس آیا اور کہا کیا زنا بھی خدا کے حکم سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں اسنے کہا
باوجود اسکے وہ عذاب بھی دیگا آپ نے فرمایا کہ ہاں اگر اسوقت میرے پاس آدمی ہوتا تو میں حکم دیتا کہ وہ تیری ناک
کاٹ ڈالے۔ دوسرا قصہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ سطر ۶ لکھا ہے کہ ایک عورت نے خلیفہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر
عرض کیا کہ میں میت کی دادی ہوں مجھے اسکے ترکہ میں سے کتنا حصہ پہنچتا ہے تو خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ قرآن
شریف کی رو سے تیرا کوئی حصہ نہیں ہے اور رسول اللہ کا کوئی فیصلہ مجھے یاد نہیں کسی اور سے دریافت کر کے بتلاؤنگا
تو آپ نے مغیرہ ابن شعبہ سے دریافت کیا اسنے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ دادی کو چھٹا حصہ دیا
پھر ایک اور شخص سے دریافت کیا تو اسنے بھی یہی بتلایا تب خلیفہ صاحب نے اپنا فیصلہ صادر کیا۔ مولف
تعجب ہے کہ رسول اللہ کے نائب کو اتنا بھی نہ معلوم تھا ایک شخص کو تو بجائے سمجھانے کے ناک کاٹنے سے ڈرایا
اور دوسرے مغیرہ ابن شعبہ اعلیٰ درجہ کے شرابی سے دریافت کر کے حکم دیا اور قرآن سے بالکل نابلد ثابت ہوتے ہیں
نہ رسول اللہ کے احکام معلوم تھے۔

حضرت ابو بکر کی حیا ۔ مدارج النبوۃ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے عروہ کو گالیاں
دینی شروع کیں اور جناب ابو حنیفہ فرماتے ہیں وکان ابو بکر سبابا یعنی حضرت ابو بکر بڑے گالیہ تھے۔

حضرات ابو بکر و عمر کا خلاف احادیث عشرہ متذکرہ صدر علی مرتضی کی قتل کی سازش کرنا ۔ کلید مناظرہ مطبوعہ امرت الیکٹرک پریس لاہور صفحہ ۱۲۰ سطر ۱۱۹ امام
طبری سنی نے کتاب احتجاج میں اور انساب سمعانی کتاب سنی ترجمہ عباد ابن یعقوب رواجنی سنی نسخہ قلمی
صفحہ ۲۷۳ اور شیعہ عالم فضل ابن شاذان نے کتاب ایضاح میں علمائے اہلسنت یعنی سفیان عیینہ اور حسن

...بکر ابن عیاش اور شریک ابن عبداللہ سے روایت کیا ہو کہ ابوبکر نے
...یا اور کہا کہ جونہی میں نماز فجر سے فارغ ہو کر سلام کہوں تو تم علی ابن ...
...ن [illegible] نماز پڑھتے ہوئے ابوبکر کے دل میں علی کی عظمت کا خیال آیا اور اس کام کے انجام کو سوچ کر فکر
ہوئے کہ اگر یہ کام کیا تو انجام کیا ہوگا پس سلام کے موقع پر سلام نہ کہا لوگوں نے خیال کیا کہ بھول گئے
آفتاب کے نکلنے کے قریب ہو گیا پھر تین دفعہ کہا کہ لا تفعل ما امرتک یعنے جس کام کو میں نے حکم دیا تھا وہ
نہ کرنا جناب امیر نے خالد کی طرف دیکھا کہ وہ تلوار باندھے ہوئے آپ کے پہلو میں بیٹھا ہے حضرت نے دریافت کیا کہ
ابوبکر نے کیا حکم دیا تھا خالد نے کہا کہ آپ کے قتل کرنے کا حضرت نے فرمایا کہ پھر تو یہ کام کر دیتا خالد نے
کہا ہاں اگر منع نہ کیا جاتا تو ضرور قتل کر دیتا پھر صفحہ ۱۲۱ سطر ۷ پر لکھا ہے کہ عبدالکریم سمعانی نے ....
کتاب [illegible] میں عباد ابن یعقوب رواجنی سے لکھا ہو کہ ابوبکر نے جو خالد ابن ولید سے کہا تھا لا تفعل ما
امرتک یعنے جس کام کو میں نے حکم دیا ہے اس کام کو نہ کرنا ہیں اس حدیث کے معنی عمر ابن ابراہیم حسینی سے
[illegible] پوچھے تو کہا کہ ابوبکر نے خالد کو حکم دیا تھا کہ وہ علی کو قتل کر دے بعدہ سوچ کر خالد کو منع کر دیا
مولف ناظرین خیال کریں کہ انہوں نے کیا کیا روایتیں کیں اور یہ عباد ابن یعقوب رواجنی تو آپ کا ثقہ
[illegible] اور امام بخاری کا شیخ ہے۔

حضرت عمر کا اسلام مشکوٰۃ شریف اور اور کتب کے دیکھنے سے مختلف واقعات ان کے اسلام
لانے کے معلوم ہوتے ہیں مگر میری رائے یہ ہے کہ سنی صاحبان نے تو عبداللہ ابن سبا کو مذہب شیعہ کا بانی مبانی
کہا ہے جو سراسر غلط ہے مگر حضرت عمر کا اسلام لانا بالکل ایسا ہی ثابت ہوتا ہے کہ ان جناب نے اپنی دوراندیشی
اور فکر سے یہ خیال مستحکم کر لیا کہ آئے دن اسلام کو ترقی ہو رہی ہے تو انہوں نے کاہنوں سے دریافت کیا تو
انکو معلوم ہوا کہ اسلام ترقی کریگا اور کسی تدبیر سے زائل نہ ہوگا تب انہوں نے یہ حکمت سوچی کہ مسلمان ہو کر انہیں [illegible]
اور موقع پا کر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالو اسلئے یہ جناب مسلمان ہوئے آئندہ مضامین کے ناظرین اس راز کو سمجھ لینگے۔

حضرت عمر کا ایمان ان جناب کی نسبت تو ان کے پیروان نے یہ بھی لکھ ڈالا کہ بغیر ان کی صلاح کے
کلام اللہ بھی نازل نہ ہوتا تھا۔ مگر کلام اللہ میں مومنین کیلئے یہ شرائط ہیں انما المومنون الذین آمنوا باللہ
و رسولہ ثم لم یرتابوا و جاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون
پارہ ۲۶ سورہ حجرات ترجمہ مومنین وہ ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان لائے اور شک نہ کریں اور اپنا مال اور جان خدا کی

راہ میں فدا کریں وہی سچے مومن ہیں۔ بخاری شریف کو اٹھا کر حدیث قرطاس انجور ملاحظہ فرمائیے تو ان جناب نے
بوقت وفات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ اُن پر ہواس کی تہمت لگائی اور حسبنا کتاب اللہ کہکر ثقل دوم سے
روگردانی کی سب سے پہلے صلح میں قوموا عنی یعنے بھاگ جاؤ میرے پاس سے یا جھوٹا دو ہونگا خطاب حاصل کیا اور صلح
حدیبیہ میں ان الفاظ سے شک کیا کہ آج جیسا شک ہوا رسالت میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ گویا ان جناب کو بہت دفعہ
شک ہوئے مگر اُس دن سب سے زیادہ شک ہوا کلام اللہ میں آیت ہے یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم
فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
پارہ ۲۶ سورہ حجرات یعنے اے ایمان والو تم اپنی آوازیں رسول اللہ کی آواز پر مت بلند کرو اور جیسے خود آپس میں چیخ
پکار تے ہو اسطرح نکرو ورنہ تمہارے سارے اعمال اکارت ہو جائینگے۔ صلح حدیبیہ میں شک کرکے اور بوقت وفات
دو فریق بنا کر غل غپاڑا مچا کر یہ جناب اس آیت کے مصداق ہے پھر بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ حضرت
فاطمہ کو دھکا دکر اور گھر پھونکنے کی دھمکی دیکر ایذا دی اور خلاف حدیث مشکوٰۃ جلد ۵ فضائل اہلبیت اس آیت کے
مصداق بنے ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا
مھینا۔ ترجمہ تحقیق جو لوگ ایذا دیتے ہیں اور دینگے خدا اور رسول کو لعنت ہو جیو اُنپر اللہ کی دنیا اور آخرت میں اور اُنکے
لئے عذاب ذلت کا مہیا کیا ہے بموجب حدیث مشکوٰۃ حضرت فاطمہؑ کے ایذا دینے والے پر ناظرین خود حکم لگالیں۔

حضرت عمر کا علم ان جناب کا علم تو شیعہ و سنی کے درمیان مشہور ہے کہ جب یہ جناب غلط فیصلہ
کرتے تھے حضرت علی انکو ہدایت کرکے تجویز بتاتے تھے تو بار بار ان کے موںہ سے لولا علی نکلتا تھا منجملہ ان
غلطیوں کے بخاری شریف میں رجم الحبلے کی حدیث ملاحظہ کیجئے کہ جب انہوں نے حاملہ عورت کے رجم کا حکم دیدیا
تو حضرت علیؑ نے دریافت کیا کہ اسکے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ کس جرم میں سزا پاتا ہے تو حضرت عمر نے دریافت کیا
کہ پھر کیا کروں حضرت علی نے فرمایا کہ اسکو قید کرو جب بچہ پیدا ہولے تب اسکو رجم کرنا یہ سنکر انہوں نے لولا علی
لھلک عمر فرمایا۔ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی چھاپہ لاہور حضرت عمر کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ جناب ایک
رات گشت کرنے نکلے تو ایک عورت کو سنا کہ وہ اپنی شوہر کی جدائی میں اشعار عاشقانہ گا رہی ہے صبح کو یہ جناب
اپنی بیٹی حضرت حفصہ کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ بغیر مرد کے کتنے دنوں تک عورت صبر کر سکتی ہے حفصہ نے
شرم سے موںہ پھیر لیا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ بیٹا خدا حق بات سے نہیں شرماتا تو انہوں نے ہاتھ کی انگلیوں کے
اشارے سے بتایا کہ تین یا چار ماہ تو انہوں نے اپنے عاملوں کے نام حکم جاری کیا کہ کوئی شخص میدان جنگ میں چار ماہ

زیادہ دور نکل جاوے اور قریب قریب یہی مضمون الفاروق شبلی صفحہ ۰۰ پر ہے سنی صاحبان نے کہیں تو انہیں خدا کا مشیر قرار دیا۔ حالانکہ خدا کلام مجید میں فرماتا ہے کہ اسکی مثل دس آیتیں یا ایک سورت یا ایک آیت ہی بنا لاؤ مگر یہاں آدمی ہی آگاہ رہی ہے کہ پہلے حضرت فرما دیتے ہیں تب خدا اس آیت کو بجنسہ نازل کر دیتا ہے۔ اب ناظرین دوسری جانب خیال کریں کہ وہاں تو یہ کیفیت مگر یہاں خ تو خلیفہ رسول اللہ خود حکم لگا سکے اور نہ کسی صحابی سے دریافت کیا اور نہ مدینہ کی عورتوں سے دریافت کیا چلے تو بیٹی سے دریافت کرنے چلے اور بیٹی نے شرم سے منہ پھیر لیا لہذا ان کے علم پر ناظرین خود ریمارک کر لیں۔ شرح ابن ابی الحدید میں تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۵ سے ہے کہ عمر ابن خطاب کا ایک باغ ملک حجاز میں تھا جسکی سالانہ آمدنی چالیس ہزار دینار یعنی دو لاکھ روپیہ تھی اس آمدنی کو عمر اپنے ذاتی ضرورتوں اور اپنے خاندان بنی عدی میں خرچ کرتے تھے۔ **مولف** یہی وجہ تھی کہ ازالۃ الخفا میں لکھا ہے کہ حضرت عمر علی رؤس الاشہاد آدھا لے آئے۔

سنی صاحبان کا عذر لنگ۔ ناظرین خیال کریں کہ جب سنی صاحبان کو کوئی موقع نہیں ملتا تو فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے بھی تو حضرت کے حکم سے انکار کیا تھا بس اگر حضرت عمر نے رسالت میں شک کیا تو کیا بیجا کیا صاحبان عقل ذرا غور کریں تو ایسے لوگوں کی دماغی حالت ظاہر ہو جائیگی حضرت علی کا رسول اللہ سے یہ عرض کرنا کہ میں آپ کی رسالت کی تصدیق کرتا ہوں پھر کس طرح لفظ رسول اللہ کو قلمزد کروں اسکے عوض میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا خوش ہونا اور اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کا کاٹ دینا اسکو خیال کیجئے کہ جناب امیر کا کس شدت سے حضرت کی رسالت پر اعتقاد تھا اور یہ بھی خیال کیجئے کہ اگر یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے خلاف ہوتی تو حضرت عمر کس طرح سے انکو بھی **قومواعنی** کا خطاب دیتے کسی کتاب سے اسوقت تک ثابت نہیں کہ حضرت علی کی نسبت اشارتاً یا کنایتاً اس قسم کے الفاظ کا استعمال کیا ہو بخلاف اسکے جناب عمر کو قوموا عنی خطاب عطا ہوا اور فاطمہ کو ستا کر آیات متذکرہ بالا کے مصداق بنے۔

حضرت عمر کا زہد۔ ازالۃ الخفا چھاپہ لاہور حصہ اول صفحہ ۲۴۴ سطر ۲۴ حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اللہ حق کہنے سے نہیں شرماتا تم لوگ عورتوں سے خلاف وضع فطری فعل کیا کرو اور صفحہ ۲۴۴ سطر ۹ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ میں جماع کرنا پسند نہیں کرتا اسلئے کہ جماع کرنے سے میرے جسم سے وہ قطرات نہ نکل جائیں جو تسبیح کرتے ہیں۔ اللہ اللہ جناب کے قطرے بھی تسبیح کیا کرتے تھے اس موقع پر مجھے ایک شاعر کا شعر یاد آگیا جو جناب عمر کے عمل سے بہت ملتا ہے۔

شعر: دوستے میں جب ہوا دندان جاناں کا خیال ، ہوگیا پیشاب کا قطرہ وہ گوہر بن گیا :

خلافت خود ساختہ کا راز :- یہ تمام باتیں میں نے سنی کتب سے لکھدی ہیں جن صاحبان کو میری تحریر میں شک ہو وہ بتہ مندرجہ بالا کتب میں دیکھ لیں یا میرے پاس تشریف لے آئیں میں انکو کتب میں دکھا سکتا ہوں

تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی چھاپہ لاہور مطبوعہ جنید پریس سطر ۲۳ ابراہیم تیمی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے انتقال فرمایا تو حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ ابن جراح کے پاس گئے اور کہا کہ آئیے میں آپ سے بیعت کرتا ہوں کیونکہ رسول اللہ نے آپ کو اس امت کا امین کہا ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ جب سے تم اسلام لائے ہو میں نے تمکو کبھی ضعیف الرائے نہیں پایا تعجب ہے کہ تم مجھ سے بیعت کرنے پر آمادہ ہو جالانکہ تم میں صدیق اور ثانی اثنین فی الغار موجود ہیں اور ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر سے فرمایا کہ لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے بیعت کرتا ہوں حضرت عمر نے کہا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں حضرت ابوبکر نے کہا آپ مجھ سے قوی تر ہیں اسی میں ردو بدل ہوتا رہا آخر حضرت عمر نے یہ کہکر کہ میری قوت آپ کے لئے ہے حضرت ابوبکر سے بیعت کر لی۔ اور ازالۃ الخفاء حصہ دوم چھاپہ لاہور صفحہ ۲۰۹ سطر ۱۴ میں عبد اللہ ابن عون محمد ابن سیرین سے اور وہ بنی زریق کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کے وفات کے دن حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق انصار کے پاس گئے حضرت صدیق نے انصار کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم لوگ آپکے حقوق کا انکار نہیں کرتے اور نہ کسی مسلمان کو زیبا ہے کہ آپکے حقوق کا انکار کرسکے واللہ ہم کسی خیر کا ارادہ نہیں کرتے مگر یہ کہ اسمیں آپ کی شرکت کو دوست رکھتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ عرب بجز قریش کے اور کسی کی خلافت پر راضی نہونگے اسلئے کہ قریش ہی عرب میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہیں اور انہیں کو عرب میں قدر و منزلت حاصل ہے پس مناسب ہے کہ آپ لوگ حضرت عمر سے بیعت کرلیں انصار نے کہا نہیں حضرت عمر فاروق نے کہا کیوں انصار نے کہا اسلئے کہ ہمیں خوف ہے کہ آپ ہم پر اوروں کو ترجیح دینگے حضرت عمر فاروق نے کہا کہ اچھا حضرت صدیق کی بیعت کرلو حضرت صدیق نے فرمایا نہیں آپ مجھ سے اقوی ہیں حضرت عمر نے کہا آپ مجھ سے افضل ہیں پھر تیسری دفعہ حضرت عمر فاروق نے کہا کہ میری قوت آپ ہی کیلئے ہے بوجہ آپکے فضل کے غرض لوگوں نے حضرت صدیق سے بیعت کرلی **مولف** ناظرین ان دو احادیث کے مضامین اور ردو بدل اور اس دھماچوکڑی سے نتیجہ نکال لیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ نے ان میں سے اشارۃً یا کنایۃً کسیکو خلیفہ نہیں بنایا نہ نماز کا حیلہ تبایا۔ تیسری حدیث

حضرت عمر اور حضرت ابوبکر کا ایک دوسرے کو جھٹلانا فیض الباری شرح بخاری

چھیہ الا بو پارہ ۲۳ صفحہ ۶۵ سطر ۱۱ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے انتقال کیا تو ابوبکر مقام سنح میں تھے اور عمر فاروق نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ رسول اللہ نہیں مرے جو تم میں سے کہیگا کہ رسول اللہ مر گئے تو میں اسکو مارونگا پھر صدیق اکبر آئے اور کہا اے قسم کھانیوالے ٹھہر جا اور جلدی نہ کر تو عمر بیٹھ گئے صدیق اکبر نے خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ خبردار ہو جو محمد کی عبادت کرتا تھا سو محمد مر گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا سو اللہ زندہ ہے نہیں مرتا اسکے بعد ہی اوپر والے الفاظ ... میں ... مضامین مندرجہ بالا کی موجب حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا ناظرین اس موقع پر ایک خاص بات دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت عمر تو بعوں قسمیں کھاتے ہیں کہ حضرت نہیں مرے اور جو ایسا کہیگا میں اسکو مار ڈالونگا اور حضرت ابوبکر نے اگر انکو مطلع نہ دیا کہ رسول اللہ تو مر گئے پس اگر حضرت عمر اپنی قسم میں سچے تھے تو ضرور حضرت ابوبکر پر اپنی قسم پوری کر دیتے اگر ایسا ہو جاتا تو سنی صاحبان یا تو حضرت عمر کی خطاء اجتہادی بتلایا کرتے یا خلافت پر تُل جاتے ... تو احادیث کی صداقت کے واسطے کتب تواریخ سے دیکھیے تاریخ احمدی منتخب التاریخ ابن جریر طبری اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری میں ابن عباس سے لکھا ہے کہ ایک دن عمر ابن الخطاب اور انکے بعض اصحاب شعر و سخن کا ذکر کر رہے تھے کوئی کہتا فلاں شاعر ... کسیکو ترجیح دیتا تھا اسی اثنا میں میں بھی پہنچا حضرت عمر نے دیکھکر مجھے فرمایا لو اس فن کے سب سے [illegible] ہوئے کہا زہیر ابن سلمے کو حضرت عمر نے کہا کہ اونکا کوئی شعر پڑھو ... حضرت عمر نے کہا بہت خوب لکھا ہے میں علم میں اس سے بہتر اشعار کسی کے نہیں اسکے بعد عمر نے پوچھا کہ اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے بعد کس بات نے تمکو امر خلافت سے محروم رکھا میں نے اسکا جواب نہ دیا خلافت مصلحت سمجھکر کہا اگر میں نہ جانتا تو آپ مجھے آگاہ کریں حضرت عمر نے فرمایا کہ قوم نے اس بات سے کراہت کی کہ نبوت خلافت دونوں تم میں جمع ہوں اور تم اس پر خوش ہو کر اتراتے پھرو چنانچہ قوم اپنے اختیار کرنے میں مصیب اور موفق ہوئی میں نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ اجازت دیں اور غصہ نہ ہوں تو میں بھی عرض کروں انہوں نے کہا کہ ہاں کہو میں نے کہا کہ آپکا یہ فرمانا قابل نظر ہے کہ قوم خلافت کے اختیار کرنے میں مصیب و موفق [illegible] اگر قوم خلافت کو خدا کی مرضی کی موافق اختیار کرتی تو بلا شبہ مصیب تھی اور انکا یہ فرمانا بھی قابل نظر ہے کہ قوم نے ہم میں نبوت و خلافت جمع ہونے سے کراہت کی دیکھیے اللہ تعالیٰ قوم کی کراہت کا وصف اپنے کلام میں ان الفاظ سے فرماتا ہے ذلک بانہم کرھوا ما انزل اللہ فاحبط اعمالہم یعنی حکم خدا سے انہوں نے کراہت کی لہذا ان کے اعمال اکارت گئے یہ سنکر حضرت عمر بولے افسوس ہے اے ابن عباس خدا کی قسم مجھے تمہاری نسبت ایسی باتوں کی خبریں پہنچا کرتی ہیں ... تمہاری منزلت اپنے دل سے زائل کرنا پسند نہیں کرتا میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ فرمائیں تو سہی اگر وہ حقیقت وہ باتیں حق پر ہیں تو ... میری منزلت زائل ہونیکی کوئی وجہ نہیں ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تم کہتے ہو کہ خلافت ہم سے ظلم و حسد

لیگئی ہے۔ میں نے کہا کہ ای امیر المومنین ظلم کا مفہوم تو ہر جاہل اور علیم پر روشن ہے۔ اور حسد تو ابلیس نے حضرت آدم پر کیا تھا اور ہم آدم ہی کی اولاد ہیں محسود ہوا چاہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا افسوس ہے اوی بنی ہاشم تمہارے قلوب میں حسد و کینہ کے سوا کچھ نہیں اور حسد و کینہ بھی ایسا جو مٹ نہیں سکتا ہے۔ کہا بس ای امیر المومنین اُن لوگوں کے قلوب کو کینہ اور حسد کے ساتھ موسوم نہ کیجئے جنکو بمصداق آیہ تطہیر خدا نے ہر برائی اور خباثت سے پاک صاف فرمایا۔ اور غور کیجئے کہ خود رسول خدا کا قلب بھی بنی ہاشم سے ہے۔ حضرت عمر نے بگڑ کر کہا کہ ای ابن عباس میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ جب میں نے اُٹھنے کا قصد کیا تو انہوں نے بمقتضائے شرم مجھے بٹھایا اور فرمایا کہ ای ابن عباس واللہ میں تمہارے حقوق کی رعایت کرونگا اور تمہاری خوشی کا خواہاں ہوں۔ میں نے کہا کہ ای امیر المومنین تم پر اور کل مسلمانوں پر میرا حق ہے جسنے اسکو ملحوظ رکھا مصیب ہوا اور جسنے اسکو ضائع کیا خطا کی اسکے بعد ابن عباس اُٹھے اور وہاں سے چلے گئے۔ بطور نمونہ یہ تھوڑے سے مضامین میں نے ناظرین کی آگاہی کے لئے نقل کئے ہیں جن سے خلافت اجماعی اور استخلافی اور شورے کا راز کھلتا ہے تو ان لوگوں کو نہ خدا نے خلیفہ کیا اور نہ رسول نے آدمیوں کے بنائے ہوئے خلیفہ ہوئے اسکے بعد میں جناب ابوبکر کا ایمان دکھاتا ہوں۔

حضرت ابوبکر کا ایمان

ازالۃ الخفا عربی صفحہ ۱۹۹ اور مترجم صفحہ ۱۴ چھاپہ لاہور حمیدیہ پریس حصہ دوم سطر ۱ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جناب ابوبکر سے کہ شرک تم میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے تو جب ابوبکر صاحب نے کہا کہ شرک یہی تو ہے کہ غیر خدا کی عبادت کیجاوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ ثکلتک امک یا ابابکر شرک تم میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے کیا میں تمکو وہ دعا سکھلاؤں جو شرک کے دونوں صغیرہ و کبیرہ کو مٹا دے ابوبکر نے کہا ضرور بتائیے تو حضرت نے ایک دعا بتائی کہ روزانہ اسکو تین دفعہ پڑھا کرو۔ **مؤلف** غالباً یہ فقرات تثلیث پرستوں کے ہیں مگر اس سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جناب ابوبکر کو اپنا شرک تسلیم تھا ورنہ دعا نہ پوچھتے دوسرے یہ کہ اگر حدیث کے آخری فقرات صحیح ہیں تو بہت ہی آسانی ہے کہ لوگ دن بھر شرک کیا کریں اور رات کو حضرت ابوبکر کی دعا تین دفعہ پڑھ لیا کریں صغیرہ و کبیرہ سب معاف ہو جائینگے تیسرے یہ کہ شاہ صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ جناب ابوبکر نے اس دعا کا ورد کیا یا نہیں اور یہ واقعہ مدینہ کا ہی معلوم ہوتا ہے کہ قبول اسلام سے اس حدیث کے بیان کرنے تک جناب کے دل میں نہایت ہوشیاری کے ساتھ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ شرک کا اخفا تھا ...... خداوند کریم کلام اللہ میں فرماتا ہے **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء** مگر یہاں اُلٹی بات ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فیصل کرتے ہیں اور شرک معاف ہونیکا منتر بتا رہے ہیں کہ سکھاتے ہیں۔ دوسری حدیث موطائے مالک باب الشہداء فی سبیل اللہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۱۶۰ ابی النضر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے شہداء احد کے بارہ میں فرمایا یہ وہ لوگ ہیں

جب تم کو ایسی ہی بتیں ہیں ابوبکر نے کہا یا حضرت ہم کیا اُن کے اخوان میں سے جس طرح وہ اسلام لائے ہم بھی اسلام لائے اور جس طرح انہوں نے جہاد کیا ہمنے بھی جہاد کیا آنحضرت نے فرمایا کہ معلوم نہیں تم میرے بعد کیا کیا بدعات کروگے۔ اور فیض الباری شرح بخاری چھاپہ لاہور پارہ ۲۹ صفحہ ۳۰ سطر ۲ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ البتہ چلوگے تم اگلوں کی چال پر بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ برابر یہانتک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم بھی انہیں کی پیروی کروگے ہمنے کہا کہ کیا ہم یہود و نصاریٰ کی چال پر چلیں گے تو حضرت نے فرمایا کہ اور کس کی یعنی انہیں کی چال چلوگے بخاری مطبوعہ مصر کتاب الفتن جلد چہارم صفحہ ۱۳۲ پر ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے بعد تم اسلام کے بعد پھر جاؤ اور کافر ہو جاؤ اور بعض بعض کو قتل کریں اور بسیر صفحہ ۳۰ پر ہے ابوبکر لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے اہل مدینہ تم لوگ ہمارے بعد کافر ہو جاؤ اور ایک شخص دوسرے شخص کی گردن مارے اور نیز فتح الباری صفحہ ۵۲۳ پر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی ہو جائیگا اس شہر میں بہت قریب میری وفات کے بعد [illegible] مر جاؤ اگر قدرت رکھتے ہو ان باتوں [illegible] تیسیر الباری پارہ سوم کتاب مواقیت الصلوٰۃ مطبع احمدی لاہور صفحہ ۵ سے ہوتی ہے کہ انس ابن مالک نے کہا کہ میں تم لوگوں میں رسول اللہ کے وقت کی کوئی بات نہیں پاتا لوگوں نے کہا نماز تو اسی طریقہ پر ہے اس پر انس نے کہا کہ نماز میں بھی تم نے کر رکھا جو کر رکھا ہے نیز زہری سے روایت ہے کہ ان لوگوں نے طریقہ رسول کی نماز بھی برباد کردی۔ اغاثۃ اللہفان علامہ ابن قیم صفحہ ۱۰۸ پر ہو کہ ام درداء بیان کرتی ہیں کہ ایک دن ابودرداء غضبناک داخل ہوا ہمنے وجہ پوچھی تو کہا ہم ان لوگوں میں کوئی امر محمد کا نہیں پاتے بجز اسکے کہ نماز جماعت پڑھتے ہیں امام مالک کہتا ہے کہ جو باتیں پہلے ہمنے پائیں تھیں ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں پاتے بجز اسکے کہ اذان دیتے ہیں زہری کہتا ہے کہ ہم انس ابن مالک کے پاس دمشق میں گئے تو ہمنے اسکو روتے پایا وجہ پوچھی تو کہا جو باتیں پہلے اسلام میں تھیں اب نہیں ہے صرف نماز رہگئی تھی اور وہ نماز بھی ضائع کردی گئی۔ ناظرین اور محققین ان عبارات کو اصلی کتب سے ملا کر دیکھ لیں تو سارا راز کھل جائیگا اور ہدایت پائینگے مگر مجھکو کسیطرح یہ امید نہیں کہ شیشہ پرست خلفاء ثلثہ کی حمایت میں کوئی بات سمجھ سکیں چنانچہ دو تین مسائل لکھتا ہوں۔

رسول اللہ کو گالی دینے والا واجب القتل نہیں ۔ ردالمختار شرح درالمختار صفحہ ۲۷۹ اور ہدایہ جلد اول صفحہ ۵۰ میں ہو کہ اگر جزیہ دینے والا رسول اللہ کو گالی دے تو قابل قتل نہیں **مولف** دیدہ باید رسول اللہ کا گالی دینے والا تو قتل سے بری اور ابوبکر و عمر سے بیزاری کرنیوالا کافر اور واجب القتل۔

رسول اللہ گالی کوسنے دیتے تھے اور لعنت کر دیتے تھے فیض الباری شرح بخاری پارہ ۲۵ سطر ۱۴ چھاپہ لاہور صفحہ [illegible] کی روایت ہے انس صحابی کا بیان ہو کہ نہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ بہت فحش بکنے والے

اور بہت لعنت کرنیوالے اور بہت گالیاں دینے والے رہتے ۔ وقت اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ بعد خلفائے ثلثہ یہ تینوں باتیں کرتے تھے مگر کم کم

شیعوں کا عقیدہ

خدا کو عادل اور رسول کو برحق جانتے ہیں ۔ اور خدا اور رسول کے بنائے ہوئے اور قائم کیے ہوئے اور تمام بتائے ہوئے خلفا یعنی ائمہ کو نائب رسول جانتے ہیں اور اصحاب مومنین اور مخلصین کے دل و جان سے دوست ہیں اور جو ان لوگوں کو برا کہے اور تنقیص کرے اور ان کی ذاتوں میں عیوب نکالے شیعہ اُن کو کافر سمجھتے ہیں اور احادیث کے ایک ایک لفظ پر بحث کرکے اور اُن کو قرآن مجید کی مطابق پاکر صحیح مانتے ہیں اور جن احادیث میں سقم اور جرح پاتے ہیں اُنکو وضعی اور موضوع جانتے ہیں ۔

سنیوں کا عقیدہ

خدا کے عدل کے منکر رسول کو خاطی اور گنہگار ماننا اپنے باپ کی صحابیت کی وجہ سے انکار کرنا رسول کے اوپر تہمت و افترا باندھنا تثلیث پرستی کی حمایت میں ایمان و جان نثار کردینا اپنے بنائے ہوئے خلفا یعنی اجماعی اور استخلافی اور شورائی اور قہر اور غلبہ سے خلاف نص خدا اور رسول جابر ظالم فاسق جو بھی خلیفہ بنجائے اُسپر جان نثار کرنا غیر مذاہب پر تہمت و بہتان اور افترا کرکے وحی آسمانی یقین کر لینا کہ جو وہ خدا کے بنائے ہوئے بھی دماغ سے نہ نکلنا کسی حق بات کی تحقیق نہ کرنا جو کچھ کوئی ملا کہدے خواہ وہ کتنا ہی خلاف عقل اور خلاف واقع ہو اُسپر ایمان لے آنا (مثال کے طور پر حافظ سید لعیر کاظم صاحب کی نظیر پیش کرتا ہوں چونکہ وہ حافظ کلام اللہ ہیں اور سنی صاحبان نے یہ عقیدہ و شعار کھا ہے کہ شیعہ حافظ کلام اللہ ہو ہی نہیں سکتا یعنے جو شیعہ ہے وہ حافظ نہیں ہو سکتا اور جو حافظ ہو وہ شیعہ ہو نہیں سکتا مگر باوجود انکی تحریر و تقریر سننے کے انکو سنی ہی جانتے ہیں گو اُنکے سامنے تو کچھ نہیں کہتے مگر سنی انکو یہی یقین دلاتے ہیں کہ دلیل خود سنی اور عمر پرست ہیں) اور حضرت عمر کی سنت کو اس مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں کہ خواہ کوئی کتنا ہی سمجھائے آیات و احادیث صحیحہ خاصکر بخاری کی پیش کرے مگر کسیطرح وہ سنت اُنمیں سے نہیں نکل سکتی بہر قبیر ... باز بد کار و ظالم ہی خدائی قوت کے قائل ہیں اہلبیت نبوی اور خاصکر جناب امیر المومنین کے بغض سے خالی نہونا ۔ اگر کوئی سنی ایک جلسہ میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرے کہ میں زبانی کلمہ تو پڑھ لیتا ہوں مگر خدا کو وحدہ لا شریک نہیں جانتا رسول کو برحق نہیں جانتا کوئی کام موافق شرع نہیں کرتا روزہ نماز کا تارک ہوں اور دنیا بھر کے بدترین کام کرتا ہوں اُسکی بات کو ٹھنڈے دل سے سنکر اُسکے ہاتھ کا کھانا شیر مادر سمجھکر جیسا کہ مشرکین چمار دھنگی کے ہاتھ کا کھاتے ہیں کھالینگے ناچ اور باجے گاجے کی شادیوں میں جاکر وہاں بھی کھانا کھالینگے ۔ اور اگر کوئی سنی یہ کہے کہ میں خدا و رسول کو مانتا ہوں اُنکے احکام پر چلنا اپنا فرض سمجھتا ہوں روزہ نماز ادا کرتا ہوں تمام احکام شرعی بجالاتا ہوں کسی کو

جھوٹ ۔ افترا تہمت لگانا گناہ سمجھتا ہوں مگر حضرت عمر کو نہیں پوجتا ہوں تو تماشہ دیکھیے کہ سارے ہی سنی اُسکے دشمن ہو جاینگے ۔ اگر کوئی سنی یہ ہے کہ تمام گناہوں صغیرہ وکبیرہ کا نہیں ہوں مگر حضرت عمر کو پوجتا ہوں تو سارے سنی اسکے مریدے ہوجاویں گے پر شیطان یہ اعتقاد ان لوگوں کے ہیں ناظرین میرے مضامین پر غور کرکے نتیجہ نکال لیں۔

کتب

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

نسخۂ نفیسہ

در

۱۳۴۲ھ

زاد العقبیٰ

اردو ترجمہ

مودۃ القربیٰ

مصنفہ سید علی ہمدانی شافعی سُنّی المذہب

مترجمہ

جناب مولنا مولوی [illegible] شریف حسین صاحب [illegible]ی

حسب فرمایش

سید محمد حسین ترمذی

۱۳۲۶ھ در مطبع خادم التعلیم واقع لاہور مطبوع گردید

امامیہ مصنفین و مؤلفین کی گرامی خدمت میں التماس ہے۔ کہ امامیہ کتب خانہ کو امامیہ نئی تصانیف کی اشاعت میں آپ کی دلی توجہ اور قلمی امداد کی ضرورت ہے۔

لہذا آپ کے اپنے نئے چھوٹے رسائل کا مجھے اشاعت کے لئے دینا قوم اور مذہب پر احسان ہو گا۔

نیازمند

سید مہدی حسین ترمذی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

حمد و ثنائے بے حساب و شمار اس خداوند متعال کو سزاوار ہے جس نے وجود محمدؐ و آل محمدؐ کو جملہ عالم و بنی آدم کی پیدایش کا باعث ٹھیرایا۔ اور ان حضرات معصومین علیہم السلام کی محبت اور مودت کو علامت دین و ایمان اور ان کے بغض و عناد کو علامت نفاق و شقاق قرار دیا۔ اور ہزاران ہزار درود و سلام ہو۔ اس پیغمبر مکی۔ مدنی قرشی ہاشمی کی ذات بابرکات پر جو خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہین۔ اور ان کی عترت طاہرہ اور ذریت طیبہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جملہ مخلوقات سے بہتر اور افضل اور سب خلق خدا کو خدا کی راہ دکھانیوالے اور تا قیام قیامت قیام دنیا و اہل دنیا کا باعث ہین۔ جن کے باب مین آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میری اہلبیت کی مثال کشتی نوحؑ کی سی ہے۔ کہ جو اس مین سوار ہوا۔ وہ طوفان میں غرق ہونے سے بچا رہا۔ اور جو اس سے روگردان رہا۔ وہ غرق ہو کر ہلاک ہوا۔ نیز ان حضرات کی محبت اور اطاعت عین خدا و رسولؐ خدا کی محبت اور اطاعت اور جنکی عداوت اور مخالفت عین خدا و رسولؐ خدا کی عداوت اور مخالفت ہے۔ چنانچہ خداوند علیم و حکیم سورۂ شوریٰ میں اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی اے ہمارے رسول محمدؐ اپنی امت سے

کہدے کہ میں اس رسالت کے ادا کرنیکا عوض اور احکام شریعت کے تم تک پہنچانیکی اجرت تم
سے کچھ نہیں چاہتا۔ مگر یہ کہ تم میرے قریبیوں سے دوستی اور محبت رکھنا۔ اس آیت سے معلوم
ہوتا ہے کہ آنحضرت کے قریبی رشتہ داروں سے محبت رکھنا تمام امت پر واجب کیا گیا ہے اور قیامت
کے دن اسکی نسبت ضرور سوال کیا جایگا جیسا کہ عنقریب اسکا ذکر کیجاتا ہے تاکہ طالب حق پر ظاہر ہو۔ در تفسیر
صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ مسند احمد بن حنبل اور کشاف میں اس آیت کی شان نزول اس طرح
مروی ہے۔ ان میں سے کشاف کی اصل عبارت معہ ترجمہ اس مقام پر درج کی جاتی
ہے۔ ؎ وعن ان الانصار قالوا فعلنا وفعلنا کانھم افتخروا فقال عباس اوابن
عباس رضی اللہ عنہما لنا الفضل علیکم فبلغ ذلک رسول اللہ فاتاھم فی
مجالسھم فقال یا معشر الانصار الم تکونوا اذلۃ فاعزکم اللہ بی قالوا بلی یا
رسول اللہ قال الم تکونوا ضلالا فھداکم اللہ بی قالوا بلی یا رسول اللہ
قال افلا تجیبونی قالوا ما نقول یا رسول اللہ قال الا تقولون الم یخرجک
قومک فآویناک او لم یکذبوک فصدقناک او لم یخذلوک فنصرناک قال
فما زال یقول حتی جثوا علی الرکب وقالوا اموالنا وما فی ایدینا للہ ولرسولہ
فنزلت الایۃ یعنی روایت ہے۔ کہ ایک روز انصار نے فخرًا یہ ذکر کیا کہ ہم نے فلاں کام
کیا اور فلاں کام کیا (یعنی انکی غرض اس بیان سے یہ تھی۔ کہ ہم نے اسلام پر فلاں فلاں
احسان کئے ہیں۔ اور رسولخدا کے ساتھ فلاں فلاں نیک سلوک ہماری طرف سے ہوئے ہیں
جو آجتک کسی مسلمان سے نہیں بن پڑے۔ اس لئے ہم کو تمام مسلمانوں پر فضیلت ہے)
انکی یہ تقریر سنکر آنحضرت کے چچا حضرت عباس نے یا بروایت دیگران کے فرزند دلبند عبد اللہ
بن عباس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے گروہ انصار۔ ہم ہی کو تم پر فضیلت ہے تو جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی۔ تو ان کی مجلس میں تشریف لائے۔ اور ان سے
مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ اے گروہ انصار۔ کیا تم ذلیل و خوار نہ تھے۔ اور اللہ تعالے نے

میرے سبب سے تم کو عزت بخشی۔ انصار نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اے انصار کیا تم گمراہ نہ تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے میری برکت سے راہ راست کی طرف تم کو ہدایت کی۔ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ۔ بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا۔ کیا تم میرے ان احسانات کو قبول نہیں کرتے۔ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ۔ ہم کیا کہتے ہیں۔ (جو عدم قبولیت احسان پر دال ہے) فرمایا۔ کیا تم میرے باب میں یوں نہیں کہتے کہ تمہاری قوم نے تم کو وطن سے نکالا۔ اور ہم نے تم کو پناہ دی۔ اور تمہاری قوم نے تمہاری تکذیب کی۔ اور ہم نے تمہاری تصدیق کی۔ اور تمہاری قوم نے تمہاری نصرت کو ترک کیا۔ اور ہم نے تمہاری امداد کی۔ راوی ناقل ہے کہ آنحضرتؐ کی تقریر کا سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ انصار دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور عذر کرنے لگے۔ اور عرض کی کہ ہمارے مال اور ہماری تمام مقبوضہ چیزیں خدا اور رسول خداؐ کے لئے حاضر ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسئلکم...... الخ۔ یعنی اے ہمارے حبیبؐ ان سے کہدے۔ کہ تمہارے مال تم ہی کو مبارک ہوں۔ میں تو اس رسالت کے عوض میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ میرے ذوی القربےٰ سے دوستی رکھنا +

صحیحین اور مسند احمد بن حنبل اور تفسیر ثعلبی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو اصحاب نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ۔ من قرابتك الذین وجبت علینا مودتھم قال علیؑ و فاطمہؑ و ابناھما۔ یعنی آپ کے وہ قریبی رشتہ دار کونسے ہیں۔ جنکی دوستی ہم پر واجب کی گئی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے دونو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ علیہما السلام ہیں +

اور تفسیر کشاف میں یوں مرقوم ہے۔ روی لما نزلت قیل یا رسول اللہ من قرابتك ھولاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علیؑ و فاطمۃؑ و ابناھما۔ یعنی مروی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ۔ وہ آپ کے قرابتی کونسے

ہیں۔ جنکی دوستی ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا۔ وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور انکے دو نو بیٹے ہیں +
نیز اسی تفسیر میں مروی ہے۔ کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ کہ بہشت اس شخص پر حرام کیا گیا ہے۔ جو میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرے۔ اور میرے اولاد کے بارے میں مجھکو ایذا پہنچائے +
اور جو کوئی اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔ اور اس نے اس کے عوض میں اس سے کوئی نیکی نہ کی ہو۔ تو کل قیامت کے دن جب وہ شخص مجھ سے ملاقات کریگا۔ تو میں خود اس نیکی کا عوض اس کو دونگا +

نیز اسی کتاب میں روایت ہے۔ کہ رسولخدا نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی آل محمدؐ کی دوستی پر مریگا۔ وہ شہید مریگا۔ اور جو کوئی آل محمدؐ کی دوستی پر مریگا۔ وہ مغفور اور مرحوم مریگا۔ اور جو کوئی محبت آل محمدؐ پر مریگا۔ وہ اپنے گناہوں سے تائب ہو کر مریگا۔ اور جو کوئی محبت آل محمدؐ پر مریگا۔ وہ مومن کامل الایمان مریگا۔ اور جو کوئی محبت آل محمدؐ پر مریگا۔ اسکو مرتے وقت ملک الموت پہلے بہشت کی خوشخبری دیگا۔ پھر منکر اور نکیر قبر میں آکر مژدۂ جنت سنائینگے۔ اور جو کوئی محبت آل محمدؐ پر مریگا۔ وہ اس طرح خوشی خوشی جنت کی طرف جائیگا۔ جس طرح کہ عروس اپنے شوہر کے گھر کی طرف جایا کرتی ہے۔ اور جو کوئی محبت آل محمدؐ پر مریگا اس کے قبر میں جنت کی طرف دو دروازے کھولے جائینگے۔ اور جو کوئی محبت آل محمدؐ پر مریگا۔ وہ سنت رسولؐ اور جماعت اسلام پر مریگا + اور جو کوئی آل محمدؐ کی دشمنی پر مریگا۔ تو وہ کل قیامت کے دن اس حال سے عرصۂ محشر میں آئیگا۔ کہ اس کے دونو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا آئسؐ من رحمتہ اللہ یعنی یہ شخص رحمت الہی سے مایوس اور نا امید ہے۔ اور جو کوئی آل محمدؐ کی دشمنی پر مریگا۔ وہ حالت کفر میں مریگا۔ اور جو کوئی آل محمدؐ کی دشمنی پر مریگا وہ جنت کی بو تک بھی نہ سونگھنے پائیگا +
اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ آیۂ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا (جو آیت مذکور کا تتمہ ہے) میں حسنۃً (نیکی) سے

آل محمدؐ کی دوستی مراد ہے - یعنی اور جو کوئی ایک حسنہ (نیکی) حاصل کرے - ہم اس کی اس نیکی میں اور نیکی زیادہ کرتے ہیں +

صاحبان ذہن وذکا پر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے - کہ محب اپنے دعوے محبت میں جبھی سچا ہو سکتا ہے - جبکہ وہ ہر امر میں اپنے محبوب کی رعایت کرے - اور کسی وقت اس کی متابعت کی رسی کو اپنی گردن سے نکالے - اور ہر معاملہ میں اس کی پاس خاطر کو مقدم رکھے - نہ یہ کہ یوں تو ہر دم دوستی کا دم بھرے مگر کسی امر میں اس کی متابعت نہ کرے اور اپنے افعال و حرکات میں کبھی اس کے افعال و حرکات کا پابند نہ ہو +

الغرض زبانی دعوے بیکار ہے - اور ثبوت محبت کے لئے اطاعت و پیروی محبوب درکار ہے - چنانچہ ثعلبی کی یہ عبارت اس پر دال ہے وجوب المودۃ یستلزم الطاعۃ یعنی دوستی کا واجب ہونا اطاعت و فرمانبرداری کو لازم کرتا ہے - پس جبکہ آنحضرتؐ کے اقارب یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ علیہما السلام کی دوستی امت محمدیؐ پر واجب کی گئی ہے - تو ان حضرات کی پیروی اور متابعت بھی تمام امت پر واجب و لازم ہے +

اب رہا یہ امر کہ اس دوستی کی نسبت روز قیامت سوال کیا جائیگا - سو یہ اظہر من الشمس ہے کہ جو امور واجب شرعیہ ہیں - انکی بابت روز محشر ضرور سوال ہوگا - جیسے نماز - روزہ وغیرہ چونکہ اطاعت آل محمدؐ بھی واجب بلکہ افضل واجبات ہے - اس لئے اس کی نسبت ضرور بالضرور سوال کیا جائیگا + چنانچہ آیہ وَقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ہ کی تفسیر میں ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور دیگر علمائے اہلسنت نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے - کہ ابن عباسؓ اور ابو سعید خدریؓ نے جناب رسولخداؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انھم مسئولون عن ولایۃ علی ابن ابیطالب روز قیامت لوگوں سے علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی ولایت اور امامت کی نسبت پوچھا جائیگا +

اور واحدی نے بیان کیا ہے - کہ روز محشر لوگوں سے علیؑ اور اہلبیت علیہم السلام کی ولایت

کی بابت پوچھا جائیگا - اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلعم کو حکم دیا تھا کہ خلق خدا کو جتلا دے - کہ میں تبلیغ رسالت کی اجرت اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا - کہ تم میرے قریبی رشتہ داروں سے دوستی رکھنا + اور مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ ان سے سوال کیا جائیگا - کہ آیا تم نے ان سے دوستی رکھی جو دوستی کا حق تھا جس طرح آنحضرت صلعم نے ان کو اس امر کی وصیت فرمائی تھی - یا کہ اس دوستی کو ضائع کیا - اور بالکل ترک کر دیا - اس حالت میں ان سے مطالبہ ہوگا - اور وہ وبال و نکال کے مستوجب ہونگے +

صواعق محرقہ میں مرقوم ہے - کہ صحیح روایت میں آیا ہے - کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اِنّی تَارِکٌ فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموھما وھما کتاب اللہ واھلبیتی عترتی یعنی میں دو امر تمہارے درمیان چھوڑے جاتا ہوں - اگر تم ان دونوں کی پیروی کرو گے - تو کبھی گمراہ نہ ہوگے +

اور طبرانی نے یہ عبارت اس میں زیادہ کی ہے - کہ حضرت نے فرمایا سالتُ ذٰلکَ لھما فلا تقدموھما فتھلکوا اَوْ لَا تقصروا عنھما فتھلکوا و لا تُعلِّموھم فانھم اَعلم منکم - یعنی میں نے ان کے لئے اس امر کی خدا سے درخواست کی ہے - پس تم ان دونو پر سبقت مت کرو - یا بروایتے دیگر ان کے باب میں تقصیر مت کرو - اگر ایسا کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے - اور ان کو کچھ تعلیم مت کرو - کیونکہ وہ تم سب سے زیادہ ہر بات کا علم رکھتے ہیں +

اور صاحب صواعق محرقہ نے مسند احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے - کہ آنحضرت نے فرمایا - انی اوشک ان ادعی فاجیب وانّی تارکٌ فیکم الثقلین کتاب اللہ حبلٌ ممدودٌ من السماء الی الارض وعترتی اھلبیتی وانّ اللطیف اخبرنی انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا بم تخلفونی فیھما یعنی میں عنقریب بارگاہ ایزدی

میں طلب کیا جاؤنگا۔ اور میں دو گراں بہا چیزیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب خدا یعنی قرآن۔ جوکہ ایک رسی ہے۔ کہ جو آسمان سے زمین تک تنی ہوئی ہے۔ دوسری میری عترت و اہلبیتؑ۔ اور خدائے لطیف و کریم نے مجکو خبر دی ہے۔ کہ وہ دونو ایک دم بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے۔ یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں۔ دیکھنا۔ تم میرے بعد کیا کرتے ہو۔

اور طبرانی اور ابن الشیخ سے نقل کیا ہے۔ کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ ان للّٰہ ثلث حرمات فمن حفظھن حفظ اللّٰہ دینہ و دنیاہ و من لم یحفظھن لم یحفظ دینہ ولا اٰخرتہ قلت ماھن قال حرمۃ الاسلام و حرمتی و حرمۃ رحمی۔ کہ اللہ تعالیٰ کی تین حرمتیں ہیں۔ جو کوئی ان کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دین اور دنیا کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو کوئی ان کی حفاظت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی دنیا کی حفاظت کرتا ہے۔ نہ اس کے آخرت کی۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی۔ وہ کون کونسی ہیں فرمایا اسلام کی حرمت۔ میری حرمت۔ میرے ذوی الارحام کی حرمت۔

اما بعد بندۂ ناچیز بے سواد حقیر سید شریف حسین ابن سید امام علی اسمعیلی سبزواری عفی اللہ عنہما دوستان و محبان محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کہ محبت آل محمدؐ از روے نص قرآنی تمام امت پر واجب ہے۔ اور قیامت کے دن اس کی نسبت سوال کیا جائیگا۔ اور اس کا حاصل ہونا ان حضرات کے فضائل و مراتب کی شناخت بغیر مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اور ان کے مراتب و فضائل کی شناخت صرف ان احادیث پر مبنی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے باب میں ارشاد فرمائی ہیں۔ اور علماے عامہ و خاصہ نے جداگانہ کتابیں اس مضمون میں مرتب کی ہیں۔ چونکہ احادیث کی اکثر کتابیں ابھی تک عربی زبان ہی میں ہیں۔ اور ضرورت زمانہ نے اہل دنیا کی توجہ کو اسکی تحصیل سے بالکل ہٹالیا ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اپنے

اردودان مسلمان بھائیوں کی خدمت کروں۔ اور باوجود اپنی کم استعدادی کے کچھ کتابیں عربی سے اردو میں ترجمہ کروں۔ جب میں تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کو عربی سے اردو زبان میں ترجمہ کرچکا۔ اور اس کی تصحیح اور تکمیل سے فارغ ہوا۔ تو ایک معزز و مکرم مہربان کے فرمانے سے کتاب لاجواب مودۃ القربیٰ فی فضائل آل عبا مصنفہ سید علی بن شہاب الدین علوی ہمدانی شافعی سنی المذہب کو عربی سے اردو میں ترجمہ کرنیکا ارادہ کیا۔ چونکہ اصل کتاب نہایت نادر الوجود اور کمیاب ہے اس لئے اول کتاب کی اصل عبارت کو درج کیا۔ اور ہر حدیث کے خاتمہ پر اس کا بامحاورہ اردو ترجمہ کیا گیا۔ تاکہ جسکو عربی عبارت کے دیکھنے کا مذاق اور اصل حدیث کے پڑھنے کا اشتیاق ہو۔ تنگدل نہ ہونے پائے۔ اور اصل کتاب کی اشاعت بھی اچھی طرح سے ہو جائے ٭

چونکہ حضرات اہلبیت علیہم السلام کے فضائل کا لکھنا پڑھنا سننا اور بیان کرنا عین عبادت خدا اور سراسر ذریعہ نجات ہے۔ اس لئے میں اس ترجمہ کو **زاد العقبیٰ** ترجمہ **مودۃ القربیٰ** کے نام سے نامزد کرتا ہوں ٭ اور امیدوار ہوں۔ کہ خداوند رحمٰن و رحیم بواسطہ محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام اس ناچیز ہدیہ کو قبول فرمائے۔ اور روز جزا پروانہ نجات عطا کرے۔ آمین ٭

ناظرین رسالہ ہذا کی خدمتیں التماس ہے۔ کہ جہاں کہیں ترجمہ کرنے میں غلطی ہو۔ قلم عفو سے اس کی تصحیح فرماکر ممنون فرمائیں۔ اور اس عاصی کو دعائے خیر سے یاد کریں ٭ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر ٭

احوال مصنف علیہ الرحمۃ

ملا جامی کتاب نفحات الانس میں رقمطراز ہیں۔ کہ میر سید علی بن شہاب بن محمد ہمدانی قدس سرہ اللہ تعالےٰ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے علوم باطنی میں انکی تصنیفات

مشہور و معروف ہے۔ مثلاً کتاب اسرار النقط اور شرح اسماء اللہ اور شرح فصوص الحکم اور شرح قصیدہ خمریہ و فارضیہ وغیرہ وہ شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ مزدقانی کے مرید تھے۔ مگر طریقت کو صاحب السر بین الاقطاب تقی الدین علی دوسی سے حاصل کیا تھا۔ جب شیخ علی اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ تو شیخ شرف الدین محمود کی طرف رجوع کی۔ اور عرض کی فرمائیے۔ کیا حکم ہے۔ انہوں نے توجہ کرنے کے بعد فرمایا۔ حکم یہ ہے کہ تم دنیا کی سیر کرو۔ لہٰذا سید صاحب نے تین دفعہ تمام دنیا کی سیر کی۔ اور ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت سے شرفیاب ہوئے۔ اور ایک مجلس میں چار سو ولی کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ اور ولایت کبرو سواد کے قریب ۷۸۶ھ ہجری میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ وہاں سے ختلان میں لا کر دفن کئے گئے +

دیباچہ مصنف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی ما انعمنی اولی النعم والھمنی الی مودۃ حبیبہ جامع الفضائل و الکرم الذی بعثہ رسولاً الی کافۃ الامم محمد الامی العربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وبعد فقد قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا اَرْفَدَكُمْ مِنْ نِّعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ ۔ فلما کان مودۃ آل النبی مسئول عنہا حیث امر اللہ تعالیٰ لحبیبہ العربی بان لا یسئل عن قومہ سوی المودۃ فی القربیٰ۔ وان ذلک سبب النجاۃ للمحبین وموجب وصولہم الیہ والی آلہ علیہم السلام کما قال النبی صلعم مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا حُشِرَ فِيْ زُمْرَتِهِمْ وایضاً قال علیہ السلام

المرء مع من احب۔ فوجب علی من طلب طریق الوصول ومنہج القبول
محبۃ الرسول ومودۃ اہل بیت البتول۔ وھذہ لا یحصل الا بمعرفۃ فضائل
آلہ علیہ السلام وھی موقوفۃ علی معرفتہما ورد فیہم من اخبارہ علیہ السلام
ولقد جمعت الاخیار فی فضائل العلماء والفقہاء اربعینات کثیرۃ ولم
یجمع فی فضائل اہل البیت الا قلیلاً فلذا وانا الفقیر الجانی سید علی ابن
شہاب الدین العلوی الہمدانی ارجو ان اجمع فی جواہر اخبارہ ولآلی آثارہ
مما ورد فیہم مختصراً موسوماً بکتاب المودۃ فی القربیٰ تبرکاً بالکلام القدیم
کما فی مامولی ان یجعل اللہ ذلک وسیلتی الیہم ونجاتی بہم وطویتہ علی اربع
عشرۃ مودۃ واللہ یعصمنی من الخبط والخلل فی القول والعمل ولم یجول قلمی الی
مالم ینقل بحب محبی ومن اتبعہ من اصحاب الدول +

ترجمہ اردو

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ جو نہایت رحم کرنے والا۔ اور بہت مہربان ہے +
تمام حمد و ثنا خاص اللہ ہی کو سزاوار ہے۔ کہ اس نے مجھ کو تمام نعمتوں سے بہتر نعمت عطا
فرمائی اور اپنے حبیب (جو تمام فضائل و کرامات کا جامع ہے۔ اور جس کو خدا نے تمام مخلوق
کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے) محمد امی عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میرے دل میں ڈالی +
امابعد اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا
اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی اے محمد اپنی امت سے کہدے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا بدلا
اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا۔ کہ میرے قریبوں سے دوستی رکھنا + اور آنحضرتؐ نے فرمایا
ہے۔ اے لوگو۔ تم خدا کو دوست رکھو۔ اس لئے کہ اس نے اپنی نعمتیں تم کو عطا فرمائیں۔ اور
محبت خدا کے لئے مجھ سے محبت رکھو۔ اور میری محبت کے لئے میری اہلبیتؑ کو دوست رکھو
پس جبکہ آل نبی کی دوستی کی بابت سوال کیا گیا ہے۔ اور وہ ہم سے طلب کی گئی ہے چنانچہ

اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے۔ کہ اپنی امت سے اپنے ذوی القربےٰ کی دوستی کے سوا اور کچھ طلب نہ کرے + اور یہ دوستی محبوں کے لئے باعث نجات آخرت اور آنحضرتؐ اور انکی آل اطہار علیہم السلام سے ملنے کا ذریعہ ہے +

اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی کسی قوم کو دوست رکھتا ہے۔ وہ قیامت کے دن انہی کے گروہ میں اُٹھیگا۔ **نیز** ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آدمی اُسی شخص کے ہمراہ ہوتا ہے۔ جسکو وہ دوست رکھتا ہے۔ اس لیے جو کوئی خدا تک پہنچنے اور اُسکی جناب میں مقبول بننے کا طالب ہو۔ اس پر واجب ہے۔ کہ رسول خداؐ سے محبت رکھے۔ اور اہلبیت بتول علیہم السلام کی دوستی اختیار کرے۔ اور یہ (یعنی اہلبیتؑ کی دوستی) بات آنحضرتؐ کے آل اطہارؑ کے فضائل کی شناخت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ امر (یعنی فضائل کی شناخت) حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان حدیثوں کے جاننے پر موقوف ہے۔ جو ان حضرات علیہم السلام کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔ اور بہت سے نیکوں نے فضائل علماء و فقہا میں بہت سی چہل حدیثیں جمع کی ہیں۔ حالانکہ فضائل اہلبیتؑ میں بہت کم کتابیں تیار ہوئیں۔ اس لیے بندۂ فقیر گنہگار **سید علی** بن شہاب الدین علوی ہمدانی نے ارادہ کیا۔ کہ آنحضرتؐ کے جواہر اخبار اور لآلی آثار میں سے جو اہلبیتؑ اطہار کی شان میں وارد ہوئی ہیں۔ چند حدیثیں ایک مختصر کتاب میں جمع کروں اور بہ طلب برکت کلام قدیم (قرآن مجید) اس کا نام **کتاب المودۃ فی القربےٰ** رکھا۔ چنانچہ مجکو امید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کو ان حضرات علیہم السلام سے میرے ملاقی ہونے کا وسیلہ بنائیگا۔ اور ان کے ذریعہ سے مجکو نجات عطا فرمائیگا۔ اور میں نے **چودہ** مودتوں پر اس کتاب کو تقسیم کیا ہے۔ اور خدا مجھ کو بواسطہ محمدؐ اور ان حضرات کا جو اصحاب دول میں سے آنحضرتؐ کے پیرو ہیں۔ قول اور فعل میں لغزش اور خلل سے محفوظ رکھے۔ اور میرے قلم کو اس کلام کے تحریر کرنیکی طرف نہ پھیرے۔ جو آنحضرتؐ سے منقول نہیں +

المودۃ الاولیٰ فی سیدنا وصفینا ومولٰنا محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیمیا علوم

پہلی مودت ہمارے سردار اور برگزیدہ اور آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل میں

۱ عن مطلب ابن ابی وداعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم بیوتاً فجعلنی فی خیرھم فانا خیرکم بیتاً وخیرکم قبیلاً وخیرکم نسباً مطلب بن ابی وداعہ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو۔ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے خلقت کو پیدا کیا۔ پس مجکو بہترین مخلوقات (انسان) میں رکھا۔ پھر ان کو قبیلہ قبیلہ بنایا۔ پس مجکو سب سے بہتر قبیلے میں رکھا۔ پھر ان کو خاندانوں میں تقسیم کیا۔ پس مجھ کو سب سے بہتر خاندان میں رکھا الغرض میں بلحاظ خاندان تم سب سے بہتر ہوں۔ اور بلحاظ قبیلے کے تم سب سے بہتر ہوں۔ اور نسب کی رو سے تم سب سے بہتر ہوں +

۲ وعن ابی موسیٰ الاشعری قال قال رسول اللہ انا احمد وانا محمد وانا الحاشر وانا العاقب وانا المقفی ونبی الرحمۃ ونبی الملحمۃ اور ابو موسےٰ اشعری سے روایت ہے۔ کہ رسولخدا نے فرمایا۔ میں احمد ہوں۔ اور میں محمد ہوں۔ اور میں حاشر (اپنی امت کے لوگوں کو اپنے پیچھے جمع کرنیوالا) ہوں۔ اور میں عاقب (یعنی سب پیغمبروں کے بعد آنیوالا) ہوں اور میں مقفی یعنی سب پیغمبروں کے پیچھے دنیا میں آنیوالا اور پیغمبر رحمت ہوں۔ اور جہاد کرنیوالا نبی ہوں +

۳ وعن ابی الطفیل عامر بن واثلہ قال قال رسول اللہ انا محمد وانا احمد والفاتح والخاتم وابو القاسم والحاشر والعاقب وطٰہٰ ویٰسٓ والماحی + اور ابو طفیل عامر بن واثلہ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے۔ کہ میں محمد ہوں۔ اور میں احمد ہوں۔ اور فاتح یعنی فتح کرنیوالا۔ اور خاتم یعنی ختم نبوت کرنیوالا۔ اور ابو القاسم اور حاشر اور عاقب اور طٰہٰ (طاہر) اور یٰس اور ماحی یعنی کفر و آثار کفر کو مٹانیوالا ہوں +

۴ وعن ابی سعید خدری قال قال رسول اللہ انا النبی ولا کذب

انا ابن عبد المطلب انا اعرب العرب ولدتنی قریش ونشأتُ فی بنی سعد

اور ابوسعید خدری رض سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ میں پیغمبر خدا ہوں۔ اور اس میں ذرا جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبد المطلب کا فرزند ہوں۔ میں تمام عرب سے زیادہ تر فصیح زبان ہوں۔ میں قبیلہ قریش میں پیدا ہوا۔ اور قبیلہ بنی سعد میں میں نے پرورش پائی ۔

۵ وعن واثلۃ بن اسقع قال قال رسول اللہ ان اللہ اصطفٰی کنانۃ من ولد اسمٰعیل واصطفٰی قریشا من کنانۃ واصطفٰی من بنی قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم وروی ان اللہ تعالیٰ اصطفٰی من ابراھیم اسمٰعیل واصطفٰی من ولد اسمٰعیل بنی کنانۃ الخ اور واثلہ بن اسقع سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل میں سے بنی کنانہ کو منتخب کیا۔ اور بنی کنانہ میں سے قریش کو۔ اور قریش میں سے بنی ہاشم کو۔ اور بنی ہاشم میں سے مجھکو منتخب کیا۔

۶ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع

اور ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہونگا۔ اور میں وہ شخص ہوں۔ جس کی قبر سب سے پہلے شق ہوگی۔ اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنیوالا ہوں۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی ۔

۷ وعنہ قال قال رسول اللہ نحن الاٰخرون من الدنیا والاولون یوم القیمۃ المقضی لھم قبل الخلائق ۔ نیز ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ ہم دنیا میں سب (پیغمبروں) سے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور قیامت کے دن سب سے اول ہونگے۔ کہ تمام مخلوق سے پہلے ہمارا حساب فیصل کیا جائیگا (یعنی سب سے پہلے ہم جنت میں جائینگے)

۸ وعن انس رض قال قال رسول اللہ انا اکثر الانبیاء اتباعا یوم القیامۃ وانا اول من یقرع باب الجنۃ فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول انا محمد فیقول

بلک اُمرتُ ان لا افتح احد اقبلک اور انس سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے
کہ قیامت کے دن میرے پیرو سب پیغمبروں کے پیرؤوں سے زیادہ تر ہونگے۔ اور میں ہی
سب سے پہلے جنت کے دروازے کو جاکر کھٹکھٹاؤنگا۔ اور دروازہ کھولنے کی درخواست
کرونگا۔ تب خازن جنت کہیگا۔ تو کون ہے۔ میں جواب دونگا۔ کہ میں محمدؐ ہوں۔ تب وہ
کہیگا۔ کہ مجھ کو تیرے ہی سبب سے حکم دیا گیا ہے۔ کہ تجھ سے پہلے کسی کے واسطے جنت کا دروازہ نکھولوں

۹ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ انا سید ولد آدم ولا فخر۔ اور
عایشہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں اولاد آدمؑ کا سردار ہوں۔ اور میں
فخر نہیں کرتا۔

۱۰ وعن عرفجۃ قال قال رسول اللہؐ انا سیف الاسلام او سابق الاسلام
اور عرفجہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں اسلام کی تلوار ہوں یا بروایت دیگر میں سب سے پہلے اسلام لانیوالا ہوں۔

۱۱ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ بُعثتُ بجوامع الکلم ونصرتُ
بالرعب اور ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں جوامع الکلم
یعنی قرآن شریف کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ اور رعب سے مجکو مدد دی گئی ہے۔

۱۲ وعن انس قال قال رسول اللہ انا سابق ولد آدم۔ اور انس سے روایت ہے
کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں بنی آدمؑ میں سب سے سابق (پہلا) ہوں۔

۱۳ وعن ابی سعیدؓ الخدری قال قال رسول اللہ انا معاشر الانبیاء یُضاعفُ
لنا البلاء کما یضاعف لنا الاجر کان نبیٌ من الانبیاء یبتلی بالقتل حتی یقتل وانھم
کانوا یفرحون بالبلاء کما تفرحون بالرخاء۔ اور ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ
جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم پیغمبروں کے گروہ کے لئے بلائیں مضاعف (دوچند) ہوتی ہیں
جیسا کہ اجر و ثواب ہمارے لئے مضاعف ہوتا ہے۔ اور بعض پیغمبر قتل کی بلا میں مبتلا ہوتے تھے

یہاں تک کہ قتل کئے جاتے تھے۔ اور وہ (پیغمبر) بلاؤں سے ایسے خوش ہوتے تھے۔ جیسے تم لوگ خوشحالی اور فراغبالی سے خوش ہوتے ہو +

۱۴ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہؐ انا معاشر الانبیاء لانشہد علی جور ولو کنتُ مفضلاً احداً علی احدٍ لاثرتُ البنات بضعفھنّ وقلۃِ حیلتھنّ

اور ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم پیغمبروں کا گروہ ظلم و ستم پر گواہی نہیں دیتا۔ اور اگر میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے والا ہوتا۔ تو میں لڑکیوں کو ان کے ضعف اور کمی حیلہ و تدبیر کے باعث ترجیح دیتا +

۱۵ وعن عایشۃ قالتْ قال رسول اللہؐ انی لاعرفکم باللہ واشدّکم خشیۃً

اور عایشہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں تم سب سے بڑھ کر خدا کا پہچاننے والا اور تم سب سے زیادہ اس سے خوف کرنیوالا ہوں +

۱۶ وعن ابی ھریرۃ قال قالوا یا رسول اللہؐ متی وجبتْ لک النبوۃ قال وجبتْ لی وآدم بین الروح والجسد + اور ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ اصحاب نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ نبوت آپکے لئے کب لازم کی گئی تھی۔ فرمایا۔ اسوقت لازم کی گئی تھی۔ جبکہ آدمؑ روح اور بدن کے درمیان تھے۔ (یعنی ابھی روح بدن میں داخل نہ ہوئی تھی)

۱۷ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہؐ ان اللہ بعثنی بتمام محاسن الاخلاقِ وکمال محاسنِ الافعال + اور جابرؓ انصاری سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالٰی نے مجھ کو تمام پسندیدہ اخلاق اور سب نیک افعال سے کامل کر کے مبعوث کیا ہے +

۱۸ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہؐ انی رایتُ الانبیاء فانا اشبہہ ابراھیمؑ

اور ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے سب پیغمبروں کو دیکھا پس میں ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ ہوں +

۱۹ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہؐ اتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً وموسیٰ نجیاً

واتخذنی حبیباً ثم قال وعزتی وجلالی لاوثرن حبیبی علی خلیلی ونجیّی + اور جابر
انصاریؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے ابراہیم علیہ السلام کو
اپنا خلیل مقرر کیا۔ اور حضرت موسٰےؑ کو اپنا نجی یعنی رازدار۔ اور مجکو اپنا حبیب بنایا۔ پھر
ارشاد فرمایا۔ کہ مجھ کو اپنی عزت وجلالت کی قسم ہے۔ کہ میں اپنے حبیبؐ کو اپنے خلیل اور نجی
پر ضرور ترجیح دونگا +

۲۰ وعن امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ عن رسول اللہؐ انہ قال
خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح الجاھلیۃ من لدن آدم الی
ان ولدنی ابی وامی ولم یصبنی من سفاح الجاھلیۃ شئی۔ اور امیر المومنین
علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے روایت کی ہے۔ کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہے۔ کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں۔ اور زمانہ جاہلیت کی زنا سے پیدا نہیں ہوا۔ آدمؑ سے
لیکر اس وقت تک کہ میں اپنے باپ اور ماں کے ہاں پیدا ہوا۔ اور جاہلیت کی زناکاری
ذرا بھر بھی مجھ کو نہیں پہنچی +

۲۱ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہؐ فضلت علی الانبیاء بستۃٍ اعطیت
بجوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الانعام وجعلت لی الارض
مسجداً وطھوراً وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبوۃ اور ابوہریرہؓ سے
روایت ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ مجکو چھ چیزوں سے تمام پیغمبروں پر فضیلت دی
گئی ہے۔ مجکو جوامع الکلم یعنی قرآن عطا ہوا۔ اور رعب سے مدد دی گئی۔ اور چوپائے
میرے لئے حلال کئے گئے۔ اور زمین میرے لئے مسجد اور طاہر کرنیوالی مقرر کی گئی۔ اور مجھ کو
تمام مخلوق کا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ اور مجھ پر نبوت ختم ہوئی +

۲۲ وعن انس قال قال رسول اللہ فضلت علی الناس باربع بالسخاء والشجاعۃ
وکثرۃ الجماع وشدۃ البطش + اور انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے

کہ مجھ کو چار باتوں میں سب آدمیوں پر فضیلت دی گئی ہے ۱ سخاوت میں۔ ۲ شجاعت
میں ۳ کثرت جماع میں ۴ سختی سے حملہ کرنے میں +

۲۳ وعن ابن عباسؓ قال جلس ناس من اصحاب رسول اللہ وقد سمعھم
یتذاکرون قال بعضھم ان اللہ اتخذ ابراھیمؑ خلیلاً وقال آخر فموسیٰ
کلم اللہ تکلیما وقال آخر فعیسیٰ کلمۃ اللہ وروحہ وقال آخر آدمؑ اصطفٰہ
اللہ فخرج (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وسلم وقال سمعت کلامکم وعجبکم انّ
ابراھیمؑ خلیل اللہ وھو کذالک وموسیٰ نجی اللہ وھو کذالک الا وانا حبیب اللہ
ولا فخر وانا صاحب لواء الحمد یوم القیمۃ تحتہ آدمؑ ومن دونہ ولا فخر وانا
اول شافع واول مشفع یوم القیامۃ ولا فخر واول من یحرک باب الجنۃ فیفتح
اللہ لی فادخلھا ومعی فقراء المومنین ولا فخر وانا اکرم الاولین والاخرین علی اللہ
ولا فخر + ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ اصحاب رسولخدا کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ اور آنحضرتؐ
نے ان کو باتیں کرتے سنا۔ ایک نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا۔ اور دوسرے نے
کہا۔ کہ حضرت موسےؑ سے خدا ہمکلام ہوا۔ ایک اور بولا۔ کہ عیسےؑ کلمہ خدا اور اس کی روح ہے۔
ایک اور نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو منتخب کیا۔ اصحاب کی یہ باتیں سنکر حضرتؐ باہر تشریف
لائے۔ اور انکو سلام کیا۔ اور فرمایا۔ اے صحابہ میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا متعجب ہونا سنا۔
کہ ابراہیمؑ خلیل خدا ہیں۔ اور وہ بیشک ایسے ہی ہیں۔ اور موسےٰ علیہ السلام سے خدا نے کلام
کیا یعنی وہ خدا کے رازدار ہیں۔ اور بیشک اسی طرح ہے۔ اور عیسےٰ علیہ السلام روح اللہ اور
کلمۃ اللہ ہیں۔ اور ایسا ہی ہے۔ اور آدمؑ کو خدا نے منتخب کیا۔ اور ایسا ہی ہے۔ اے صحابہ آگاہ
ہو۔ میں حبیب خدا ہوں۔ اور میں فخر نہیں کرتا۔ اور میں قیامت کے دن علم حمد کا مالک ہونگا
جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور دیگر پیغمبر ہونگے۔ اور میں فخر نہیں کرتا۔ اور میں وہ شخص ہونگا
جو قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کریگا۔ اور جسکی شفاعت سب سے پہلے قبول

ہوگی۔ اور میں فخر نہیں کرتا۔ اور میں وہ شخص ہوں جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ ہلائیگا اور اللہ میرے لئے اس کو کھولدیگا۔ تب میں اس میں داخل ہونگا۔ اور میرے ساتھ محتاج مومنین ہونگے۔ اور میں فخر نہیں کرتا +

۲۴ وعن سلطان الاولیاء علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ انا اھل البیت فقد اذھب اللہ عنا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن + اور سلطانِ اولیا علیؑ سے روایت ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم اہلبیتؑ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے تمام ظاہری اور باطنی فواحش اور قبائح کو ہم سے دور کر دیا ہے +

۲۵ وعن عایشہ قالت قال رسول اللہ بُنیت اجسامنا علی ارواح اھل الجنۃ وامرت الارض ما کان منا ان تبتلعہ + اور عایشہ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ہمارے جسم بہشتیوں کی روحوں پر بنائے گئے ہیں۔ اور زمین کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ جو (بول و براز) ہم سے خارج ہو۔ اس کو وہ نگل جایا کرے +

۲۶ وعن انس قال لم یکن رسول اللہ فحاشا ولا لعانا ولا سبابا + اور انس سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ بد کلامی نہ کرتے تھے۔ اور نہ (بے وجہ) لعنت کرتے تھے۔ نہ گالی دیتے تھے +

۲۷ عن ابی ھریرۃ قال قیل لرسول اللہ ادع علی المشرکین فقال ما بعثت لعانا وانما بعثت رحمۃ ابوہریرہ سے مروی ہے۔ کہ کسی نے آنحضرتؐ کی خدمتمیں عرض کی۔ کہ یا رسول اللہؐ۔ مشرکوں کے لئے بددعا کیجئے۔ فرمایا۔ میں لعنت کرنے کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ فقط رحمت کے لئے مبعوث ہوا ہوں +

۲۸ وعن انس قال کانت امۃ من اماء اھل المدینۃ تاخذ بید رسول اللہ فتنطلق بہ حیث شاءت وشلت + اور انس سے روایت ہے۔ کہ اہل مدینہ کی کوئی کنیز آتی تھی اور آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی تھی۔ لیجاتی تھی۔ (یعنی آنحضرتؐ نہایت خلیق اور کریم تھے

۲۹ وعن عایشۃ قالت ماکان رسول اللہ یصنع فی بیتہ کان یکون مھنۃ اھلہ اور عایشہ سے مروی ہے۔ کہ رسولخدا جو چیز اپنے گھر میں بناتے تھے۔ وہ آپ کے گھروالوں کے استعمال میں آتی تھی

۳۰ وعنہا قالت ما خیر رسول اللہ بین امرین قط الا اخذ ایسرہما لم یکن اثما فان کان اثما کان ابعد الناس منہ وما انتقم رسول اللہ لنفسہ فی شیٔ قط الا ان ینتہک حرمۃ اللہ فینتقم للہ بھا وقالت ما ضرب رسول اللہ شیئا قط بیدہ ولا امرأۃ ولا خادما الا ان یجاھد فی سبیل اللہ۔ عایشہ سے روایت ہے۔ کہ جب کبھی آنحضرتؐ کو دو کاموں میں سے کسی ایک کام کو پسند کرنیکا اختیار دیا جاتا تھا۔ تو آپ دونو میں سے زیادہ تر آسان اور سہل کام کو اختیار فرماتے تھے جبکہ اس کام کا کرنا گناہ نہ ہو۔ اور اگر گناہ ہوتا۔ تو آپ سب لوگوں سے زیادہ اس کام سے بچتے اور پرہیز کرتے تھے۔ اور حضرتؐ نے اپنے نفس کی خاطر کبھی کسی معاملے میں کسی شخص سے بدلا نہیں لیا۔ مگر ہاں جب کوئی حرمت خدا کی ہتک کرتا۔ تو خدا کے واسطے اس ہتک حرمت کے عوض میں اس سے بدلا لیتے تھے نیز عایشہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے نہ تو کبھی کسی عورت کو مارا۔ اور نہ کسی خدمتگار کو۔ سوا اس وقت کے جبکہ راہ خدا میں جہاد کرتے تھے ٭

۳۱ وعن انس قال کان رسول اللہ اذا صافح الرجل لا ینزع یدہ حتی یکون ھو الذی یصرف وجھہ ولم یر مقدما رکبتیہ بین یدی من جلس لہ ٭ اور انس سے روایت ہے۔ کہ رسولخدا جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تھے۔ تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے جدا نہ کرتے تھے جب تک کہ وہ شخص اپنا رخ نہ پھیر لیتا تھا۔ اور کبھی کسی ہم نشین کے آگے گھٹنے بڑھا کر نہیں بیٹھے ٭

۳۲ وعن عایشۃ قالت ان رسول اللہ ماکان یدخر شیئا لغد۔ بی بی عایشہ فرماتی ہیں۔ کہ جناب رسالتمآبؐ اگلے روز (کل) کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھتے تھے ٭

۳۳ وعن عبداللہ بن الحارث بن جز قال ما رایت احداً اکثر تبسماً من رسول اللہ ؐ اور عبداللہ بن حارث بن جز نے روایت کی ہے۔ کہ میں نے آنحضرتؐ سے زیادہ کسی کو مسکرانے والا نہیں دیکھا +

۳۴ وعن عبداللہ بن سلام قال کان رسول اللہ اذا جلس یحدث یکثر ان یرفع طرفہ الی السماء، اور عبداللہ بن سلام سے روایت ہے۔ کہ رسولخداؐ جب بیٹھتے تھے۔ تو بات کرنے میں اپنی آنکھ اکثر آسمان کی طرف اُٹھائے رکھتے تھے +

۳۵ وعن عکرمہ عن ابن عباسؓ قال بعث رسول اللہ ؐ لاربعین سنۃ مکث بمکہ ثلث عشر سنۃ بعدما یوحی الیہ ثم امر بالھجرۃ فھاجر الی المدینۃ فمکث بھا و بعد عشر سنین مات وھو ابن ثلث وستین سنۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخداؐ چالیس سال کی عمر میں پیغمبری پر مبعوث ہوئے۔ اور وحی نازل ہونیکے بعد تیرہ برس مکہ معظمہ میں مقیم رہے۔ پھر خدا کی طرف سے ہجرت کرنیکا حکم ہوا۔ اور حضرتؐ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ اور دس برس وہاں رہے اور تریسٹھ برس کے سن میں اس عالم فانی سے رحلت فرمائی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم +

قال المصنف۔ اعلم یا اخی ان فضائل رسول اللہ اکثر من ان یحصی او یعد وما ذکر کان اقل من القلیل واللہ موفق بمودتہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والسلام وعلی آلہ الکرام + مصنف فرماتے ہیں ۔۔۔ بھائی معلوم رہے۔ کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اس قدر ہیں۔ کہ شمار و حساب میں نہیں آسکتے۔ اور یہ جو کچھ مذکور ہوئے کمتر سے کمتر ہیں۔ اور اللہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والسلام وعلی آلہ الکرام کی دوستی کی توفیق دینے والا ہے

المودۃ الثانیۃ فی فضائل اھل البیت جملۃ علیہم السلام

دوسری مودت تمام اہل بیت علیہم السلام کے فضائل میں

۱ عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الآیۃ ندع ابناءنا وابناءکم الخ

دعی رسول اللہ علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً فقال اللھم ھٰؤلاء اھل بیتی۔ سعد
ابن ابو وقاص سے مروی ہے۔ کہ جب آیہ ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم
وانفسنا وانفسکم یعنی آیہ مباہلہ نازل ہوئی۔ تو آنحضرتؐ نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ
اور حسینؑ کو بلایا۔ اور فرمایا۔ اے خدا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں +

۲۔ وعن سعد بن معاذ قال قال رسول اللہ لی یوماً وقد انصرف من الخندق
یا سعد ان اللہ اطلع الی الارض فاختارنی منہا علیاً وفاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ
وانا نذیر ھذہ الامۃ وعلی ھادیھا۔ اور سعد بن معاذ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خندق سے مراجعت فرما کر ایک دن مجھ سے فرمایا۔ اے سعد
اللہ تعالےٰ نے زمین کی طرف نگاہ کی پس اس نے مجھکو اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو
منتخب کیا + اور میں اس امت کا نذیر یعنی عذاب خدا سے ڈرانے والا ہوں۔ اور علی اس امت
کا ہادی یعنی راہ خدا دکھانیوالا ہے +

۳۔ وعن جابرؓ قال کان رسول اللہ یقول توسلوا بمحبتنا الی اللہ تعالیٰ
واستشفعوا بنا فان بنا تکرمون وبنا تحیون وبنا ترزقون فاذا غاب عنا غائب
فمحبونا امنائنا غداً کلھم فی الجنۃ + اور جابر انصاریؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خداؐ
فرمایا کرتے تھے۔ اے لوگو ہماری محبت کو اللہ کی طرف اپنا وسیلہ بناؤ۔ اور ہماری شفاعت
طلب کرو۔ کیونکہ ہمارے ہی سبب سے تمہارا اکرام کیا جاتا ہے۔ اور ہمارے ہی سبب سے تم کو
زندگی عطا ہوتی ہے۔ اور ہمارے ہی سبب سے تم کو رزق دیا جاتا ہے۔ پس جب ہم میں سے
کوئی غائب ہو جائیگا تو ہمارے محب ہمارے امین ہیں۔ وہ سب کے سب کل
قیامت کے دن جنت میں ہونگے +

۴۔ وعن ابی رباح مولی ام سلمۃ قال قال رسول اللہؐ لو علم اللہ تعالیٰ
فی الارض عباداً اکرم من علی وفاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ لامرنی ان

اباھل بھم ولکن امرنی بالمباھلۃ مع ھٰؤلاء وھم افضل الخلق فغلبت بھم النصاریٰ
اور ابو رباح غلام ام سلمہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ روئے
زمین پر ایسے بندوں کو جانتا۔ جو علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام سے افضل اور
بہتر ہوں۔ تو ضرور مجکو حکم دیتا۔ کہ میں انکو اپنے ہمراہ لیکر (نصاریٰ سے) مباہلہ کروں۔ مگر
اللہ تعالےٰ نے مجکو حکم دیا۔ کہ انہی چاروں کو کہ یہی چاروں تمام مخلوق سے افضل ہیں اپنے
ساتھ لیکر مباہلہ کروں۔ پس میں ان کے سبب نصاریٰ پر غالب ہوا۔

۵ وعن محمد بن حنفیہ عن ابیہ علیہ السلام قال انی لنائم یوماً اذ دخل
رسول اللہ فنظر الیّ وحرکنی برجلہ وقال لی قم یفدیک بابی وامی فان
جبرئیل اتانی فقال لی بشر ھٰذا بان اللہ تعالیٰ جعل الائمۃ من وُلدہٖ وان اللہ
تعالیٰ لیغفرلہ ولذریتہ ولشیعتہ ولمحبیہ وان من طعن علیہ ویجبس حقہٗ
فھو فی النار۔ اور محمد بن حنفیہ نے اپنے والد ماجد علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے روایت
کی ہے۔ کہ میں ایک دن سو رہا تھا۔ کہ اسی اثنا میں رسولخدا وہاں تشریف لائے۔ پس میری
طرف نگاہ کی۔ اور پائے مبارک سے مجکو ہلایا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ اٹھو۔ تم پر میرے
ماں باپ فدا ہوں۔ جبرئیل میرے پاس آئے۔ اور مجھ سے کہا۔ کہ اے محمدؐ تم اس (علیؑ) کو یہ
خوشخبری دو۔ کہ اللہ تعالےٰ نے امام اس کی اولاد میں مقرر کئے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کو
اور اس کی ذریت (اولاد) اور اس کے شیعوں اور محبوں کو بے شک بخشدیا ہے۔ اور جو کوئی
اس پر طعن کرے۔ اور اس کے حق کو ضبط کرے۔ وہ جہنم میں جائیگا۔

۶ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ انا اول الناس شافعاً ثم علیؑ ثم ذریتی
ثم محبونا یدخلون الجنۃ بغیر حساب لا یسئلون عن ذنبھم بعد المعرفۃ والمحبۃ
اور ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن میں سب سے
پہلے اپنی امت کی شفاعت کرونگا۔ پھر علیؑ پھر میری اولاد علیہم السلام۔ پھر ہمارے محب

وہ بے حساب جنت میں داخل ہونگے - اور ہماری معرفت اور محبت کے ابدان سے ان کے گناہوں کی پرسش نہ ہوگی +

۷ وعن خالد بن معدان قال قال رسول اللہ من احب ان یمسی فی رحمۃ اللہ وان یصبح فی رحمۃ اللہ علیہ فلا یدخلن قلبہ شک بان ذریتی افضل الذریات ووصیی افضل الاوصیاء اور خالد بن معدان سے مروی ہے - کہ رسولؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چاہے - کہ رحمت خدا میں شام کرے - اور رحمت خدا میں صبح کرے - (یعنی صبح و شام رحمت خدا اس کے شامل حال رہے) پس اس امر کی بابت اس کے دل میں کسی طرح کا شک ہرگز داخل نہ ہو - کہ میری ذریت طاہرہ سب ذریتوں سے افضل ہے - اور میرا وصیؑ تمام اوصیا سے بہتر اور برتر ہے +

۸ وعن علیؑ قال قال رسولؐ اللہ توضع یوم القیمۃ منابر حول العرش لشیعتی وشیعۃ اہلبیتی المخلصین فی ولایتنا ویقول اللہ تم ھلموا یا عبادی انشر علیکم کرامتی فقد اوذیتم فی الدنیا + اور امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے - کہ قیامت کے دن میرے اور میرے اہلبیت علیہم السلام کے شیعوں کے لئے جو ہماری ولایت میں مخلص ہونگے - عرش کے گرد منبر رکھے جائینگے - اور اللہ تعالے ان سے فرمائیگا - اے میرے بندو - آؤ - میں اپنی کرامت کو تم پر ڈالوں - (یعنی اپنی کرامت و رحمت سے تم کو نہال و خوشحال کروں) کہ دنیا میں تم نے ایذا سہی ہے +

۹ وعنہ علیہ السلام قال قال رسول اللہؐ یا علیؑ خلقت من شجرۃ وخلقت منھا وانا اصلھا وانت فرعھا والحسنؑ والحسینؑ اغصانھا ومحبونا ورقھا فمن تعلق بشیء منھا ادخلہ اللہ الجنۃ + نیز اسی جنابؑ سے مروی ہے - کہ رسولخداؐ نے فرمایا اے علیؑ میں ایک درخت سے پیدا کیا گیا ہوں - اور تم بھی اسی درخت سے پیدا کئے گئے ہو - میں اس درخت کی اصل ہوں - اور تم اس کی فرع ہو - اور حسنؑ اور حسینؑ اسکی شاخیں ہیں - اور

ہمارے محب اس کے پتے ہیں - پس جو کوئی اس درخت کے کسی حصہ میں لٹک جائیگا اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں داخل کریگا ؞

۱۰ وعنہ علیہ السلام ایضاً قال قال رسول اللہ ؐ من احب ان یتمسک بالعروۃ الوثقیٰ فلیتمسک بحب علی ابن ابیطالب واھلبیتی ؑ - نیز جناب امیرالمومنین سے روایت ہے - کہ جناب رسالتمآب ؐ نے فرمایا ہے - کہ جو کوئی عروۃ الوثقیٰ یعنی مضبوط دستہ کو پکڑنا چاہے - اس کو چاہیے - کہ علی ابن ابیطالب ؑ اور میرے اہلبیت علیہم السلام کی محبت کو مضبوط کر کے پکڑے ؞

۱۱ وعن ابن عباس ؓ قال قال رسول اللہ ؐ انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسن ؑ والحسین ؑ خیوطہ والفاطمۃ ؑ علاقتہ والائمۃ من بعدی عمودہ یوزن اعمال المحبین لنا والمبغضین علینا اور ابن عباس ؓ سے روایت ہے - کہ جناب رسالتمآب ؐ نے فرمایا ہے - کہ میں علم کی ترازو ہوں - اور علی ؑ اس کے دو پلڑے - اور حسن ؑ اور حسین ؑ اس کی ڈمیں (ڈوریاں) ہیں - اور فاطمہ اس کا علاقہ یعنی چوٹی ہے - اور ائمہ طاہرین ؑ جو میرے بعد ہونگے - اس ترازو کا ستون ہیں ؞ اس میں ہمارے دوستوں اور دشمنوں کے اعمال تولے جائینگے ؞

۱۲ وعن انس قال قال رسول اللہ ؐ انا معشر بنی عبد المطلب سادۃ اھل الجنۃ انا وعلی ؑ وحمزۃ وجعفر والحسن ؑ والحسین ؑ والمھدی علیہم السلام ؞ اور انس سے مروی ہے - کہ آنحضرت نے فرمایا ہے - کہ ہم اولاد عبدالمطلب کا گروہ بہشت والوں کے سردار ہیں - یعنی میں اور علی ؑ اور حمزہ ؑ اور جعفر ؑ اور حسن ؑ اور حسین ؑ اور مہدی علیہم السلام ؞

۱۳ وعن ابی رافع قال قال رسول اللہ ؐ ان آل محمد ؐ لا یحل لھم صدقۃ وان موالی القوم المومنین منھم ؞ اور ابو رافع سے روایت ہے - کہ رسولخدا ؐ نے فرمایا ہے کہ آل محمد ؐ کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے - اور قوم مومنین کے حاکم اور سرداران ہی میں سے ہونگے

۱۴ وعن حذیفۃ وابن عمر قالا قال رسول اللہ ؐ اول نساء العالمین ایماناً خدیجۃ ؑ

بنت خویلد واول من اشفع یوم القیامۃ اهلبیتی ثم الاقرب فالاقرب
ثم الانصار ثم من آمن بی واتبعنی ثم اهل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم
ومن اشفع لہ اولاً فہو افضل + اور حذیفہ یمانی اور ابن عمر دونوں سے روایت ہے۔
کہ رسولخدا نے فرمایا ہے۔ کہ تمام عالم کی عورتوں میں سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلد مجھ پر
ایمان لائی۔ اور قیامت کے دن سب سے پہلے جنکی میں شفاعت کرونگا۔ وہ میرے
اہلبیتؑ ہیں۔ پھر درجہ بدرجہ اپنے قریبیوں کی۔ پھر انصار کی۔ پھر ان لوگوں کی جو مجھ پر
ایمان لائے۔ اور میری متابعت کی۔ پھر اہل یمن کی۔ پھر باقی اہل عرب کی۔ پھر اہل
عجم کی۔ اور جس کی میں پہلے شفاعت کرونگا۔ وہ سب سے افضل ہے۔ (یعنی میرے اہلبیتؑ

۱۵ ومن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہلبیتی لن یفترقا
حتی یردا علی الحوض۔ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اے
لوگو میں تمہارے درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب خدا (قرآن)
جو کہ آسمان سے زمین تک ایک پھیلی ہوئی رسی ہے۔ دوسری میری اہلبیتؑ وعترت
اطہار علیہم السلام۔ یہ دونو ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگے۔ یہانتک کہ حوض کوثر پر
میرے پاس دونو وارد ہوں +

۱۶ وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ حب آل محمد یوماً خیر من عبادۃ
سنۃ ومن مات علیہ دخل الجنۃ + اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے
ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ایک دن آل محمدؐ کی محبت رکھنا ایک برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور
جو کوئی اس محبت پر مریگا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا +

۱۷ وعن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح
من تعلق بہا نجی ومن تخلف عنہا دخل فی النار + اور علی علیہ السلام سے مروی

ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میری اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی مانند ہے کہ جو کوئی اس میں چڑھ گیا۔ وہ نجات پاگیا۔ اور جس نے اس سے روگردانی کی۔ وہ جہنم میں داخل ہوا۔ (اسی طرح جو کوئی اس کشتی اہلبیتؑ سے متعلق ہوگا۔ نجات پائیگا اور جو کوئی روگردانی اور مخالفت کریگا۔ وہ دوزخ میں جائیگا)

۱۸ وعنہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ اربع انا شفیع لھم یوم القیمۃ المکرم لذریتی والقاضی لھم حوائجھم والساعی لھم فی امورھم عند ما اضطروا الیہ والمحب لھم بقلبہ ولسانہ۔ نیز انہی حضرتؑ سے روایت ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں قیامت کے دن چار قسم کے شخصوں کی شفاعت کرونگا۔

(۱) جو میری اولاد کی تعظیم وتکریم کرے۔ (۲) جو انکی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرے (۳) جو ان کے امور میں سعی وکوشش کرے۔ جبکہ وہ اس کی طرف مضطر ہوں۔ (۴) جو دل اور زبان سے انکو دوست رکھے۔

۱۹ وعنہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ لیس فی القیامۃ راکب غیر اربعۃ فقال فقام رجل الیہ من الانصار فقال فداک ابی وامی یا رسول اللہ انت ومن قال انا علی ناقۃ البراق واخی صالح علی ناقۃ التی عقرت وعمی حمزۃ علی ناقۃ العضباء واخی علی علی ناقۃ من نوق الجنۃ بیدہ لواء الحمد فیقف بین یدی عرش رب العالمین فیقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قال فیقول الادمیون ما ھذا الا ملک مقرب او نبی مرسل او حامل عرش رب العالمین قال فینادی منادٍ من بطنان العرش یا معشر الادمیین ما ھذا ملک مقرب ولا نبی مرسل ولا حامل عرش رب العالمین ھذا الصدیق الاکبر علی ابن ابی طالب۔ نیز انہیں حضرتؑ سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن چار شخصوں کے سوا اور کوئی سوار نہ ہوگا۔ اسوقت انصار میں سے ایک شخص نے اٹھکر عرض کی۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں۔ ایک تو آپ

ہونگے۔ فرمائیے اور کون کون ہونگے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ میں ناقہ براق پر سوار ہونگا۔ اور میرے بھائی صالح پیغمبر اس ناقہ پر سوار ہونگے۔ جس کو ان کی قوم نے پے کر دیا تھا۔ اور میرے چچا حمزہؓ ناقہ عضبا پر سوار ہونگے۔ اور میرے بھائی علی ایک بہشتی ناقے پر سوار ہونگے۔ اور اس کے ہاتھ میں علم حمد ہوگا۔ اور عرش پروردگار عالمین کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان سے کہیگا۔ اس وقت تمام آدمی کہینگے یہ تو کوئی فرشتہ مقرب ہے۔ یا کوئی پیغمبر مرسل ہے۔ یا عرش پروردگار عالمین کا اٹھانیوالا فرشتہ ہے۔ تب وسط عرش سے ایک منادی ندا کریگا۔ اے آدمیو۔ یہ نہ تو مقرب فرشتہ ہے۔ اور نہ پیغمبر مرسل۔ اور نہ عرش پروردگار عالمین کا اٹھانیوالا فرشتہ۔ بلکہ یہ صدیق اکبر علیؑ ابن ابیطالب ہے +

۲۰۔ وعن عکرمۃ عن ابن عباسؓ قال خط رسول اللہ فی الارض خطوطا اربعۃ ثم قال اتدرون ما ھذا قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال افضل نساء اھل الجنۃ خدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمدؐ ومریم بنت عمران وآسیۃ بنت مزاحم امراۃ فرعون + اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے زمین پر چار خط (لکیریں) کھینچے۔ پھر صحابہ سے فرمایا۔ تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ بہشتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہؑ بنت خویلد اور فاطمہؑ بنت محمدؐ اور مریمؑ بنت عمران اور آسیہؑ بنت مزاحم زوجہ فرعون ہیں +

۲۱۔ وعن احمد بن حنبل قال رایت رسول اللہؐ فی النوم فقال لی یا احمد ھلکت فی قول الشافعی محمد بن ادریس عن حدیثی من حفظ من امتی اربعین حدیثا من السنۃ کنت لہ شفیعا یوم القیامۃ ما عرفت ان فضائل اھلبیتی من السنۃ + اور امام احمد بن حنبل سے روایت ہے۔ کہ میں نے جناب رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے احمد تو محمد بن ادریس شافعی کے اس قول میں ہلاک ہوگیا۔ کہ اس نے میری اس حدیث کو بیان کیا تھا۔ کہ جو کوئی میری امت میں سے میری سنت کی چالیس حدیثیں حفظ کریگا۔ قیامت کے دن میں اس شخص کی شفاعت

کرونگا۔ تو یہ سمجھا کہ میری اہلبیتؑ کے فضائل میری سنت میں داخل ہیں +

۲۲ عن عایشہ بنت عبداللہ بن عاصمی التیمی بمدینۃ رسول اللہ وکانت مجاورۃ بھا قالت حدثنی ابی عن وائل عن نافع عن ام سلمہؓ انھا قالت سمعت رسول اللہ یقول ما من قوم اجتمعوا یذکرون فضائل محمد وال محمد الا ھبطت الملٰئکۃ من السماء حتی الحقوا بھم یحدثھم فاذا تفرقوا عرجت الملٰئکۃ الی السماء فیقول لھم الملٰئکۃ الاخر انا نشم نحن منکم ما شممنا رایحۃ اطیب منھا فیقولون انا کنا عند قوم یذکرون فضل محمد وال محمد فعطرنا من ریحھم فیقولون اھبطوا بنا الیھم فیقولون انھم قد تفرقوا فیقولون اھبطوا بنا الی المکان الذی کانوا فیہ + عایشہ دختر عبداللہ بن عاصمی تیمی جو مدینہ رسولخدا میں مجاور تھی۔ بیان کرتی ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا۔ اور اس نے وائل سے اور وائل نے نافع سے اور نافع نے ام سلمہؓ زوجہ رسولخدا سے روایت کی ہے۔ کہ ام سلمہؓ کہتی ہیں۔ کہ میں نے رسولخدا سے یہ سنا ہے۔ کہ جب لوگ فضائل محمدؐ وال محمدؐ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ تو فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں۔ اور اس ذکر میں ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگ فارغ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ تو وہ فرشتے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ تب اور فرشتے ان فرشتوں سے کہتے ہیں۔ ہم تم سے ایسی خوشبو سونگھتے ہیں۔ کہ اس سے پاکیزہ تر خوشبو ہم نے کبھی نہیں سونگھی۔ وہ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ کہ ہم ایسے لوگوں کے پاس موجود تھے۔ جو فضائل محمدؐ وآل محمدؐ کا ذکر کرتے تھے۔ پس انکی بوئے خوش سے ہم معطر ہو گئے۔ یہ بات سن کر وہ فرشتے ان سے کہتے ہیں۔ کہ ہم کو بھی وہاں لیچلو۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ تب وہ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ ہم کو اس مکان ہی میں لیچلو۔ جہاں وہ موجود تھے (اور ذکر فضائل محمدؐ وآل محمدؐ کرتے تھے)

۲۳ وعن الامام جعفر بن محمد الصادق عن آبائہ علیھم السلام عن رسول اللہ انہ قال من احبنا اھل البیت فلیحمد اللہ علی اولی النعم قیل وما اولی النعم قال طیب الولادۃ ولا یحبنا الا من طابت ولادتہ + اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے

روایت کی ہے۔ کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی ہم اہلبیتؑ کو دوست رکھے۔ اس کو چاہیے۔ کہ اولے النعم یعنی بہترین نعمت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرے صحابؓ میں سے کسی نے عرض کی۔ کہ اولے النعم کیا چیز ہے۔ فرمایا پیدایش کا پاکیزہ ہونا یعنی حلال زادہ ہونا اور ہم اہلبیتؑ کو وہی شخص دوست رکھتا ہے۔ جو طیب الولادہ یعنی حلال زادہ ہو گا

۲۴ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہؐ الزموا مودتنا اھل البیت فان من لقی اللہ وھو یودنا دخل الجنۃ معنا والذی نفس محمدؐ بیدہ لا ینفع عبداً عملہ الا بمعرفۃ حقنا + اور جابر انصاریؓ سے مروی ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا اے میری امت کے لوگو۔ اور اے صحابہ ہم اہلبیتؑ کی دوستی کو لازم پکڑو۔ کیونکہ جو کوئی اللہ سے ملاقات کرے درآنحالیکہ وہ ہم کو دوست رکھتا ہو۔ وہ ہمارے ہمراہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ کہ کسی بندے کو اس کا عمل کچھ نفع نہ دیگا۔ مگر ہمارے حق کی معرفت کے ساتھ + (یعنی ہمارے حق کی معرفت کے بغیر کسی شخص کو اپنے عمل سے کچھ نفع نہ ہو گا)

۲۵ وعن جبیر ابن مطعم قال قال رسول اللہؐ الست بولیکم قالوا بلیٰ یارسول اللہؐ قال علیہ السلام انی اوشک ان ادعیٰ فاجیب فانی تارک فیکم الثقلین کتاب ربنا وعترتی اھلبیتی فانظروا کیف تحفظونی فیھما + اور جبیر ابن مطعم سے روایت ہے۔ کہ رسولخداؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے صحابہ کیا میں تمہارا حاکم اور مختار نہیں ہوں۔ انہوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ۔ ہاں۔ آپ ہمارے حاکم اور مختار ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ میں عنقریب (دربار خدا میں) طلب کیا جاؤنگا۔ اور میں اس (طلبی) کو قبول کرونگا۔ (یعنی میری رحلت قریب ہے) پس میں تمہارے درمیان دو نفیس اور گرانبہا چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک ہمارے پروردگار کی کتاب یعنی قرآن ہے۔ دوسری میری عترت واہلبیتؑ۔ پس تم دیکھو۔ کہ ان کے بارے میں تم میری کیونکر رعایت کرتے ہو +

المودة الثالثة فی فضائل امیر المومنین علی علیہ السّلام والصلوٰة اجمالاً

تیسری مودت بیچ فضائل امیر المومنین علی علیہ السلام والصلوٰة کے بیان میں

۱۔ عن عطاء قال سئلت عایشة عن علیؑ قالت ذلک خیر البشر لایشک الّا کافر۔

عطا بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے عایشہ بی بی سے علی علیہ السلام کی بابت سوال کیا۔ جواب دیا۔ کہ وہ (علیؑ) خیر البشر یعنی تمام آدمیوں سے بہتر ہیں۔ کافر کے سوا اور کوئی اس امر میں شک نہ کریگا

۲۔ وعن علیؑ قال قال رسول اللہ لی۔ انت خیر البشر ما شک فیہ الّا کافر۔

اور جناب امیر المومنینؑ سے روایت ہے۔ کہ رسولخداؐ نے مجھ سے فرمایا اے علیؑ تم خیر البشر ہو اس امر میں کافر کے سوا اور کوئی شک نہ کریگا +

۳۔ وعن حذیفةؓ قال قال رسول اللہ علیؑ خیر البشر من ابیٰ فقد کفر اور حذیفہؓ یمانی سے مروی ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ علیؑ خیر البشر ہے۔ جس نے اس امر کا انکار کیا۔ وہ کافر ہو گیا +

۴۔ وعن امیر المومنین علیؑ قال قال رسول اللہؐ بغض علیؑ کفرٌ و بغض بنی ھاشم نفاقٌ اور امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ علیؑ سے بغض رکھنا کفر ہے۔ اور بنی ہاشم سے بغض رکھنا نفاق ہے +

۵۔ وعنہ عن النبیؐ لا یحب علیاً الّا مومنٌ ولا یبغضہ الّا کافرٌ نیز جناب امیرؑ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ علیؑ کو دوست نہیں رکھتا۔ مگر مومن۔ اور اس سے بغض نہیں رکھتا۔ مگر کافر + (یعنی علی کا دوست مومن ہے۔ اور اس کا دشمن کافر ہے)

۶۔ وعنہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ انّ اللہ اشرف علی الدنیا فاختارنی علی رجال العالمین ثم اطلع الثانیة فاختارک علی رجال العالمین ثم اطلع الثالثة فاختار الائمة من ولدک علی رجال العالمین ثم اطلع الرابعة فاختار فاطمة علی نساء العالمین + نیز جناب امیرؑ سے مروی ہے۔ کہ رسولخداؐ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ

نے دنیا کو دیکھا - اور مجکو تمام عالم کے مردوں میں سے منتخب کیا - پھر دوسری بار دنیا کو دیکھا - اور اے علیؑ تم کو تمام عالم کے مردوں پر ترجیح دی - بعد ازاں تیسری دفعہ دنیا کو دیکھا اور اماموں کو جو تمہاری اولاد میں سے ہونگے - تمام عالم کے مردوں میں سے منتخب کیا - پھر چوتھی بار دنیا پر نگاہ کی - اور فاطمہؑ کو تمام عالم کی عورتوں میں سے منتخب کیا

۷ وعنہ علیہ السلام ایضاً قال قال رسول اللہ من سب علیاً فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ - اور انہی حضرتؑ سے روایت ہے - کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے علیؑ کو گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی - اور جس نے مجھ کو گالی دی - اُس نے خدا کو گالی دی ٭

۸ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ علیؑ خیر البشر من شک فیہ فقد کفر - اور جابر انصاری سے روایت ہے - کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ علیؑ سب آدمیوں سے بہتر ہے جو کوئی اسمیں شک کرے - وہ کافر ہے ٭

۹ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ علیؑ باب حطۃ من دخل فیہ کان مومناً ومن خرج عنہ کان کافراً ٭ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے - کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے - کہ علیؑ بنی اسرائیل کے دروازہ حطہ کی مانند ہے - کہ جو کوئی اس دروازے میں داخل ہوا وہ مومن تھا - اور جو اس سے باہر رہا - وہ کافر تھا ٭ اسی طرح جو کوئی اس امت میں علیؑ کی متابعت میں داخل ہوگا - وہ مومن ہے - اور جو علیؑ کی متابعت سے باہر رہیگا - وہ کافر ہے

۱۰ وعن الامام الباقر محمد بن علی عن ابائہ علیہم السلام انہ سئل رسول اللہ عن خیر الناس فقال خیرھا و اتقاھا و افضلھا و اقربھا من الجنۃ اقربھا منی ولا اتقی ولا اقرب الی من علی ابن ابیطالب علیہ السلام ٭ امام محمد علیہ السلام اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کرتے ہیں - کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خیر الناس یعنی بہترین مردم کی بابت پوچھا گیا - یعنی یہ دریافت کیا گیا - کہ سب آدمیوں سے بہتر آدمی کون ہے حضرتؐ نے جواب میں فرمایا - کہ تمام لوگوں سے بہتر اور سب سے زیادہ تر متقی اور سب سے

افضل اور سب سے زیادہ جنت کے قریب ہونے والا وہ شخص ہے جو مجھ سے زیادہ قریب ہونیوالا ہے۔ اور تم میں سے کوئی شخص بھی علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے زیادہ تر متقی اور اس سے بڑھ کر میرا قریبی نہیں ہے (یعنی علیؑ ابن ابیطالب سب آدمیوں سے بہتر اور افضل ہے)

۱۱ وعن جمیع بن عمیر قال قلنا لعایشۃ کیف کان منزلۃ علیؑ من رسول اللہ قالت کان اکرم رجالنا علی رسول اللہ ÷ اور جمیع بن عمیر بیان کرتا ہے۔ کہ ہم نے عایشہ بی بی سے پوچھا کہ جناب رسولخدا کے نزدیک علیؑ کا مرتبہ کیسا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ علیؑ رسولخدا کے نزدیک ہمارے تمام مردوں سے زیادہ تر معزز اور مکرم تھے ÷

۱۲ وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ خیر رجالکم علیؑ ابن ابیطالب وخیر شبانکم الحسنؑ والحسینؑ وخیر نسائکم فاطمۃ بنت محمد علیہم الصلوۃ والسلام اور ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے۔ کہ تمہارے تمام مردوں سے بہتر علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ اور تمہارے تمام جوانوں سے بہتر حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اور تمہاری تمام عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمدؐ ہے ÷

۱۳ وعن عروۃ عن عایشۃ قالت قال رسول اللہ ان اللہ قد عہد الیّ انّ من خرج علی علیؑ فھو کافر فی النار واجدر بالنار قیل لم خرجت علیہ قالت انا نسیت ھذا الحدیث یوم الجمل حتی ذکرتہ بالبصرۃ وانا استغفر اللہ ÷ اور عروہ نے عایشہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسولخدا نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے عہد کر لیا ہے۔ کہ جو کوئی علیؑ پر خروج کریگا۔ یعنی اس سے لڑیگا۔ وہ کافر ہے۔ اور دوزخ میں جائیگا۔ اور وہ آتش دوزخ ہی کے زیادہ تر لایق ہے۔ اسوقت کسی نے عایشہ سے پوچھا۔ پھر تو نے کیوں ان پر خروج کیا۔ جواب دیا کہ جنگ جمل کے دن مجکو یہ حدیث بھول گئی تھی یہاں تک کہ بصرہ میں جا کر یاد آئی۔ اور میں اللہ سے بخشش طلب کرتی ہوں ÷

۱۴؎ وعن ابی سالم ابن ابی الجعد قال قلت لجابرٍ حدثنی عن علیؑ قال کان من خیر البشر
قال قلت یاجابر ما تقول فی من یبغض علیاً قال ما یبغضہ الا کافر + اور ابو سالم ابن الجعد
بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے جابر انصاریؓ سے کہا۔ مجھ سے علی علیہ السلام کا حال بیان کر + اس
نے جواب دیا۔ کہ علیؑ خیر البشر ہے۔ راوی ناقل ہے۔ کہ میں نے جابرؓ سے کہا۔ تو اس شخص کے
بارے میں کیا کہتا ہے۔ کہ جو علیؑ سے بغض رکھے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اس سے بغض نہیں
رکھتا مگر کافر + (یعنی علیؑ سے بغض رکھنے والا کافر ہے)

۱۵؎ عن ھاشم بن البرید قال قال عبد اللہ ابن مسعود قرأت سبعین سورۃ
من فی رسول اللہ وقرءت البقیۃ علی اعلم ھذہ الامۃ بعد نبینا علی ابن
ابیطالب ۔ ہاشم بن برید سے مروی ہے۔ کہ عبد اللہ ابن مسعود نے بیان کیا۔ کہ میں نے
قرآن کی ستر سورتیں رسولخداؐ کے منہ سے سیکھی ہیں اور باقی سورتیں علی ابن ابیطالب علیہ السلام
سے۔ جو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام امت سے زیادہ تر عالم ہیں +

۱۶؎ وعن محمد بن سالم البزار قال کنتُ مع سعید ابن المسیب فی الروضۃ یوم
الجمعۃ فجاء خطیبٌ من بنی امیۃ علیھم اللعنۃ فصعد المنبر فذکر امیر المومنین
وقال ان رسول اللہ لم یدنہ من محبتہ وانما ادناہ لیکف شرہ قال کان ابن
المسیب لعن علیہ فاتہ منو عام عزبا فقال اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم
من نطفۃ ثم سواک رجلاً ثم اخذ ثوبہ علی فیہ فقالوا مالک یا ابا محمد والامام من
بنی امیۃ فقال واللہ ما ادری ما قال الا انی سمعتُ رسول اللہ یقول من القبر
ھذا القول فقلتہ کما قالؐ + محمد بن سالم بزار سے روایت ہے۔ کہ میں جمعہ کے دن سعید بن
مسیب کے ہمراہ آنحضرتؐ کے روضہ مبارک میں تھا۔ پس بنی امیہ میں سے ایک خطیب وہاں
آیا۔ اور منبر پر گیا۔ اور امیر المومنینؑ کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ رسولخداؐ نے علیؑ کو اس کی محبت کے
سبب اپنا مقرب نہیں بنایا تھا۔ بلکہ صرف (معاذ اللہ) اس کے شر سے بچنے کے لئے اس کو

اپنے قریب کیا تھا۔ محمد بن سالم کہتا ہے۔ کہ سعید ابن مسیب نے اس پر لعنت کی۔ اور اس کو منع کرتا ہوا اور خوف زدہ ہو کر اس خطیب کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا۔ آیا تو اس خدا کا منکر ہو گیا۔ جس نے تجھ کو پہلے خاک سے پھر نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر تجکو مرد صورت بنایا۔ اسکے بعد ابن مسیب نے اپنا کپڑا اس کے منہ پر رکھا یعنی کپڑے سے اسکا منہ بند کر دیا۔ یہ حال دیکھکر حاضرین نے اس سے کہا۔ اے ابو محمد تجھے کیا ہوا۔ یہ کیا کرتا ہے۔ حالانکہ امام بنی امیہ میں سے ہے۔ ابن مسیب نے جواب دیا۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔ اس نے کیا کہا۔ مگر یہ کہ میں نے رسول خدا کو سنا۔ کہ اپنی قبر مبارک سے یہ بات (جو میں نے بیان کی) فرما رہے ہیں۔ پس جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا۔ میں نے اس (خطیب) سے بیان کر دیا۔

۱۷ وعن ام ھانی بنت عبد المطلب قالت قال رسول اللہ افضل البریۃ عند اللہ تعالیٰ من نام فی قبرہ ولم یشک فی علیٍ وذریتہ انھم خیر البریۃ۔ اور ام ہانی دختر ابو طالب سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل مخلوقات وہ شخص ہے۔ جو اپنی قبر میں سو گئے۔ درآنحالیکہ وہ علیؑ اور اسکی ذریت طاہرہ کی بابت اس بات میں شک نہ رکھتا ہو۔ کہ وہ خیر البریہ یعنی تمام مخلوق سے بہتر اور برتر ہیں۔

۱۸ وعن جابرؓ قال ما شک فیہ الا کافر یعنی علیاً وقال واللہ ما کنا نعرف منافقین فی عہد رسول اللہ الا ببغضہم علیاً۔ اور جابر انصاریؓ سے مروی ہے۔ کہ علیؑ کے باب میں کافر کے سوا اور کوئی شک نہیں کرتا۔ نیز جابر کہتے ہیں۔ کہ ہم عہد رسول خداؐ میں منافقوں کو جو ہم میں موجود تھے فقط ان کے علیؑ کو دشمن رکھنے کے سبب سے پہچانا کرتے تھے۔

۱۹ وعن سعید بن جبیر قال کنت اقود ابن عباسؓ بعد ما ذھب بصرہ من المسجد فمر بقوم یسبون علیاً فقال ردنی الیھم فرددتہ الیھم فقال ایکم ساب اللہ فقالوا سبحان اللہ من سب اللہ فقد کفر فقال ایکم سب علیاً قالوا اما ھذا فقد کان فقال اشھد باللہ واللہ لقد سمعت رسول اللہ یقول من سب علیاً فقد سبنی

ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ ورسولہ یوشک ان یاخذہ ثم
انصرف یعنی ابن عباس ۔ اور سعید بن جبیر بیان کرتا ہے ۔ کہ میں ایک دن ابن عباسؓ کو
ان کے اندھا ہو جانے کے بعد ہاتھ پکڑ کر مسجد سے لیجا رہا تھا ۔ اثنائے راہ میں وہ ایک جماعت
پر گزرے ۔ جو علیؓ کو گالیاں دے رہے تھے ۔ تب ابن عباس نے مجھ سے کہا ۔ کہ مجھکو ان لوگوں
کے پاس لے چل ۔ میں ان کو وہاں لے گیا ۔ تب انہوں نے ان لوگوں سے پوچھا ۔ تم میں سے
کون شخص اللہ کو گالیاں دے رہا ہے ۔ وہ بولے ۔ بزرگ و برتر ہے وہ خدا ۔ جو کوئی خدا کو گالیاں
دے ۔ وہ کافر ہو جاتا ہے ۔ پھر ابن عباسؓ نے ان سے کہا ۔ کہ تم میں سے کون شخص علیؑ کو گالیاں
دیتا ہے ۔ وہ بولے ۔ یہ تو البتہ ہوا ہے ۔ تب ابن عباسؓ نے کہا ۔ کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں ۔ خدا
کی قسم میں نے رسولخدا کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جسنے علیؑ کو گالی دی ۔ اسنے مجھکو گالی دی ۔ اور جس نے مجھکو گالی
دی ۔ اس نے خدا کو گالی دی ۔ اور جس نے اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو گالی دی ۔ عنقریب اللہ
تعالےٰ اس سے مواخذہ کریگا ۔ یہ کہکر ابن عباسؓ وہاں سے چلدیے ۔

المودۃ الرابعۃ ان علیاً علیہ السلام امیر المومنین و سید الوصیین و حجۃ اللہ عز و جل علی العالمین

چوتھی مودت اس بیان میں کہ علی علیہ السلام امیر المومنین یعنی تمام مومنوں کے حاکم اور سید الوصیین
یعنی تمام اوصیا کے سردار اور تمام عالم پر خدائے بزرگ و برتر کی حجت ہیں ۔

۱ عن محمد بن الحسنؑ بن علیؑ عن ابیہ عن جدہ عن النبیؐ قال ان فی اللوح المحفوظ
تحت العرش مکتوباً علی ابن ابیطالب امیر المومنین ۔ محمد بن حسنؑ بن علیؑ
نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
ہے ۔ کہ عرش کے نیچے لوح محفوظ میں لکھا ہے ۔ کہ علی ابن ابیطالب امیر المومنینؑ
یعنی تمام مومنوں کے حاکم ہیں ۔

۲ وعن انسؓ قال کنت مع النبیؐ فاقبل علیؑ فقال النبیؐ ھذا حجۃ اللہ علی
امتی یوم القیامۃ عند اللہ ۔ اور انسؓ بیان کرتا ہے ۔ کہ میں پیغمبر خداؐ کے ہمراہ حاضر

تھا کہ علی علیہ السلام آگئے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ قیامت کے دن میری امت پر خدا کی حجت ہوگا۔

۳۔ عن عباسؓ نظر النبیؐ الی علیؑ فقال انت سید فی الدنیا و سید فی الاخرۃ من احبّك فقد احبّنی حبیبك حبیبی و حبیبی حبیب اللہ و عدوّك عدوّی و عدوّی عدوّ اللہ والویل لمن ابغضك من بعدی۔ اور عباسؓ عم رسولِ خدا سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کی طرف دیکھکر فرمایا۔ اے علیؑ تم دنیا میں بھی سردار ہو اور آخرت میں بھی سردار ہو۔ جو کوئی تم کو دوست رکھتا ہے۔ وہ مجکو بھی دوست رکھتا ہے۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے۔ اور میرا دوست خدا کا دوست ہے۔ اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے۔ اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اور عذاب ہے اس شخص کے لئے جو میرے بعد تم سے بغض رکھے +

۴۔ وعن ابن عباسؓ قال دعانی رسول اللہ فقال لی ابشرك ان اللہ ایدنی بسید الاولین والاخرین والوصیین علیؑ فجعلہ کفوی فان اردت ان تتورع وتشفع فاتبعہ۔ اور ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ مجکو رسولِ خدا نے بلایا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ میں تم کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمام پہلوں اور پچھلوں اور سب وصیوں کے سردار علی ابن ابیطالب کے ساتھ مجکو مدد دی۔ اور اس کو میرا ہمسر بنایا۔ پس اگر تم پرہیزگار بننا اور نفع اٹھانا چاہو۔ تو اس کی پیروی کرو +

۵۔ وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ لکل نبی وصیٌّ و وارثٌ وان علیًا وصیی ووارثی۔ اور بریدہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک پیغمبر کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے۔ اور علیؑ میرا وصی اور وارث ہے +

۶۔ وعن حذیفۃؓ قال قال رسول اللہ لو علم الناس ان علیًا متی سمی امیر المومنین ما انکروا فضلہ سمی امیر المومنین وادمؑ بین الروح والجسد + اور حذیفہ یمانیؓ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ علیؑ کب امیر المومنین

کے نام سے نامزد ہوئے۔ تو کبھی انکی فضیلت کا انکار نہ کریں۔ علی اس وقت امیرالمومنین کے نام سے نامزد ہوئے۔ جبکہ آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے۔ (یعنی روح ان کے بدن میں داخل نہ ہوئی تھی)

۷ وعن ابی ھریرۃ قال قیل یارسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ قال قبل ان یخلق اللہ آدم ونفخ الروح فیہ وقال واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالت الارواح بلی فقال اللہ انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ سے کسی نے پوچھا۔ یارسول اللہ نبوت آپ کے لیے کب لازم کی گئی۔ فرمایا۔ اس وقت سے پہلے جبکہ خدا نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اور روح ان کے جسم میں پھونکی۔ اور خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ اے محمدؐ اس وقت کو یاد کر۔ جبکہ تیرے پروردگار نے بنی آدم سے انکی اولاد کو انکی پشتوں سے نکالکر عہد لیا۔ اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ کیا۔ اور ان سے کہا۔ کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ تو روحوں نے عرض کی۔ ہاں تو ہمارا پروردگار ہے۔ تب اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ میں تمہارا پروردگار ہوں۔ اور محمد تمہارا پیغمبر ہے۔ اور علی تمہارا امیر اور حاکم ہے

۸ وعن عقبہ بن عامر الجھنی قال بایعنا رسول اللہ علی قول ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً نبیہ وعلیاً وصیہ فای من الثلثۃ ترکناہ کفرنا وقال صلعم لنا احبوا ھذا یعنی علیاً فان اللہ یحبہ واستحیوا منہ فان اللہ یستحیی منہ اور عقبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے۔ کہ ہمنے اس قول پر رسولخداؐ سے بیعت کی۔ کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے۔ وہ واحد ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اور محمدؐ اس کا پیغمبر ہے۔ اور علیؑ آنحضرتؐ کا وصی ہے۔ پس ان تینوں (شرطوں) میں سے کسی ایک کو اگر ہم ترک کردیں تو کافر ہو جائینگے۔ اور آنحضرتؐ نے ہم سے فرمایا۔ تم اس کو یعنی علیؑ ابن ابیطالب کو دوست رکھو۔ کیونکہ خدا بھی اس کو دوست رکھتا ہے۔ اور

اس سے حیا کرو۔ کیونکہ خدا بھی اس سے حیا کرتا ہے ۔

۹ وعن علیؑ قال قال رسول اللہ ان اللہ جعل لکل نبی وصیاً جعل شیث وصی آدم و یوشع وصی موسیٰ شمعون وصی عیسیٰ وعلیاً وصیتی و وصیتی خیر الاوصیاء فی البداء وانا الداعی وھو المضئی۔ اور علیؑ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک پیغمبر کے لئے ایک وصی مقرر کیا ہے۔ شیثؑ کو حضرت آدمؑ کا وصی بنایا ہے۔ اور یوشعؑ کو حضرت موسیٰؑ کا وصی۔ اور شمعونؑ کو حضرت عیسےٰؑ کا وصی۔ اور علیؑ کو میرا وصی مقرر کیا ہے۔ اور میرا وصی روز ازل میں تمام وصیوں سے بہتر ہے اور میں خلق خدا کو خدا کی طرف بلانیوالا ہوں۔ اور وہ یعنی علیؑ روشنی دینے والا۔ یعنی نور ہدایت پھیلانیوالا ہے ۔

۱۰ وعنہ علیہ السلام قال قال لی رسول اللہ یا علی انت تبرء ذمتی وانت خلیفتی علی امتی نیز جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ تم مجھ کو بری الذمہ کرو گے۔ اور تم میری امت پر میرے خلیفہ ہو ۔

۱۱ وعن انسؓ قال قال رسول اللہ یا انس انطلق فادع لی سید العرب یعنی علیاً فقالت عایشۃ الست سید العرب فقال انا سید ولد آدم ولا فخر وعلی سید العرب فلما جاءہ ارسلنی رسول اللہ الی انصار فاتوہ فقال لھم یا معشر الانصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی قالوا بلی یا رسول اللہ قال ھذا علی فاحبوہ لحبی واکرموہ لکرامتی فان جبرئیل امرنی بالذی قلت لکم عن اللہ ۔ اور انسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے انسؓ جاؤ۔ سردار عرب یعنی علیؑ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ آنحضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر عایشہ نے عرض کی۔ یا حضرتؐ آپ سردار عرب نہیں ہیں؟ فرمایا میں بنی آدم کا سردار ہوں۔ اور فخر نہیں کرتا۔ اور علیؑ سردار عرب ہے۔ جب علیؑ حاضر خدمت ہوئے۔ تو آنحضرتؐ نے مجھ کو انصار کے بلانے کو بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوئے۔ تو ان سے مخاطب

ہو کر فرمایا۔ اے گروہ انصار کیا میں تم کو اس چیز کی طرف ہدایت نہ کردوں۔ کہ اگر تم اس سے تمسک کرو گے (یعنی دل سے اس کی اطاعت کرو گے)۔ تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ انصار نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایئے۔ فرمایا۔ یہ علی ہے۔ پس تم میری محبت کے لئے اس کو دوست رکھو۔ اور میری تعظیم و تکریم کے لئے اس کی تعظیم و تکریم کرو۔ پس جبرئیل میرے پاس آئے۔ اور جو کچھ میں نے تم سے کہا۔ خدا کی طرف سے مجھ کو اس پر مامور کیا۔ (یعنی اس بات کے پہنچانے کا مجکو حکم دیا)۔

پانچویں مودت

المودة الخامسة فی ان علیاً کان مولیٰ من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولاہ

پانچویں مودت اس امر کے بیان میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص کے مولا ہیں۔ علی بھی اس کے مولا ہیں۔

۱ عن ابی الحمراء خادم رسول اللہ قال بعد کبر سنہ لواحدٍ من رفقائہ لاحدثنك ما سمعت اذنای ورأت عینای اقبل رسول اللہ حتی دخل علی عائشة فقال لها ادعی لی سید العرب فبعثت الی ابی بکر فدعته فجاء حتی کان کرأی العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندها حتی دخل علی حفصة فقال لها ادعی لی سید العرب فبعثت الی عمر فدعته حتی اذا صار کرأی العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندها حتی اذا دخل علی ام سلمة وکانت من خیرهن وقال لها ادعی لی سید العرب فبعثت الی علی فدعته ثم قال لی یا ابا الحمراء رح ائتنی بمائة من قریشٍ وثمانین من العرب وستین من الموالی واربعین من اولاد الحبشة فلما اجتمع الناس قال لی ائتنی بصحیفة من ادمٍ فاتیته بها ثم اقامهم مثل صف الصلوٰة فقال معاشر الناس الیس اللہ اولیٰ بی من نفسی یامرنی وینهانی مالی علی اللہ امر ولا نهی قالوا بلیٰ یا رسول اللہ فقال الست اولیٰ بکم من انفسکم امرکم وانهاکم مالکم علی امر ولا نهی قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال فقال من کان اللہ مولاہ وانا مولاہ فهذا علی مولاہ یامرکم وینهاکم مالکم علیہ امر

وکلاهمی اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله اللهم
انت شهید علیهم انی قد بلغت ونصحت ثم امر فقرئت الصحیفة علینا ثلاثا ثم قال
من شاء ان یقیله ثلثا فقلنا نعوذ بالله وبرسوله ان نستقیله ثلثا ثم ادرج الصحیفة
وختمها بخواتیمهم ثم قال یا علی خذ الصحیفة الیک فمن نکث لک فاتله بالصحیفة
فاکون انا خصیمه ثم تلا هذه الایة ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدها وقد جعلتم الله
علیکم کفیلا لاتکونوا کبنی اسرائیل اذا شددوا علی انفسهم فشدد الله علیهم ثم تلی فمن
نکث فانما ینکث علی نفسه الایة۔ ابوالحمراء خادم رسول خدا نے اپنے بوڑھا ہونے کے
بعد اپنے ایک رفیق سے کہا۔ کہ میں تجھ سے وہ بات بیان کرتا ہوں۔ جو میرے ان دونو کانوں
نے سنی۔ اور میری دونو آنکھوں نے دیکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ رسول خدا روانہ ہوئے۔ یہاں تک
کہ عایشہ بی بی کے ہاں تشریف لائے۔ اور اس سے فرمایا۔ کہ سردار عرب کو میرے پاس
بلاوے۔ اس نے آدمی بھیجکر ابوبکر کو بلوایا۔ جب وہ آئے۔ اور حضرت کے سامنے ہوئے۔ تو دیکھنے
سے معلوم ہوا کہ آپ کو کسی اور کو بلانا مقصود ہے۔ پھر آنحضرت وہاں سے باہر آئے۔
اور چلتے چلتے حفصہ بی بی کے گھر آئے۔ اور فرمایا۔ سردار عرب کو میرے پاس بلوا دے۔ اس نے
عمر کو بلوایا جب وہ حاضر ہوئے۔ تو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حضرت کو کسی اور ہی کا بلانا منظور
ہے۔ پھر وہاں سے باہر تشریف لائے۔ اور ام سلمہؓ کے گھر میں آئے۔ اور یہ بی بی آنحضرت
کی سب بیبیوں سے بہتر تھیں۔ اور ان سے فرمایا۔ اے ام سلمہ سردار عرب کو میرے پاس
بلواوے۔ اس پاک دامن نے حضرت علیؑ کو بلوایا۔ جب وہ آئے۔ تو حضرت نے مجھ سے
ارشاد فرمایا کہ اے ابوالحمراء جاؤ۔ اور ستر اہل قریش اور اسی اہل عرب اور ساٹھ غلاموں اور
چالیس اہل حبش کو بلا لاؤ۔ آخرکار جب سب لوگ جمع ہو گئے۔ تو مجھ سے فرمایا چمڑے کا
صحیفہ اٹھا لاؤ۔ میں نے صحیفہ لاکر حضرت کو دیا۔ پھر حضرت نے ان سب آدمیوں کو
نماز کی صف کی طرح کھڑا کیا۔ اور فرمایا اے لوگو۔ آیا اللہ تعالے میرے نفس کا مجھ سے زیادہ

اختیار نہیں رکھتا ہے۔ اور وہ مجکو امر ونہی فرماتا ہے۔ اور مجکو خدا پر امر ونہی کرنے کا ذرا اختیار نہیں حاضرین نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ۔ بیشک ایسا ہی ہے پھر فرمایا۔ اے لوگو۔ کیا مجکو تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ تر اختیار حاصل نہیں ہے؟ اور میں تم پر امر ونہی کرتا ہوں۔ اور تم کو مجھ پر امر ونہی کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ۔ ایسا ہی ہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا۔ جس کسی کا کہ خدا حاکم ومختار ہے۔ اور جس کسی کا کہ میں حاکم ومختار ہوں۔ یہ علیؑ بھی اس کا حاکم ومختار ہے۔ یہ تم پر امر ونہی کر سکتا ہے۔ اور تم کو اس کے اوپر امر ونہی کرنیکا اختیار نہیں ہے۔ اے خدا جو کوئی اس (علیؑ) کو دوست رکھے۔ تو بھی اس کو دوست رکھ۔ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس کو دشمن رکھ۔ اور جو کوئی اس کی نصرت ویاری کرے۔ تو بھی اس کی نصرت ویاری کر۔ اور جو کوئی اس کی نصرت ویاری کو ترک کرے۔ تو بھی اس کی نصرت ویاری ترک کر۔ اے خدا تو ان کے اوپر میرا گواہ ہے۔ کہ میں نے تیرا حکم ان کو پہنچا دیا۔ اور ان کو نصیحت کردی۔ بعد ازاں حضرتؐ کے حکم سے وہ صحیفہ تین بار پڑھکر ہمکو سنایا گیا۔ پھر تین بار ارشاد فرمایا۔ اس عہد کو کون توڑنا چاہتا ہے؟ ہم نے عرض کی۔ کہ ہم اس عہد کے توڑنے اور فسخ کرنے میں خدا اور اس کے رسولؐ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور تین بار یہی فقرہ دہرایا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس صحیفہ کو لپیٹا۔ اور ان سب لوگوں کی مہریں اس کے اوپر لگوائیں۔ پھر فرمایا۔ اے علیؑ اس صحیفہ کو اپنے پاس رکھو۔ پس جو کوئی تیرے اس عہد کو توڑ ڈالے۔ اس سے اس صحیفہ کے مطابق جنگ کرنا۔ میں اس کا دشمن ہونگا۔ اور اس سے جھگڑا کروں گا۔ پھر آیہ وَلَا تَنقُضُوا أَيْمَانَكُمْ الآیہ تلاوت فرمائی۔ یعنی اے لوگو۔ اپنی قسموں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔ حالانکہ تم نے اللہ کو اپنا کفیل اور ذمہ دار ٹھیرایا ہے اگر ایسا کروگے۔ تو تم بنی اسرائیل کی مانند ہو جاؤ گے۔ کہ جب انہوں نے اپنے نفسوں پر سختی کی۔ تو اللہ تعالے نے بھی ان پر سختی کی۔ پھر حضرتؐ نے فَمَن نَّكَثَ الآیہ پڑھی۔

یعنی جو کوئی بیعت کو توڑتا ہے۔ وہ اس بیعت شکنی سے اپنے نفس ہی پر وبال ڈالتا ہے +

۲۔ وعن ابی عبد اللہ الشیبانی قال بینما انا جالسٌ عند زیدابن ارقم فی مسجد ارقم اذ جاء رجل فقال ایکم زید بن ارقم فقال القوم ھذا زیدٌ فقال اُنشِدُکَ بالّذِی لاالٰہ الّا ھو اَسمِعتَ رسولَ اللہ یقولُ مَن کُنتُ مولاہ فعلیٌّ مولاہ اللّٰھم وَالِ مَنْ والاہ وعادِ من عاداہ قال نعم + اور عبد اللہ شیبانی بیان کرتا ہے۔ کہ میں مسجد ارقم میں زید بن ارقم کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک شخص وہاں آیا۔ اور بولا۔ تم میں سے زید بن ارقم کونسا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ ہے زید۔ تب اس شخص نے زید سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے زید میں تجھ کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں۔ جس کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے۔ کیا تو نے رسولخداؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جس شخص کا میں مولا اور مختار ہوں۔ علیؑ بھی اس کا مولا اور مختار ہے۔ اے خدا تو اس شخص کو دوست رکھ۔ جو علیؑ سے دوستی رکھے۔ اور جو کوئی اس سے عداوت رکھے۔ تو بھی اس کو دشمن رکھ۔ زید بن ارقم نے کہا بیشک میں نے سنا ہے

۳۔ وعن ابی ھریرۃ قال من صام یوم الثامن عشر من ذی الحجۃ کان لہ کصیام ستین شھراً۔ وھو الیوم الذی اخذ فیہ رسولُ اللہ بید علیؑ فی غدیر خم فقال من کنت مولاہ فعلیٌّ مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اور ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ کہ جو کوئی ماہ ذالحجہ کی اٹھارھویں تاریخ کو روزہ رکھے اس کو ساٹھ مہینے کے روزے رکھنے کا ثواب ملیگا۔ اور یہ وہ دن ہے۔ جس میں رسولخدا نے غدیر خم کے مقام پر علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا۔ جس کسی کا میں مالک و مختار ہوں۔ علیؑ بھی اس کا مالک و مختار ہے۔ اے خدا جو کوئی اس (علیؑ) کو دوست رکھے۔ تو بھی اس کو دوست رکھ۔ اور جو کوئی اس سے دشمنی کرے تو بھی اس کو دشمن رکھ۔ اور جو کوئی اس کی نصرت کرے۔ تو بھی اس کی نصرت کر۔ اور جو کوئی اس کی نصرت نہ کرے۔ تو بھی اس کی نصرت نہ کر +

ک وعن الباقر عن آبائہ علیہم السلام مثل ذلک بل روی کثیر من الصحابۃ فی اماکن مختلفۃ ھذا الخبر- اور امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنے آبائے علیہم السلام کی زبانی یہ حدیث اسی طرح پر منقول ہے بلکہ اکثر صحابہ نے مختلف مقاموں میں اس حدیث کو روایت کیا ہے

۵ وعن عمر ابن الخطاب قال نصب رسول اللہ علیاً علماً فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت شہیدی علیہم- ثم قال یعنی عمر وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول اللہ لابن عمہ عقداً لایحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ الطیب الریح وقال کذا وکذا قال النبی نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یؤکد علیکم ما قلتہ فی علی- اور عمر بن خطاب سے مروی ہے- کہ رسولخدا نے علی کو بطور نشان ہدایت کے نصب کیا- اور ارشاد فرمایا- کہ جس کسی کا کہ میں مالک و مختار ہوں- علی بھی اس کا مالک و مختار ہے- اے خدا جو کوئی اس کو دوست رکھے- تو بھی اس کو دوست رکھ- اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے- تو بھی اس سے دشمنی کر- اور جو کوئی اس کی نصرت نہ کرے- تو بھی اس کی نصرت نہ کر- اور جو کوئی اس کی مدد کرے- تو بھی اس کی مدد کر- اے خدا تو ان پر میرا گواہ ہے- راوی حدیث عمر ابن خطاب بیان کرتے ہیں- کہ اس وقت میرے پہلو میں ایک جوان نہایت خوبرو اور پاکیزہ بو موجود تھا- اس نے مجھ سے کہا- اے عمر- البتہ رسولخدا نے اپنے چچازاد بھائی کے لئے ایک گرہ باندھی ہے- کہ منافق کے سوا اور کوئی اس گرہ کو نہ کھولیگا- اے عمر خبردار کہیں تم اس گرہ کو نہ کھولنا- عمر فرماتے ہیں- کہ میں نے رسولخدا سے عرض کی- کہ جب آپ نے علی کی بابت بیان کیا- تو میرے پہلو میں ایک جوان خوبصورت اور پاکیزہ بو تھا- اور اس نے ایسا اور ایسا مجھ سے کہا- حضرت نے فرمایا- اے عمر ہاں- وہ اولاد آدم میں سے نہیں- بلکہ وہ جبرئیل تھے- اس نے ارادہ کیا- کہ جو کچھ میں نے علی کے باب میں کہا ہے- اس کی بابت تم کو تاکید کردے+

۷ وعن البراء ابن عازب قال اقبلت مع رسول اللہ فی حجۃ الوداع فلما کان بغدیر خم نودی الصلوٰۃ جامعۃ فجلس رسول اللہ تحت شجرۃ واخذ بید علی وقال الست اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی یا رسول اللہ فقال الا من انا مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر فقال ھنیئا لک یا علی ابن ابیطالب اصبحت مولائی ومولی کل مومن ومومنۃ وفیہ انزلت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الایۃ اور براء بن عازب بیان کرتا ہے۔ کہ میں حجۃ الوداع میں رسولخدا کے ہمراہ گیا تھا۔ جب حضرت غدیر خم کے مقام پر پہنچے۔ تو منادی نے صلوٰۃ جامعہ کی آواز دی۔ آخرکار رسولخدا ایک درخت کے نیچے جلوہ فرما ہوگئے۔ اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ اے حاضرین۔ کیا میں مومنوں پر ان کے نفسوں سے زیادہ تر اختیار نہیں رکھتا ہوں۔ سب نے عرض کی۔ یا رسول اللہ بیشک آپ کو زیادہ اختیار ہے۔ تب حضرت نے فرمایا۔ اے لوگو۔ آگاہ ہو جس شخص کا میں مالک و مختار ہوں۔ علی بھی اس کا مالک و مختار ہے۔ اے خدا جو کوئی اس کو دوست رکھے۔ تو بھی اس کو دوست رکھ۔ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے۔ تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ پھر عمر بن خطاب نے آکر اس (علی) سے ملاقات کی۔ اور کہا۔ اے علی بن ابیطالب تم کو مبارک ہو۔ کہ تم آج میرے اور ہر ایک مومن مرد اور عورت کے مالک اور حاکم ہوگئے۔ اور آیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل ..... الایۃ علی کے باب میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی اے ہمارے رسول جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل کیا گیا ہے۔ اسکو لوگوں کو پہنچا دے۔

۸ وعن عمر ابن الخطاب قال قال رسول اللہ لعلی لو کان البحر مدادا والریاض اقلاما والانس کتابا والجن حسابا ما احصوا فضائلک یا ابا الحسن۔ اور عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ آنحضرت نے علی سے فرمایا۔ کہ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ اور تمام باغ قلم بن جائیں۔ اور تمام انسان کاتب بن جائیں۔ اور تمام جن حساب کریں۔ تو بھی اے ابو الحسن تمہارے فضائل کو شمار نہ کرسکیں

۹ وعن سلمان الفارسیؓ قال قال رسول اللہؐ اعلم امتی من بعدی علی ابن ابیطالب
اور سلمان فارسیؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد میری امت میں سب سے
زیادہ عالم علی ابن ابیطالب ہے +

۱۰ وعن جابرؓ قال سمعتہ رسول اللہؐ یقول یوم الحدیبیتہ وھو اخذ بید علی
ھٰذا امام البررۃ وقاتل الکفرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ یمدّ بھا
بصوتہ + اور جابر انصاریؓ سے مروی ہے۔ کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے۔ کہ حدیبیہ کے
دن علیؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے بآواز بلند فرماتے تھے۔ کہ علیؑ نیکوں کا پیشوا ہے۔ اور کافروں
کا قاتل۔ جو کوئی اس کی نصرت کریگا۔ خدا بھی اس کی نصرت کریگا۔ اور جو کوئی اس کی نصرت
کو ترک کریگا۔ خدا بھی اس کی نصرت کو ترک کردیگا +

۱۱ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہؐ لن تضلوا ولن تھلکوا وانتم تحت کفّ علی
واذا خالفتموہ فقد ضلّت بکم الطرق والاھواء فی الغی فاتقوا اللہ فی ذمۃ اللہ فان
ذمۃ اللہ علی ابن ابیطالب + اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے
اے لوگو۔ جب تک کہ تم علیؑ کے زیر دست یعنی اس کے تابع فرمان رہوگے۔ تب تک کبھی گمراہ
نہ ہوگے۔ اور ہرگز ہلاک نہ ہوگے۔ اور جب تم اسکی مخالفت کروگے۔ تو راہیں تم سے گم
ہو جائینگی۔ یعنی گمراہ ہو جاؤگے۔ اور نفسانی خواہشیں تمکو سرکشی میں ڈالدینگی۔ پس تم ذمۃ اللہ
یعنی عہد خدا کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ اور ذمۃ اللہ علیؑ ابن ابیطالب ہے +

۱۲ وعن ابی امامۃ الباھلی قال قال رسول اللہؐ یاتی الناس یوم القیامۃ بالاعمال
ولا ینفعھم الا من قبلت اناد علی ابن ابیطالب عملہ بعد قبول الامامۃ۔ اور ابو امامہ باہلی
سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن سب لوگ اپنے اپنے اعمال لیکر
آئینگے۔ مگر وہ اعمال ان کو کچھ نفع نہ دینگے۔ سوا اس شخص کے جس کے عمل کو قبول امامت
علی ابن ابیطالبؑ کے بعد میں اور علیؑ ابن ابیطالب قبول کرینگے +

۱۳ وعن فاطمة قالت قال رسول الله من کنت ولیه فعلی ولیه ومن کنت امامه فعلی امامه۔ اور حضرت فاطمہؑ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کا میں والی اور حاکم ہوں۔ علیؑ بھی اس کا والی اور حاکم ہے۔ اور جس کا کہ میں امام اور پیشوا ہوں علیؑ بھی اس کا امام اور پیشوا ہے +

۱۴ وعن ام سلمة قالت قال رسول الله لولم یخلق علی ما کان لفاطمة کفو۔ اور ام سلمہؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر علیؑ پیدا نہ ہوتے۔ تو فاطمہؑ کے لئے کوئی کفو (جوڑ) نہ ہوتا +

۱۵ وعن علقمة بن قیس والاسود بن یزید قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا یا ابا ایوب ان الله اکرمک بنبیک اذ اوحی الی راحلته فبرکت الی بابک فکان رسول الله صنع لک فضیلة فضلک بها اخبرنا بمخرجک مع علی تقاتل اهل لا اله الا الله فقال ابو ایوب فانی اقسم بکما بالله لقد کان رسول الله معی فی هذا البیت الذی انتما فیه معی وما فی البیت غیر رسول الله وعلی جالس عن یمینه وانا جالس عن یساره وانس قائم بین یدیه اذا حرک الباب فقال رسول الله انظر الی الباب من بالباب فخرج انس فقال یا رسول الله هذا عمار فقال رسول الله افتح لعمار الطیب المطیب ففتح انس الباب فدخل عمار علی رسول الله قال یا عمار ستکون فی امتی من بعدی هنات حتی یختلف السیف فیما بینهم حتی یقتل بعضهم بعضا فاذا رایت ذلک فعلیک بهذا الاصلع عن یمینی یعنی علیا ابن ابیطالب ان سلک الناس کلهم وادیا وسلک علی وادیا فاسلک وادی علی وخل عن الناس یا عمار علی لا یردک عن هدی ولا یدلک علی ردی یا عمار طاعة علی طاعتی وطاعتی طاعة الله۔ اور علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم دونو ابو ایوب انصاری کے پاس گئے۔ اور اس سے کہا اے ابو ایوب اللہ تعالے نے تم کو تمہارے پیغمبر کے سبب عزت بخشی۔ جبکہ اس جل جلالہ نے آنحضرتؐ کے ناقہ کو وحی کی۔ اور

وہ تیرے دروازے پر بیٹھ گیا۔ پس رسولخدا نے تم کو وہ فضیلت عطا کی جس سے تم ممتاز ہو گئے اب تم علی کے ساتھ اپنے (جنگ صفین میں) جانے کا حال بیان کرو جبکہ تم کلمہ گویوں کے ساتھ جنگ کرتے تھے۔ ابو ایوب نے جواب میں کہا۔ کہ میں تم سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ایک روز رسولخدا میرے ساتھ اسی گھر میں جس میں اب تم میرے پاس موجود ہو۔ تشریف رکھتے تھے۔ اور اس گھر میں آنحضرت اور علی اور میرے اور انس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ علی حضرت کے دائیں طرف بیٹھے تھے۔ اور میں آپ کے بائیں تھا اور انس حضرت کے سامنے کھڑے تھے کہ یکایک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت نے انس سے فرمایا جاؤ دیکھو۔ دروازے پر کون ہے انس گئے۔ اور آکر عرض کی یارسول اللہ عمار یاسر ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ عمار پاک و پاکیزہ کے لئے دروازہ کھولدو۔ انس نے دروازہ کھولدیا۔ اور عمار اندر آکر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے عمار عنقریب میری امت میں بہت سخت ناگفتہ بہ باتیں وقوع میں آئینگی۔ یہانتک کہ ان میں باہم تلوار چلیگی۔ اور بعضے بعضوں کو قتل کرینگے۔ جب تم ایسا حال مشاہدہ کرو۔ تو تم کو اس اصلع[1] کی جو میرے دائیں طرف بیٹھا ہے۔ یعنی علی ابن ابیطالب کی پیروی لازم ہے۔ اگر تمام لوگ ایک وادی (میدان) میں چلیں۔ اور علی ایک اور وادی میں۔ تو تم بھی علی والی وادی میں چلنا۔ اور سب لوگوں کو چھوڑ دینا۔ اے عمار۔ علی تم کو راہ ہدایت سے نہ پھیریگا۔ اور ہلاکت کی راہ کی طرف رہبری نہ کریگا۔ اے عمار علی کی اطاعت عین میری اطاعت ہے۔ اور میری اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے +

۱۶ وعن ابی جعفر الباقر علیہ السلام فی قولہ یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ الایۃ یعنی ولایۃ علی والاوصیاء من بعدہ + اور امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ آیہ یا ایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ (اے ایمان والو سب کے سب سلم میں داخل ہو) میں سلم سے مراد علی اور ان کے اوصیاء علیہم السلام کی ولایت ہے۔ جو علی کے بعد ہوئے +

[1] اصلع وہ شخص جس کے سر کے آگے کی طرف بال نہ ہوں ۱۲ منہ

چھٹی مودت

المودة السادسة فی ان علیاً اخو رسول اللہ و وزیرہ وطاعتہ طاعۃ اللہ

چھٹی مودت اس امر کے بیان میں کہ علی رسولخدا کے بھائی اور ان کے وزیر ہیں - اور انکی اطاعت خدا کی اطاعت ہے +

۱ عن جابرؓ قال قال رسول اللہ رایت علی باب الجنۃ مکتوباً لا الہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ وعلیٌ ولی اللہ اخو رسول اللہ - اور جابرؓ انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے - کہ میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا ہے - لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی ولی اللہ اخو رسول اللہ یعنی خدا کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے - اور محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں - اور علیؑ ولی خدا رسولخدا کے بھائی ہیں +

۲ وعن انسؓ قال قال رسول اللہ ان اللہ اصطفانی علی الانبیاء فاختارنی واختار لی وصیاً واخترت ابن عمی وصیی وشد بہ عضدی کما شد عضد موسیٰ باخیہ ہارون وھو خلیفتی ووزیری ولو کان بعدی نبیاً لکان علیٌ نبیاً - اور انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے مجھکو تمام انبیاء میں سے چنا - اور مجھکو ترجیح دی - اور میرے واسطے ایک وصی منتخب کیا - اور میں نے اپنے چچیرے بھائی کو اپنا وصی اختیار کیا - اور خدا نے اس سے میرے بازو کو مضبوط کیا - جیسے موسےؑ کا بازو اس کے بھائی ہارون سے مضبوط کیا تھا - اور وہ میرا خلیفہ اور میرا وزیر ہے - اور اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا - تو بے شک علیؑ ابن ابیطالب پیغمبر ہوتے +

۳ عن ابی موسیٰ الحمیدی قال کنتُ مع رسول اللہ فی نصف عرفۃ ومعہ ابوبکر وعمر وعثمان ونفرٌ من اصحابہ وعلیٌ معہ فالتفت الی ابوبکر فقال یا ابابکر ھذا الذی تراہ وزیری فی السماء ووزیری فی الارض یعنی علیؑ ابن ابیطالب فان احببت ان تلقی اللہ ثم وھو عنک راضٍ فارض علیاً فان رضاہٗ رضاء اللہ وغضبہٗ غضب اللہ - ابوموسی حمیدی بیان کرتا ہے - کہ میں نصف عرفہ میں رسولخدا کے ساتھ تھا -

اور ابوبکر عمر عثمان اور دیگر چند اصحاب اور علیؑ آپ کے ہمراہ تھے۔ آنحضرتؐ نے ابوبکر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے ابوبکر یہ شخص جسکو تو دیکھتا ہے یعنی علیؑ ابن ابیطالب آسمان میں میرا وزیر ہے۔ اور زمین میں میرا وزیر ہے۔ اگر تو چاہے۔ کہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے۔ کہ وہ تجھ سے رضامند ہو۔ تو علیؑ کو رضامند کر۔ کیونکہ اس کی خوشنودی خدا کی خوشنودی ہے۔ اور اس کا غضب عین غضب خداوندی ہے +

۴ وعن عمر بن الخطاب قال ان رسول اللہؐ لما عقد المواخاة بین اصحابہ قال ھذا علیٌ اخی فی الدنیا والاخرة وخلیفتی فی اھلی ووصیی فی امتی ووارث علمی وقاضی دینی مالہ منی مالی منہ نفعہ نفعی وضرہ ضرہ ی من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی + اور عمر بن خطاب سے مروی ہے۔ کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب میں مواخات (یعنی دو دو میں بھائی چارا) کرائی۔ تو فرمایا۔ یہ علیؑ دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اور میری اہلبیتؑ میں میرا جانشین ہے اور میری امت میں میرا وصی ہے اور میرے علم کا وارث اور میرے دین کا ادا کرنے والا۔ (یا میرے دین کا حاکم ہے۔ اس کا مال میرا مال ہے۔ اور میرا مال اس کا مال ہے۔ اس کا نفع میرا نفع ہے۔ اور اس کا نقصان میرا نقصان جس نے اس کو دوست رکھا اس نے مجکو دوست رکھا۔ جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا +

۵ وعن ابی لیلی الغفاری قال قال رسول اللہؐ ستکون من بعدی فتنة فاذا کان ذلک فالزموا علیاً فانہ الفاروق بین الحق والباطل کذا فی الفردوس + اور ابو لیلےٰ غفاری سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ عنقریب میرے بعد ایک فتنہ برپا ہوگا جب وہ فتنہ وقوع میں آئے۔ تو تم علیؑ کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرنا۔ کیونکہ وہ حق اور باطل کے درمیان خوب فرق کرنیوالا ہے۔ کتاب فردوس الاخبار دیلمی میں اسی طرح مروی ہے +

۶ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہؐ ان اللہ افترض طاعتی وطاعتنا ھل بیتی

علی الناس خاصۃ وعلی الخلق کافۃ قیل یا رسول اللہ فما الناس وما الخلق قال الناس اہل مکۃ والخلق خلق اللہ من ذی روح۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری اطاعت اور میری اہلبیتؑ کی اطاعت لوگوں پر خاص کر اور تمام مخلوقات پر کلا فرض کی ہے۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ ناس اور خلق سے یہاں کیا مراد ہے۔ فرمایا۔ ناس سے اہل مکہ مراد ہیں۔ اور خلق سے خدا کی تمام جاندار مخلوق مراد ہے +

۷ وعن علی المرتضیٰ قال قال لی رسول اللہ یا علی انی احب لک ما احب لنفسی واکرہ لک ما اکرہ لنفسی اور علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا اے علیؑ میں تمہارے واسطے اس چیز کو پسند کرتا ہوں۔ جسکو اپنے واسطے پسند کرتا ہوں۔ اور تمہارے لئے اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں۔ جس کو اپنے نفس کے لئے ناپسند کرتا ہوں +

۸ وعنہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ لما اسری بی الی السماء تلقتنی الملٰئکۃ بالبشارۃ فی کل سماء حتی لقینی جبرئیل فی محفلۃ من الملائکۃ فقال یا محمدؐ لو اجتمع امتک علی حب علی ابن ابیطالب ما خلق اللہ النار۔ نیز انہی حضرتؑ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ جب شب معراج مجھکو آسمان کی سیر کرائی گئی۔ تو ہر ایک آسمان میں فرشتے آکر مجھکو خوشخبری دیتے تھے۔ یہانتک کہ جبرئیلؑ ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ مجھ سے ملے۔ اور کہا۔ اے محمدؐ اگر تمہاری امت علی ابن ابیطالب کی محبت پر مجتمع ہوتی۔ یعنی اگر ساری امت علیؑ کو دوست رکھتی۔ تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا +

۹ وعن عمر ابن الخطاب قال قال رسول اللہ لو اجتمع الناس علی حب علی ابن ابیطالب لما خلق اللہ النار۔ اور عمر بن الخطاب سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر لوگ علی ابن ابیطالب کی محبت پر جمع ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو ہرگز پیدا نہ کرتا +

۱۰ وعن الزہری قال سمعت انسؓ بن مالک یقول واللہ الذی لا الٰہ الا ہو سمعت رسول اللہ یقول عنوان صحیفۃ المومن حب علی ابن ابیطالب علیہ السلام + اور زہری

کہتا ہے۔ کہ انس بن مالک کہتا تھا۔ کہ میں قسم کھاتا ہوں۔ اس خدا کی جس کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے۔ البتہ میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ مومن کے نامۂ اعمال کا سرنامہ (شروع) علی ابن ابیطالب کی محبت ہے ٭

۱۱ وعن علیؑ ابن ابیطالب قال قال رسول اللہ ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل سمہم لنا قال علیؑ منہم ثلاثا وسلمانؓ وابوذرؓ والمقدادؓ ٭ اور علیؑ ابن ابیطالب سے روایت ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو چار شخصوں کی محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور مجکو خبر دی ہے۔ کہ وہ (خدا) انکو دوست رکھتا ہے۔ اصحاب میں سے کسی نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ ان کے نام ہمارے سامنے بیان کیجئے۔ فرمایا۔ علیؑ ان میں سے ہے۔ علیؑ ان میں سے ہے علیؑ ان میں سے ہے۔ اور سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ ٭

۱۲ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ مکتوب علی باب الجنۃ لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السمٰوات والارض بالفی عامٍ ٭ اور جابرؓ انصاری سے روایت ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جنت کے دروازے پر لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ اخو رسول اللہ (اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے۔ محمدؐ خدا کا رسول ہے علیؑ رسول خدا کا بھائی ہے) آسمانوں اور زمین کی پیدایش سے دو ہزار برس پہلے لکھا گیا ٭

۱۳ وعن ابی رافع عن ابیہ لما کان یوم احد نادی مناد لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علیؑ ٭ اور ابو رافع نے اپنے باپ کی زبانی روایت کی ہے۔ کہ جنگ احد کے دن ایک منادی نے یہ آواز دی۔ لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علیؑ یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں ہے۔ اور علیؑ کے سوا اور کوئی جوانمرد نہیں ہے۔ یعنی ذوالفقار سی کوئی تلوار نہیں ہے۔ اور علیؑ سا کوئی جوانمرد نہیں ہے ٭

۱۴ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ حب علیؑ یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب اور ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ علیؑ کی دوستی گناہوں کو اس

طرح کھا جاتی ہے ۔ جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے +

۱۵ وعن عمرؓ قال قال رسول اللہ حُبُّ علیٍ براءۃٌ من النار + عمر بن خطاب سے مروی ہے ۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے ۔ کہ علیؑ کی محبت دوزخ سے نجات پانے کا پروانہ ہے +

۱۶ وعن علیؑ قال قال رسول اللہ من احبک یا علی کان مع النبیین فی درجتہم یوم القیامۃ ومن مات ویبغضک فلا یبالی مات یہودیًا او نصرانیًا + اور علی علیہ السلام سے روایت ہے ۔ کہ رسولخداؐ نے مجھ سے فرمایا ۔ اے علیؑ جو کوئی تمکو دوست رکھے ۔ وہ قیامت کے دن پیغمبروں کے ہمراہ ان کے درجہ میں ہوگا ۔ اور جو کوئی مر جائے ۔ درآنحالیکہ تم سے بغض رکھتا ہو ۔ پس وہ اس امر کی کچھ پروانہ کرے کہ وہ یہودی کی موت مرا یا نصرانی کی ۔

۱۷ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ ان اللہ جعل ذریۃ کل نبیٍ فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علیٍ ابن ابیطالب ۔ اور جابرؓ انصاری سے مروی ہے ۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک پیغمبر کی اولاد اسی پیغمبر کی پشت میں مقرر کی ہے ۔ اور میری اولاد کو علیؑ ابن ابیطالب کی پشت میں رکھا ہے +

۱۸ وعن علی ن المرتضیٰ علیہ السلام قال قال رسول اللہ کفُّ علیٍ کفی ۔ اور علی مرتضیٰؑ سے روایت ہے ۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے ۔ کہ علیؑ کی ہتھیلی میری ہتھیلی ہے +

۱۹ وعن ابی بکرؓ قال قال رسول اللہ یا ابابکرؓ کفی وکف علیٍ فی العدل سوائٌ + اور ابوبکر سے روایت ہے ۔ کہ جناب رسولخداؐ نے مجھ سے فرمایا ۔ اے ابوبکر میری ہتھیلی اور علیؑ کی ہتھیلی دونو مساوی ہیں + یعنی دونو کا ایک درجہ ہے +

۲۰ وعن معاذؓ قال قال رسول اللہ حبُّ علیٍ حسنۃٌ لا یضر معہا سیئۃٌ وبغضہ سیئۃٌ لا ینفع معہا حسنۃٌ اور معاذ سے روایت ہے ۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے ۔ کہ علیؑ کی دوستی ایسی نیکی ہے ۔ کہ اس کے ہوتے کوئی بدی ضرر نہیں پہنچاتی ۔ اور اس کی دشمنی ایسی بدی ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی نیکی نفع نہیں دیتی +

۲۱ وعن محمد بن الحنفیہ قال قال رسول اللہ ان اللہ جعل علیاً قائد المسلمین الی الجنۃ بہ یدخلون الجنۃ وبہ یدخلون النار وبہ یعذبون یوم القیامۃ قلنا کیف ذلک قال علیہ السلام بحبتہ یدخلون الجنۃ وببغضہ یدخلون النار ویعذبون + اور محمد بن حنیفہ سے مروی ہے۔ کہ رسولخدا نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالے نے علیؑ کو جنت کی طرف مسلمانوں کا پیش رو مقرر کیا ہے۔ اسی کے سبب سے (محب) جنت میں داخل ہونگے۔ اور اسی کے سبب سے (دشمن) داخل دوزخ ہونگے۔ اور اسی کے سبب بروز قیامت دشمنان دین کو عذاب دیا جائیگا۔ صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ اس کی کیفیت ارشاد فرمایئے۔ اور فرمایا۔ اس کی محبت کے سبب اس کے محب جنت میں داخل ہونگے۔ اور اسکی دشمنی کے سبب اس کے دشمن دوزخ میں جائینگے اور عذاب پائینگے +

۲۲ وعن علی بن المرتضیٰ قال قال رسول اللہ لو ان عبداً عبد اللہ تعالیٰ مثل ما قام نوح فی قومہ وکان لہ مثل احدٍ ذھباً فانفق فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی حج الف عام علی قدمیہ ثم بین الصفا والمروۃ قتل مظلوماً ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلھا۔ اور علی مرتضےٰ علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ رسولخدا نے مجھے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص اتنی مدت خدا کی عبادت کرے۔ جتنی مدت کہ نوحؑ اپنی قوم میں رہے۔ اور کوہ احد کے برابر سونا اس کے پاس موجود ہو۔ اور وہ اس کو راہ خدا میں صرف کرے۔ اور خدا اس کی عمر کو اتنی زیادہ کرے۔ کہ پیدل چلکر ہزار برس حج کرے۔ بعد ازاں صفا اور مروہ کے درمیان حالت مظلومی میں قتل کیا جائے۔ اور اے علیؑ وہ تم کو دوست نہ رکھتا ہو۔ وہ کبھی جنت کی بو تک بھی نہ سونگھے گا۔ اور اس میں ہرگز داخل نہ ہوگا +

۲۳ وعن عبد اللہ ابن سلام قال قلت یا رسول اللہ اخبرنی عن لواء الحمد ما صفتہ قال علیہ السلام طولہ الف عام عمودہ یاقوتۃ حمراء قبضتہ من لولوءِ ونشرہ زمرد خضراء لہ ثلث ذوائب ذابۃ بالمشرق وذابۃ بالمغرب والثالثۃ

فی وسط الدنیا مکتوب علیہا ثلثۃ اسطر السطر الاول بسم اللہ الرحمن الرحیم
والسطر الثانی الحمد للہ رب العالمین والسطر الثالث لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علی ولی اللہ طول کل سطر الف یوم قال صدقت یا رسول اللہ فمن یحمل ذلک
قال محملہا الذی یحمل لوائی فی الدنیا علی ابن ابیطالب ومن کتب اللہ اسمہ قبل ان
یخلق السموات والارض قال صدقت یا رسول اللہ فمن یستظل تحت لوائک قال
المومنون اولیاء اللہ وشیعۃ الحق وشیعتی ومحبی وشیعۃ علی ومحبوہ وانصارہ
فطوبی لہم وحسن مآب وویل لمن کذبنی فی علی او کذب علیا او نازعہ فی مقامہ الذی
اقامہ اللہ فیہ۔ اور عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے۔ کہ میں نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض
کی یا رسول اللہ۔ مجکو علم حمد کی تعریف اور اسکی کیفیت سے آگاہ فرمائیے۔ فرمایا۔ اس کا طول
ہزار برس کی راہ کے برابر ہوگا۔ اور اس کا ستون سرخ یاقوت کا اور اس کا قبضہ سفید موتی کا
اور اس کا پھریرا سبز زمرد کا ہوگا۔ اور اس کے تین گیسو ہونگے۔ ایک گیسو مشرق میں ہوگا اور
دوسرا مغرب میں۔ اور تیسرا وسط دنیا میں۔ ان کے اوپر تین سطریں لکھی ہونگی۔ پہلی سطر
بسم اللہ الرحمن الرحیم ہوگی اور دوسری سطر الحمد للہ رب العالمین اور تیسری سطر لا
الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ہوگی۔ ہر سطر کا طول ہزار دن کی راہ کے برابر
ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ آپنے سچ فرمایا۔ اب یہ فرمائیے۔ اس علم کو کون اٹھائیگا۔
فرمایا۔ اس کو وہ شخص اٹھائیگا۔ جو دنیا میں میرا علم اٹھاتا ہے۔ یعنی علی ابن ابیطالب۔ کہ جس کا
نام اللہ تعالی نے زمین اور آسمانوں کی پیدایش سے پہلے لکھا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
آپنے سچ فرمایا۔ اب یہ فرمائیے۔ آپ کے اس علم کے سایہ میں کون لوگ ہونگے۔ فرمایا۔ مومنین
دوستان خدا۔ اور خدا کے شیعہ۔ اور میرے شیعہ اور میرے محب۔ اور علی کے شیعہ اور ان کے محب
اور انصار یعنی یار و یاور اس علم کے سایہ میں ہونگے۔ پس ان کا حال بہت اچھا ہے۔ اور انکی
بازگشت یعنی ان کا انجام بہت نیک ہے۔ اور عذاب ہے اس شخص کے لئے جو علی کے باب

میں مجکو جھٹلائے۔ یا علیؑ کو میرے باب میں جھٹلائے۔ یا اس مرتبہ میں اس سے جھگڑا کرے جس میں خداوند متعال نے اس کو قائم کیا ہے +

۲۴ وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ اذا فرغ اللہ عن الحساب للعباد یأمر الملکین فیقفان علی الصراط فلا یجوز الصراط احد الا ببراءۃ بولایۃ من علی فمن لم یکن معہ اکبہ اللہ علی وجھہ فی النار + اور ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن جب خدا بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائیگا۔ تو دو فرشتوں کو حکم فرمائیگا۔ اور وہ دونو اگر صراط پر کھڑے ہو جائینگے۔ پس کوئی شخص ولایت علی ابن ابیطالب کا پروانہ پاس ہونے بغیر صراط پر سے نہ گزریگا۔ اور جس کے پاس وہ پروانہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالٰے منہ کے بل جہنم میں اس کو ڈالیگا +

۲۵ وعن ابی رافع مولی رسول اللہ ان رسول اللہ قال من لم یعرف حق علی فھو احد من الثلثۃ اما امہ الزانیۃ او حملتہ امہ من غیر طھر او منافق۔ اور ابو رافع غلام رسولِ خدا سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی علیؑ کے حق کو نہ پہچانے۔ وہ تین شخصوں میں سے کوئی سا ایک ہے۔ یا تو اس کی ماں زانیہ ہے۔ یعنی وہ حرامزادہ ہے یا اس کی ماں حیض و نفاس کے ایام میں حاملہ ہوئی ہے۔ یا وہ منافق ہے +

المودۃ السابعۃ فی فضل علی و فی ان علیاً یقضی دین رسول اللہ وان ایمانہ یرجح علی ایمان الخلائق وانہ اعظم الناس بعد الرسول

ساتویں مودت فضائل علیؑ میں اور اس بیان میں کہ علیؑ رسولِ خدا کا قرض ادا کرنیوالا ہے اور اس کا ایمان جملہ مخلوق کے ایمان پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور وہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے برتر اور افضل ہے +

۱ عن علی بن حسین علیہما السلام عن ابن عمر قال مر سلمان الفارسی وھو یرید ان یعود رجلا ونحن جلوس فی حلقۃ وفینا رجل یقول لو شئت لانبأتکم

بافضل ہذہ الامۃ بعد نبیہا وافضل من ہذین الرجلین ابی بکر وعمر فقام سلمانؓ فقال اما واللہ لو شئت لانبأتکم بافضل ہذہ الامۃ بعد نبیہا وافضل من ہذین الرجلین ابی بکر وعمر ثم مضیٰ سلمانؓ فقیل لہ یا ابا عبد اللہ ما قلت لہ قال سلمانؓ دخلت علیٰ رسول اللہ وھو فی غمرات الموت فقلت یا رسول اللہ ھل اوصیت قال یا سلمانؓ اتدری من الاوصیاء قلت اللہ ورسولہ اعلم قال آدمؑ وکان وصیہ شیثؑ وکان افضل من ترک بعدہ من ولدہ وکان وصی نوحؑ سامؑ وکان افضل من ترکہ بعدہ وکان وصی موسیٰؑ یوشعؑ وکان افضل من ترکہ وکان وصی سلیمانؑ آصف بن برخیا وکان افضل من ترکہ وکان وصی عیسیٰؑ شمعونؑ بن فرخیا وکان افضل من ترک بعدہ وانی اوصیت الی علیؑ وھو افضل من اترکہ بعدی۔

امام علی بن حسین علیہما السلام نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سلمانؓ فارسی کسی شخص کی عیادت کے ارادے سے جا رہے تھے۔ کہ ان کا گزر ہم پر ہوا۔ اور ہم آدمیوں کے حلقہ میں بیٹھے تھے۔ اور ہم میں سے ایک شخص کہہ رہا تھا۔ کہ اگر میں چاہوں۔ تو تم کو ایسے شخص کے حال سے خبر دوں۔ جو ہمارے پیغمبرؐ کے بعد اس ساری امت سے افضل ہے۔ اور ان دونوں شخصوں ابو بکر اور عمر سے برتر اور بہتر ہے۔ پھر اس نے سلمانؓ سے درخواست کی۔ تب سلمانؓ نے کہا۔ آگاہ ہو۔ خدا کی قسم۔ اگر میں چاہوں تو بیشک میں تم کو ایسے شخص کے حال سے آگاہ کروں۔ جو رسول خداؐ کے بعد اس تمام امت سے افضل ہے۔ اور ان دونوں شخصوں ابو بکر اور عمر سے بہتر ہے۔ یہ کہکر سلمانؓ روانہ ہوئے تب لوگوں نے ان سے کہا۔ اے ابو عبد اللہ۔ تم نے بیان نہ کیا۔ سلمانؓ بولے۔ کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آیا آپ نے کسی شخص کو اپنا وصی مقرر کر دیا ہے۔ فرمایا اے سلمانؓ۔ آیا تم اوصیا کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کی۔ کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے۔ اور وہ تمام اولاد آدمؑ سے جو ان کے بعد باقی رہی

بہتر تھے - اور نوحؑ کے وصی سامؑ تھے - جو ان سب سے افضل تھے - جن کو حضرت نوحؑ نے
اپنے بعد چھوڑا - اور حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشعؑ تھے - اور وہ ان سب سے افضل تھے -
جو حضرت موسیٰؑ کے بعد باقی رہے - اور سلیمانؑ کے وصی آصفؑ بن برخیا تھے - اور وہ ان
تمام لوگوں سے جنکو حضرت سلیمانؑ نے اپنے بعد چھوڑا - بہتر تھے - اور حضرت عیسےٰؑ کے وصی
شمعونؑ بن فرخیا تھے - جو ان تمام لوگوں سے بہتر تھے - جو حضرت عیسےٰؑ کے بعد باقی رہے
اور میں نے علیؑ ابن ابیطالبؑ کو اپنا وصی کیا ہے - اور وہ سب لوگوں سے جنکو میں اپنے
بعد چھوڑتا ہوں بہتر اور افضل ہیں +

۲ وعن ابی وائل عن عبد اللہ بن عمر قال اذا اعددنا اصحاب النبی قلنا ابوبکر و عمر
و عثمان فقال رجل یا ابا عبد الرحمٰن فعلیؑ ما ھو قال علیؑ من اھل البیت لا یقاس بہ احد
ھو مع رسول اللہ فی درجتہ ان اللہ یقول الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْہُمْ ذُرِّیَّتُہُمْ بِاِیْمَانٍ
اَلْحَقْنَا بِہِمْ ذُرِّیَّاتِہِمْ ففاطمۃ مع رسول اللہ فی درجتہ و علیؑ معھما - ابو وائل کہتا ہے
کہ عبد اللہ بن عمر نے مجھ سے بیان کیا - کہ جب ہم آنحضرتؐ کے اصحاب کو شمار کرتے تھے - تو کہتے
تھے ابوبکر عمر عثمان - تب ایک شخص نے پوچھا - کہ اے ابو عبد الرحمٰن علیؑ کس طرف ہیں -
ابن عمر نے جواب دیا - کہ علیؑ اہلبیتؑ اطہار میں سے ہیں - اور آنحضرتؐ کے ساتھ ان کے درجہ
میں ہیں - ان کے ساتھ کسی اور شخص کو قیاس نہیں کیا جا سکتا - کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن میں فرماتا
ہے - اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْہُمْ ذُرِّیَّتُہُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِہِمْ ذُرِّیَّتَہُمْ یعنی جو لوگ کہ ایمان
لائے - اور ان کی اولاد نے ایمان میں انکی پیروی کی - ہم ان کی اولاد کو ان سے ملحق کرینگے -
پس فاطمہؑ رسولؐ کے ساتھ ان کے درجہ میں ہیں - اور علیؑ ان دونو کے ساتھ ہیں +

۳ وعن احمد ابن محمد الکروری البغدادی قال سمعت عبد اللہ بن احمد
بن حنبل قال سئلت ابی عن التفضیل فقال ابوبکر و عمر و عثمان ثم سکت فقال
یا ابیت این علی ابن ابیطالب قال ھو من اھل البیت لا یقاس بہ ھولاء + اور احمد

بن محمد کروری بغدادی بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے سنا کہ وہ کہتا تھا۔ کہ میں نے اپنے باپ احمد بن حنبل سے صحابہ کی تفضیل پوچھی۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان۔ اتنا کہکر خاموش ہوگیا۔ عبداللہ نے کہا۔ اے پدر۔ علی ابن ابیطالب کدھر ہیں اس نے جواب دیا کہ علیؑ اہلبیت میں سے ہیں۔ یہ لوگ (ابوبکر و عمر و عثمان) ان کے ساتھ قیاس نہیں کئے جا سکتے (یعنی اصحاب ثلثہ مرتبے میں علی علیہ السلام کے برابر نہیں ہو سکتے)

۴ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہؐ افضل رجال العالمین فی زمانی ھذا علیؑ وافضل نساء العالمین الاولین والآخرین فاطمۃ علیہا السلام + اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ تمام عالم کے مردوں سے افضل میرے عہد میں علیؑ ہے۔ اور تمام عالم کی زنان اولین و آخرین سے بہتر فاطمہ علیہا السلام ہے +

۵ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہؐ یوماً بمحضر المھاجرین والانصار یا علیؑ لو ان احداً عبد اللہ حق عبادتہ ثم شک فیک واھلبیتکؑ انکم افضل الناس کان فی النار + اور جابرؓ انصاری سے روایت ہے۔ کہ ایک روز جناب رسالتمآبؐ نے مہاجرین و انصار کے روبرو علیؑ سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے علیؑ اگر ایک شخص خدا کی ایسی عبادت کرے۔ کہ جو حق عبادت ہے۔ پھر تمہارے اور تمہارے اہلبیتؑ اطہار کے تمام لوگوں سے افضل ہونے میں شک کرے۔ وہ جہنم میں جائیگا +

۶ وعن سلمانؓ قال قال رسول اللہؐ اولکم وارداً علی الحوض واولکم اسلاماً علی ابن ابیطالب + اور سلمان فارسیؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے صحابہ سے فرمایا۔ اے صحابہ تم سب سے پہلے قیامت کے دن جو شخص حوض کوثر پر وارد ہوگا۔ اور جو تم سب سے پہلے ایمان لایا ہے۔ وہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے +

۷ وعن انسؓ قال قال رسول اللہؐ ان اخی ووزیری وخلیفتی فی اھلی وخیر من اترک بعدی یقضی دینی وینجز موعدی علی ابن ابیطالب + اور انسؓ سے

مروی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے۔ کہ میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرے اہلبیتؑ میں میرا خلیفہ اور ان سب لوگوں سے جنکو میں اپنے بعد چھوڑونگا بہتر اور برتر اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا اور میرے وعدوں کو پورا کرنیوالا علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے۔

۲۸ وعن ابی حمزۃ الثمالی رض عن ابی جعفر الباقرؑ عن اٰبائہ علیہما السلام قال لما مرض رسول اللہ فی مرضہ الذی قبض فیہ کان راسہ فی حجر علیؑ والعباس یذب عنہ والبیت غاص بالمہاجرین والانصار فقال یا عم اتقبل وصیتی وتنجز عداتی فقال العباسؓ انا رجل کبیر السن وکثیر العیال فقال علیہ السلام یا علیؑ اتقبل وصیتی وتنجز عداتی فخنق علی العبرۃ وما استطاع ان یجیبہ فاعادہا علیہ فقال علیؑ بابی انت وامی نعم فقال رسول اللہ انت اخی ووصیی ووزیری وخلیفتی ثم قال یا بلال ہلم سیف رسول اللہ ذا الفقار فجاء بہ بلال فوضع بین یدی رسول اللہ ثم قال یا بلال ہلم مغفر رسول اللہ ذا الجبین فجاء بہ فوضعہ ثم قال یا بلال ہلم درع رسول اللہ ذات الفصول فجاء بہا ثم قال یا بلال ہلم فرس رسول اللہ المرتجز فاتی بہ فاو ثقہ ثم قال ہلم ناقۃ رسول اللہ العضبا فجاء بہا فارتقہا ثم قال یا بلال ہلم بردۃ رسول اللہ السحاب فجاء بہا فوضعہا ثم قال یا بلال ہلم قضیب رسول اللہ الممشوق فجاء بہ فوضعہ فلم یزل یدعو بشئی بعد شئی حتی بالعصابۃ التی کان یعصب بہا بطنہ فی الحرب ثم نزع الخاتم فدفعہ الی علیؑ ثم قال یا علیؑ اذہب بہا اجمع فاستودعہا بیتک بشہادۃ المہاجرین والانصار لیس لاحد ان ینازعک فیہا بعدی فانطلق امیر المومنین حتی وضعہا فی منزلہ ثم رجع + اور ابو حمزہ ثمالیؓ سے مروی ہے۔ کہ امام ابو جعفر محمد باقرؑ نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام کی زبانی مجھ سے روایت کی ہے۔ کہ جب جناب رسولخدا مرض الموت میں مبتلا تھے۔ تو حضرتؐ کا سر مبارک علیؑ کی گود میں تھا۔ اور عباسؓ آپ کے جسم اطہر پر سے مکھیاں ہلا رہے تھے۔ اور تمام گھر مہاجرین اور انصار سے پر تھا۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے عباسؓ

سے فرمایا۔ اے چچا۔ کیا تم میری وصیت کو قبول کرو گے۔ اور میرے وعدوں کو پورا کرو گے۔ عباس
نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ۔ میں ایک بڈھا آدمی ہوں۔ اور میرا عیال بہت ہے۔ حضرتؐ نے تین
بار اپنا کلام دہرایا۔ اور حضرت عباسؓ ہر دفعہ یہی جواب دیتے تھے۔ کہ میں بڈھا ہوں۔ اور میرا
کنبہ بہت ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ تم میری وصیت کو قبول کرو گے
اور میرے وعدوں کو پورا کرو گے۔ حضرتؐ کا یہ کلام سنکر جناب امیرؑ کو ایسی رقت گلوگیر ہوئی۔ کہ
جواب نہ دے سکے۔ حضرتؐ نے پھر اسی کلام کو دہرایا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ
میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں۔ ہاں مجھکو قبول ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تم میرے
بھائی اور وصی اور وزیر اور جانشین ہو۔ پھر بلال سے فرمایا۔ اے بلال۔ میری تلوار ذوالفقار لاؤ
بلال نے تلوار لاکر حضرتؐ کے سامنے رکھ دی۔ پھر فرمایا۔ اے بلال۔ میری خود ذوالجبین لاؤ۔ اس نے
خود لاکر حاضر کی۔ پھر فرمایا۔ اے بلال میری زرہ ذات الفضول لاؤ۔ اس نے زرہ حاضر کی۔ پھر
فرمایا۔ اے بلال میرا گھوڑا مرتجز لاؤ۔ اس نے گھوڑا لاکر وہاں باندھ دیا۔ پھر فرمایا۔ اے بلال میرا
ناقہ عضبا لاؤ۔ اس نے ناقہ لاکر اس کا گھٹنا باندھ دیا۔ پھر فرمایا۔ اے بلال میری بردیمانی سحاب نام
لاؤ۔ اس نے لاکر حاضر کی۔ پھر فرمایا۔ اے بلال میرا تازیانہ ممشوق لاؤ۔ اس نے تازیانہ حاضر کیا۔ اور
وہاں رکھ دیا۔ الغرض حضرتؐ باری باری ایک ایک چیز کا نام لیتے تھے۔ یہانتک کہ وہ پٹکا طلب
فرمایا۔ جس سے آپ لڑائی کے وقت شکم مبارک کو باندھا کرتے تھے۔ بعد ازاں اپنی انگوٹھی انگشت
مبارک سے اتار کر علیؑ کو عطا فرمائی۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ یہ تمام چیزیں لیجاؤ۔ اور مہاجرین
و انصار کے روبرو اپنے گھر رکھ آؤ۔ کسی شخص کو اختیار نہیں ہے۔ کہ ان چیزوں میں میرے بعد
تم سے جھگڑا کرے۔ پس امیر المومنینؑ گئے۔ اور وہ تمام چیزیں اپنے گھر رکھ کر دیں واپس آگئے +

۹ وعن ابی صالح عن ابی سعید الخدریؓ وعن ابی ہریرۃ قالا ان رسول اللہ بعث
ابابکر بسورۃ برائۃ فلما بلغ ضجنان سمع بغام ناقۃ علیؑ فعرفہ قال ماشانی قال خیر ان النبی قد
بعثنی ببرائۃ فلما رجعنا انطلق ابوبکر الی رسول اللہ فقال یا رسول اللہ مالی قال خیر وانت

صاحبی فی الغار غیر انہ لایبلغ عنی الّا انا او رجل منی یعنی علیاً علیہ السلام ۔ اور ابو صالح نے ابوسعیدؓ خدری اور ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسولخداؐ نے ابوبکر کو سورۂ برات دیکر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ جب وہ مقام قبعنان میں پہنچے ۔ تو علیؑ کے ناقہ کی آواز سنی ۔ اور ان کو پہچانا۔ اور پوچھا ۔ میرا کیا حال ہے ۔ جناب امیرؑ نے جوابدیا ۔ کہ بہتر ۔ آنحضرتؐ نے مجکو سورۂ برات دیکر روانہ فرمایا ہے ۔ راوی کہتا ہے ۔ کہ جب ہم مدینہ واپس آئے ۔ تو ابوبکر خدمت رسولخداؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے لئے کیا حکم ہے ۔ فرمایا ۔ خیر ۔ اور تم غار میں میرے رفیق ہے ہو ۔ صرف یہ بات ہے کہ میری رسالت کریا تو میں خود پہنچا سکتا ہوں ۔ یا وہ شخص جو مجھ سے ہو ایعنی بمنزلہ میرے ہو) پہنچا سکتا ہے ۔ یعنی علیؑ ابن ابیطالب +

۱۰ وعن عبد اللہ جو یشقہ ابن مرۃ العبری عن جدہ قال اتی عمر ابن خطاب رجلان فسئلاہ عن طلاقِ الامۃِ فانتھے الی حلقۃٍ فیھا رجل اصلع فقال یا اصلع ما ترٰی فی طلاق الامۃ فقال باصابعہ واشار بالسبابۃ والتی یلیھا فالتفت ابن الخطاب الیھما فقال احدھما سبحان اللہ جئناک وانت امیر المؤمنین وسئلناک عن مسئلۃٍ فجئت الی رجلٍ واللہ ما کلمک فقال اتدری من ھذا قالا لا قال عمر ھٰذا علیٌّ ابن ابیطالب اشھد انی سمعت رسولؐ اللہ یقول لوان ایمان اھل السمٰوات والارض وضع فی کفۃٍ ووضع ایمان علیٍّ فی کفۃ لرجح ایمان علیّ ابن ابیطالبؑ + اور عبد اللہ جو یشقہ بن مرہ عیری نے اپنے دادا سے روایت کی ہے ۔ کہ عمر ابن خطاب کے پاس دو شخص طلاق کنیز کا مسئلہ پوچھنے آئے ۔ تب عمر آدمیوں کے ایک حلقہ کے پاس گئے جس میں ایک اصلع شخص موجود تھا اور اس سے کہا ۔ اے اصلع طلاق کنیز کی بابت تیری کیا رائے ہے ۔ اس نے انگلیوں سے جوابدیا ۔ اور کلمے کی انگلی اور بنجھلی انگلی سے اشارہ کیا ۔ اسوقت عمر ابن خطاب ان دونو شخصوں کی طرف متوجہ ہوئے ۔ ان میں سے ایک بولا سبحان اللہ ۔ ہم تیرے پاس آئے تھے ۔ کہ تو امیر المومنین ہے ۔ اور تجھسے ایک مسئلہ پوچھا تھا ۔ اور تو ایک ایسے شخص کے پاس آیا جس نے خدا کی قسم تجھ سے

بات تک بھی نہ کی یہ سن کر عمر نے اس سے کہا۔ تو جانتا ہے۔ یہ کون شخص ہے؟ وہ دونو بولے کہ نہیں۔ عمر نے کہا کہ یہ علیؑ ابن ابیطالب ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ میں نے رسولخداؐ سے سنا ہے۔ کہ وہ حضرت فرماتے تھے۔ کہ اگر آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں کے ایمان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے۔ اور علیؑ کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھکر دونو کو تولا جائے۔ تو علیؑ ابن ابیطالب کا ایمان ہی سب سے بھاری ہوگا +

۱۱ وعن سلمانؓ قال قال رسول اللہؐ اعلم امتی من بعدی علی ابن ابیطالب اور سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد میری امت میں سب سے زیادہ تر صاحب علم علیؑ ابن ابیطالب ہے +

۱۲ وعن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہؐ علیؑ باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ رأفۃ ومودتہ عبادۃ رواہ ابو نعیم باسنادہ ۔ اور ابو ذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ علیؑ میرے علم کا دروازہ ہے۔ اور میرے بعد میرے امت کے لئے اس شریعت کا بیان کرنیوالا ہے۔ جس کے ساتھ خدا نے مجکو بھیجا ہے۔ اس کی محبت ایمان ہے۔ اور اس کی دشمنی نفاق ہے اور اس کی طرف نظر کرنا رأفت ومہربانی ہے۔ اور اسکی دوستی عبادت ہے۔ حافظ ابو نعیم نے اپنے اسناد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے +

۱۳ وعن سفیان الثوری عن منصور عن ابراھیم النخعی عن علقمۃ قال کنت عند عبداللہ ابن مسعود فسئل عن علیؑ فقال قال رسول اللہؐ قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علیؑ تسعۃ اجزاء والناس جزءً واحداً ۔ اور ابو سفیان ثوری نے منصور سے اور اس نے ابراہیم نخعی سے اور اس نے علقمہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے۔ کہ میں عبداللہ ابن مسعود کے پاس موجود تھا کسی نے اس سے علیؑ کی بابت دریافت کیا۔ عبداللہ نے جوابدیا۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ حکمت کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا

ان میں سے نو حصے علیؑ کو عطا کئے گئے۔ اور ایک باقی آدمیوں کو۔

۱۴ وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ ان اللہ جمع فی و فی اھلبیتی الفضل والشرف والسخاء والشجاعۃ والعلم والحلم وان لنا الاخرۃ ولکم الدنیا۔ اور ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے اہلبیت میں فضل اور شرف اور سخاوت اور شجاعت اور حلم اور علم کو جمع فرمایا ہے۔ اور آخرت خاص ہمارے واسطے ہے۔ اور دنیا تمہارے واسطے۔

۱۵ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابھا۔ اور جابرؓ انصاری سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں۔ اور علیؑ اس شہر کا دروازہ ہے۔

۱۶ وعنہؓ قال قال رسول اللہ لعلیؑ یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ نیز جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسے موسیٰؑ کے نزدیک ہارونؑ کا مرتبہ تھا۔ مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا (ورنہ تم بھی پیغمبر ہوتے)

۱۷ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ قسم العلم عشرۃ اجزاء فاعطی علیؑ منہا تسعۃ وھو بالجزء العاشر اعلم من الناس۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے علم کے دس حصے کئے ان میں سے نو حصے خاص علیؑ کو عطا فرمائے۔ (اور دسواں حصہ سب پر تقسیم کیا)۔ اور وہ یعنی علیؑ دسویں حصے میں بھی سب آدمیوں سے زیادہ عالم ہے (یعنی دسویں حصے میں سب کے ساتھ شامل ہے۔ اور اس میں سب سے زیادہ حصہ پایا ہے)

۱۸ وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ علیؑ منی بمنزلۃ راسی من بدنی۔ اور ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ علیؑ مجھ سے ایسا ہے جیسے میرے بدن کے واسطے میرا سر ہے۔

۱۹ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ لاخیر فی امتہ لیس فیہم احد من ولد علیؑ یامر بالمعروف وینہی عن المنکر + اور جابرؓ انصاری سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اس گروہ میں کسی طرح کی بہتری اور نیکی نہیں ہے۔ جنکے درمیان اولاد علیؑ میں سے کوئی شخص امر معروف اور نہی منکر کرنیوالا موجود نہ ہو +

۲۰ وعنہ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا نذیر ہذہ الامۃ وعلیؑ ہادیہا + نیز جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں اس امت کا نذیر یعنی عذاب خدا سے ڈرانے والا ہوں۔ اور علیؑ اس امت کا ہادی یعنی خدا کی راہ دکھانے والا ہے

المودۃ الثامنۃ فی ان رسول اللہ وعلیًا من نور واحدٍ فی ما اعطی علی من الخصائل مالم یعط احدٌ من العالمین

آٹھویں مودت اس بیان میں کہ رسول خدا اور علیؑ دونو ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور علیؑ کو خدا نے وہ خصلتیں عطا فرمائی ہیں۔ جو تمام عالم میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئیں

۱ عن علیؑ قال انطلق بی رسول اللہ الی کسر الاصنام فقال لی اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ ثم صعد رسول اللہ علی منکبی وقال لی انہض بی الی الصنم فنہضت بہ فلما رای ضعفی تحتہ قال اجلس فجلست ونزل عنی وجلس علیہ السلام فقال یا علی اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبہ ثم نہض بی رسول اللہ حتی خیل لی ان لو شئت نلت السماء وصعدت علی الکعبۃ وتنحی رسول اللہ فالقیت الصنم الاکبر صنم قریش وکان من نحاس موتد اباوتاد من حدید الی الارض فقال رسول اللہ عالجہ فلم ازل اعالجہ ورسول اللہ یقول ایہ ایہ فلم ازل حتی قلعتہ فقال دقہ فدققتہ وکسرتہ ونزلت + اور علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ مجکو اپنے ہمراہ لیکر بت توڑنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اور مجھ سے فرمایا بیٹھو۔ میں کعبہ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اور رسول خدا میرے کندھے پر چڑھے۔ اور مجھ سے فرمایا۔ مجکو بت کی طرف اُٹھا تب

آٹھویں مودت

میں نے حضرتؐ کو اوپر کو اُٹھایا۔ جب آنحضرتؐ نے اپنے نیچے میری کمزوری معلوم کی۔ تو فرمایا۔ اے علیؑ بیٹھو۔ میں بیٹھ گیا۔ اور حضرتؐ میرے کندھے پر سے اُترے۔ اور خود بیٹھ گئے اور مجھ سے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ۔ میرے کندھے پر چڑھو۔ تب میں حضرتؐ کے کندھے پر چڑھا۔ پھر رسولخداؐ نے مجکو اوپر اُٹھایا۔ اور اتنا بلند کیا۔ کہ مجکو خیال ہوا۔ کہ اگر میں چاہوں تو آسمان پر جا پہنچوں۔ اور میں کعبہ پر چڑھ گیا۔ اور آنحضرتؐ ایک طرف ہو گئے۔ پس میں نے سب سے بڑے بت کو جو قریش کا بت تھا۔ اور تانبے کا بنا ہوا تھا۔ اور لوہے کی میخوں سے جڑا ہوا تھا۔ زمین کی طرف پھینکا۔ اور رسولخداؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اس کو اکھیڑ دو۔ تب میں لگاتار اس پر زور لگاتا رہا۔ اور رسولخداؐ فرماتے تھے۔ ہاں ہاں۔ پس میں برابر زور لگاتے رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو اکھیڑ دیا۔ پھر فرمایا۔ اس کو ریزہ ریزہ کر ڈالو۔ میں نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور توڑ پھوڑ کر پھینکدیا۔ اور اتر آیا۔

۲۔ وعن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہؐ یقول ان اللہ اطّلع الی الارض اطلاعۃ من عرشہ بلا کیف ولا زوال فاختارنی واختار علیاً لی صہراً اجلہ سید الاولین والآخرین والنبیین والمرسلین وھو الرکن والمقام والحوض والزمزم والمشعر الاعلیٰ والجمرات العظام یمینہ الصفا ویسارہ المروۃ اعطاہ اللہ مالم یعط احداً من النبیین والملٰئکۃ المقربین قلنا وماذا یا رسول اللہؐ قال اعطاہ فاطمۃ العذراء البتول زوجۃ فی کل لیلۃ بکراً ولم یعط ذلک احداً من النبیین واعطاہ الحسنؑ والحسینؑ علیہما السلام ولم یعط احد امثلہما واعطاہ صہراً مثلی ولیس لاحد صہر مثلی وجعلہ اللہ قسیم الجنۃ والنار ولم یعط ذلک الملٰئکۃ وجعل شیعتہ فی الجنۃ واعطاہ اخاً مثلی ولیس لاحد اخ مثلی ایہا الناس من شاء ان یطفی غضب اللہ ومن اراد ان یقبل اللہ عملہ فلینظر الی علی ابن ابیطالب فان النظر الیہ یزید فی الایمان وان حبہ یذیب السیئات کما تذیب النار الرصاص۔ اور ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے

کہ میں نے رسولخدا سے سنا ہے۔ کہ وہ حضرتؐ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے عرش سے زمین
کی طرف دیکھا۔ اور وہ دیکھنا بلا کیفیت اور بے زوال تھا۔ پس مجکو تمام اہل زمین میں سے انتخاب
کیا۔ اور علیؑ کو میرے واسطے داماد منتخب کیا۔ جو تمام پہلوں اور پچھلوں اور تمام پیغمبروں اور
رسولوں کا سردار ہے۔ اور وہ رکن اور مقام اور حوض کوثر اور زمزم اور مشعر اعلےٰ اور جمرات
عظام ہے۔ اس کا دایاں صفا ہے۔ اور اس کا بایاں مروہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو وہ نعمت
عطا کی ہے۔ جو کسی پیغمبر اور فرشتہ مقرب کو نہیں دی۔ ابوذرؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم صحابہ نے عرض
کی۔ یا رسولؐ اللہ وہ کونسی چیز ہے۔ فرمایا۔ وہ فاطمہؑ عذرا و بتول ہے۔ جو ہر شب کو مثل باکرہ
کے ہو جاتی ہے۔ اور ایسی زوجہ کسی پیغمبر کو نہیں دی۔ اور اس کو حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام عطا
فرمائے ہیں۔ اور ایسے فرزند کسی کو مرحمت نہیں فرمائے۔ اور اس کو مجھ سا خسر عطا کیا ہے۔ اور
کسی کا خسر مجھ سا نہیں ہے۔ اور اس کو بہشت اور دوزخ کا تقسیم کرنیوالا مقرر کیا ہے۔ اور یہ بات
فرشتوں کو بھی عطا نہیں ہوئی۔ اور اس کے شیعوں کے لئے بہشت مقرر کیا ہے۔ اور اس کو مجھ سا
بھائی عطا فرمایا ہے۔ اور کسی کا بھائی مجھ سا نہیں ہے۔ اے لوگو۔ جو کوئی خدا کے غضب کو رفع
کرنا چاہے۔ اور یہ چاہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو قبول کرے۔ اس کو چاہئے۔ کہ علیؑ ابن ابیطالب
کی طرف نظر کرے۔ کیونکہ اس کی طرف نظر کرنا ایمان کو زیادہ کرتا ہے۔ اور اس کی دوستی گناہوں
کو اس طرح پگلا دیتی ہے۔ جیسے آگ قلعی کو گلا دیتی ہے +

۳ وعن ام سلمۃؓ قالت سمعت رسولؐ اللہ یقول سُمّی الناسُ المومنین من اجل
علیؑ ولو لم یومن علیؑ لم یکن مومنٌ فی امتی وسُمّی مختاراً الا ان اللہ لختارہ وسُمّی المرتضےٰ
لان اللہ ارتضاہ وسُمّی علیًّا لانہ لم یُسَمّ احداً قبلہ باسمہ وسُمّیت فاطمۃُ بتولاً لانھا
تبتلت کل لیلۃ معناہ ترجع کل لیلۃ بکراً وسُمّیتُ مریم بتولاً لانھا ولدت عیسٰی
بکراً۔ اور ام سلمہؓ زوجہ رسولخدا سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسولخدا سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے
کہ لوگ علیؑ کے باعث سے مومنین کے نام سے نامزد ہوئے ہیں۔ اگر علیؑ ایمان نہ لاتے۔ تو

میری امت میں کوئی شخص بھی مومن نہ ہوتا۔ اور علی مختار کے نام سے نامزد ہوئے۔ اس لئے کہ اللہ نے ان کو پسند کیا۔ اور مرتضےٰ کے نام سے اس لئے موسوم ہوئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انکو برگزیدہ کیا۔ اور علیؑ کے نام سے اس لئے نامزد ہوئے۔ کہ ان سے پہلے خدا کے اس نام سے کوئی شخص موسوم نہیں کیا گیا ۔ اور فاطمہؑ کا نام بتول اس لئے ہوا۔ کہ وہ ہر شب بتول یعنی مثل باکرہ ہو جاتی ہیں۔ اور مریمؑ کا نام بتول اس لئے ہوا۔ کہ حالت بکر میں عیسےٰؑ کو جنا۔

۷۔ وعن عباسؓ ابن عبد المطلبؓ فی تسمیۃ امیر المومنین علیاً قال لما حملت فاطمۃ بنت اسد بعلی وجاءت بہ فقالت التسمیۃ لی وقال ابو طالبؑ التسمیۃ لی واحتکما الی ورقۃ ابن نوفل فقال ان کان ذکراً فالتسمیۃ للاب وان کانت انثی فالتسمیۃ للام فلما ولدت ذکراً قالت یا ابا طالب سم ابنک قال سمیتہ الحارث قالت ما اسمی ابنی الحارث قال لم قالت لانہ اسم من اسماء ابلیس فقال ھلمی نعلوا ابا قبیس لیلاً وندعوا صاحب الخضراء فلعلہ ینبئنا فی ذلک بشیٔ فلما امسیا وجنھما اللیل خرجا فعلوا ابا قبیس فلما حصلا علیہ انشا ابو طالب یقول **شعر**

یا رب الغسق الدجے ۔۔۔ والفلق المبتلج المضی

بین لنا عن امرک المقضے ۔۔۔ بما نسمیہ لذاک الصبی

فاذا خشخشۃ وجلبۃ من السماء فرفع ابو طالب طرفہ فاذا لوح من زبرجد اخضر فیہ اربعۃ اسطر فاخذہ ابو طالب بکلتی یدیہ وضمہ الی صدرہ ضماً شدیداً فاذا مکتوب فیہ **شعر**

خصصتما بالولد الزکی ۔۔۔ والطاہر المنتجب الرضی

واسمہ من قاہر السمی ۔۔۔ علی اشتق من العلی

فسر ابو طالب بذلک سروراً عظیماً وخر ساجداً للہ تبارک وتعالی وعق عنہ بعشرۃ من الابل واولم علیہ ولیمۃ وکان ذلک اللوح معلقاً فی بیت الحرام یفتخر بہ بنو ھاشم

علی قریش حتی اقتلعہ عبد الملک بن مروان زمان قتال عبد اللہ بن زبیر، اور عباسؓ بن عبد المطلب عم رسول خدا سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو علیؑ کے نام سے نامزد کرنیکی حکایت اس طرح مروی ہے۔ کہ جب فاطمہ بنت اسد کو علیؑ کا حمل رہا۔ اور وہ پیدا ہوئے۔ تو کہنے لگیں کہ نام میں رکھونگی اور ابو طالبؑ بولے۔ کہ نام رکھنا میرا حق ہے۔ اور یہ مقدمہ ورقہ بن نوفل کے سامنے پیش کیا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ اگر بیٹا ہو۔ تو نام رکھنا باپ کا حق ہے۔ اور اگر لڑکی ہو۔ تو نام رکھنا ماں کا حق ہے۔ چونکہ فاطمہ بنت اسد کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اس لئے اس نے ابو طالبؑ سے کہا۔ کہ اپنے بیٹے کا نام رکھے۔ ابو طالبؑ بولے میں نے اس کا نام حارث رکھا۔ فاطمہ نے کہا میں اپنے بیٹے کو حارث کے نام سے نامزد نہ کرونگی۔ وہ بولے۔ کیوں۔ فاطمہ نے جوابدیا۔ اس لئے کہ حارث ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ تب ابو طالبؑ نے کہا۔ کہ آؤ رات کو کوہ ابو قبیس پر چڑھیں اور آسمان کے مالک خداوند متعال سے دعا کریں۔ شاید کہ وہ اس باب میں ہم کو کچھ آگاہ فرمائے۔ جب شام ہوئی۔ اور رات اندھیری ہوگئی۔ تو دونو میاں بیوی گھر سے نکلے۔ اور کوہ ابو قبیس پر چڑھنے لگے۔ جب اوپر جا پہنچے۔ تو حضرت ابو طالب نے یہ شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اندھیری اور تاریک رات اور روشن ہونیوالی اور روشنی پھیلانیوالی صبح کے پروردگار اپنے حکم مقررشدہ سے ہم پر ظاہر کر۔ کہ ہم اس لڑکے کا کیا نام رکھیں یکایک آسمان سے ایک پر خوف اور دہشتناک آواز آئی۔ ابو طالبؑ نے آنکھ اٹھا کر جو اس طرف دیکھا۔ تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ سبز زبرجد کی ایک تختی ہے۔ اور اس میں چار سطریں لکھی ہیں حضرت ابو طالبؑ نے اپنے دونو ہاتھوں سے اس کو پکڑا۔ اور خوب زور سے اس کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس میں یہ دو شعر درج تھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ تم دونو فرزند پاکیزہ وطاہر وبرگزیدہ وپسندیدہ سے مخصوص کئے گئے ہو۔ اور اس کا نام خدائے قاہر وبزرگ کی طرف سے علیؑ ہے۔ جو کہ علیؑ نام خدا سے مشتق کیا گیا ہے۔ ان شعروں کو پڑھ کر حضرت ابو طالبؑ

نہایت مسرور اور فرحناک ہوئے۔ اور دس اونٹوں سے اُن کا عقیقہ کیا۔ اور بہت اچھی طرح سے سب کو دعوت ولیمہ کھلائی۔ اور یہ تختی کعبہ میں لٹکتی تھی۔ اور بنی ہاشم اس کے سبب قریش پر فخر و مباہات کرتے تھے یہانتک کہ عبدالملک بن مروان نے اس کو اکھاڑ ڈالا۔ جبکہ عبداللہ ابن زبیر سے اس کی لڑائی ہوئی + اور دوسری روایت میں یہ فقرہ یوں آیا ہے۔ حتی غاب زمان قتال الحجاج ابن الزبیر، یہانتک کہ جب حجاج ملعون نے ابن زبیر پر چڑھائی کی۔ اسوقت وہ تختی غائب ہو گئی +

۵ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ من اراد ان ینظر الی اسرافیلؑ فی ھیبتہٖ والی میکائیلؑ فی رتبتہٖ والی جبرئیلؑ فی جلالتہٖ والی آدمؑ فی علمہٖ والی نوحؑ فی خشیتہٖ والی ابراھیمؑ فی خُلّتہٖ والی یعقوبؑ فی حزنہٖ والی یوسفؑ فی جمالہٖ والی موسیٰؑ فی مناجاتہٖ والی ایوبؑ فی صبرہٖ والی یحییٰؑ فی زھدہٖ والی عیسیٰؑ فی عبادتہٖ والی یونسؑ فی ورعہٖ والی محمدؐ فی کمال حسبہٖ وخلقہٖ فلینظر الی علیٍ فان فیہ تسعین خصلۃ من خصال الانبیاء جمعھا اللہ فیہ ولم یجمع فی احدٍ غیرہٖ وعدّ جمیع ذٰلک فی کتاب جواھر الاخبار

اور جابر انصاریؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی اسرافیلؑ کو اس کی ہیبت میں اور میکائیلؑ کو اس کے رتبے میں اور جبرئیلؑ کو اس کی جلالت میں اور آدمؑ کو اس کے علم میں اور نوحؑ کو اس کے خدا سے خوف کرنے میں۔ اور ابراہیمؑ کو اس کے خلیل خدا بننے میں۔ اور یعقوبؑ کو اس کے حزن و ملال میں اور موسےؑ کو اس کی مناجات پروردگار میں۔ اور ایوبؑ کو اس کے صبر میں اور یحییٰؑ کو اس کے زہد میں اور عیسےؑ کو اس کی عبادت میں۔ اور یونسؑ کو اس کی پرہیزگاری میں اور محمدؐ

کو اس کے کمال حسب و خُلق میں دیکھنا چاہے۔ اس کو چاہئے۔ کہ وہ علیؑ ابن ابیطالب کی نظر کرے۔ کیونکہ اس میں نوے خصلتیں پیغمبروں کی پائی جاتی ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے نے ان کو اس میں جمع ہے۔ اور اس کے سوا اور کسی میں ان تمام خصائل کو جمع نہیں فرمایا۔ اور یہ تمام خصائل کتاب جواہر الاخبار میں مرقوم ہیں ؛

۶ وعن سلمانؓ قال قال رسولؐ اللہ خُلِقتُ انا و علیٌّ من نورٍ واحدٍ قبلَ ان یخلقَ اللہُ ادمؑ باربعۃ الاف عامٍ فلما خلق اللہُ ادمؑ رکب ذلک النورُ فی صلبہٖ فلم یزلُ فی شیٔ واحدٍ حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففیّ النبوۃ و فی علیّ الخلافۃ ۔ اور سلمانؓ فارسی سے مروی ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں اور علیؑ اللہ تعالٰے کے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے سے چار ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جب اللہ تعالٰے نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ تو یہ نور ان کی پشت میں رکھا گیا۔ پھر لگاتار یہ نور ایک ہی چیز رہا۔ یہاں تک کہ عبد المطلب کی پشت میں آکر ہم جدا جدا ہو گئے۔ پس مجھ میں نبوت ہے۔ اور علیؑ میں خلافت اور وصایت ؛

۷ وعنہ رضی اللہ عنہ قال قال رسولؐ اللہ کنتُ انا و علیٌّ نوراً بین یدی اللہ تم معلقاً وکان ذلک النور قبل ان یخلق اللہ ادمؑ باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ ادمؑ رکب ذلک النور فی صلبہ فلم یزل فی شیٔ واحدٍ حتی افترق فی صلب عبد المطلب فجزء انا وجزء علیؑ ۔ نیز سلمانؓ سے مروی ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں اور علیؑ ایک نور تھے۔ اور وہ نور بارگاہ ایزدی کے سامنے معلق تھا۔ اور یہ نور حضرت آدمؑ کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پیشتر موجود تھا۔ جب اللہ تعالٰے نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ تو اس نور کو انکی پشت میں رکھا گیا۔ اور وہ برابر ایک ہی رہا۔ یہانتک کہ عبد المطلب کی پشت میں آکر

اس کے دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ تو میں ہوں۔ اور ایک حصہ علیؑ ہے

۸ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ خُلقتُ انا و علیٌّ من شجرۃٍ واحدۃٍ والناسُ مِن اشجارٍ شتّیٰ۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں اور علیؑ ایک ہی درخت سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور باقی آدمی مختلف درختوں سے ہیں

۹ وعنہ قال قال رسول اللہ خلق الانبیاءُ من اشجارٍ شتّی وخلقنی وعلیًا من شجرۃٍ واحدۃٍ فانا اصلھا وعلیٌ فرعھا والحسنؑ والحسینؑ ثمارھا واشیاعنا اوراقھا فمن تعلّق بھا نجی ومن زاغ عنھا ھوی۔ نیز ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب پیغمبروں کو مختلف درختوں سے پیدا کیا ہے۔ اور مجکو اور علیؑ کو ایک ہی درخت سے پیدا کیا ہے میں اس درخت کی اصل ہوں اور علیؑ اس کی فرع (پھیلاؤ)۔ اور حسنؑ اور حسینؑ اس درخت کے پھل ہیں۔ اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں۔ جو کوئی اس درخت میں چمٹے گا۔ وہ نجات پائیگا۔ اور جو اس سے منحرف اور روگردان ہوگا۔ وہ ہلاک ہوگا۔ اور جہنم میں جائیگا

۱۰ وعن ابی ذرؓ قال انی سمعتُ رسولَ اللہ یقول انّ اللہ تبارک وتعالیٰ اید ھذا الدّین بعلیٍّ وانہ منّی و انا منہ وفیہ اُنزل اَفمن کان علیٰ بیّنۃٍ من ربّہ ویتلوہُ شاھدٌ منہ۔ اور ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے۔ کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ سے اس دین کی امداد کی ہے۔ اور وہ مجھ سے ہے۔ اور میں اس سے ہوں۔ اور آیہ ذیل اسی باب میں نازل ہوئی ہے اَفمن کان ... الایۃ یعنی آیا جو کوئی کہ اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل وحجت پر ہو۔ اور اس کی طرف

سے گواہ اس کے بعد آئے۔ (اس آیت میں صاحب بینہ حضرت محمدؐ ہیں۔ اور شاہد علیؑ ابن ابیطالب)

۱۱ وعن علیؑ قال قال رسول اللہ خُلِقتُ انا و علیٌّ من نورٍ واحدٍ۔ اور علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں اور علیؑ ایک ہی نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

۱۲ وعنہ قال قال رسول اللہ یا علیؑ انی رأیتُ اسمک مقرونا باسمی فی اربعۃ مواطن فالتفتُ بالنظر الیہ لما بلغت فی بیت المقدس فی معراجی الی السماء وجدتُ علی صخرۃٍ منہا لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ ایدتہٗ بوزیرہ ونصرتہٗ بوزیرہ فقلت لجبرئیل ومن وزیری قال علیؑ ابن ابیطالب فلما انتہیتُ الی سدرۃ المنتہیٰ وجدتُ علیہا انی انا اللہ لا الٰہ الا انا وحدی محمدٌ صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ فلما جاوزتُ من سدرۃ المنتہیٰ وانتہیتُ الی عرشِ ربِّ العالمین فوجدتہ مکتوبا علی قوائمہ انی انا اللہ لا الٰہ الّا انا محمدٌ حبیبی من خلقی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ فلما ہبطتُ الی الجنۃ وجدتُ مکتوبا علی باب الجنۃ لا الٰہ الّا انا محمدٌ حبیبی من خلقی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ۔ نیز جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اے علیؑ میں نے تمہارے نام کو اپنے نام سے ملا ہوا چار جگہ دیکھا۔ اور میں اس کے دیکھنے کی طرف متوجہ ہوا۔ جب میں آسمان کی طرف معراج کو جاتے وقت بیت المقدس میں پہنچا تو وہاں میں نے ایک پتھر پر لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ۔ یعنی اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے۔ اور محمد خدا کا رسول ہے۔ میں نے اس کے وزیر سے اس کو مدد دی ہے۔ اور اس کے وزیر سے اسکی نصرت کی ہے۔ تب میں نے جبرئیل سے پوچھا۔ کہ

میرا وزیر کون ہے اس نے جواب دیا۔ کہ علی ابن ابیطالب (۲) جب میں سدرۃ المنتہےٰ کے پاس پہنچا۔ تو میں نے اس پر لکھا ہوا پایا۔ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ۔ یعنی میں اللہ ہوں۔ کہ میرے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے۔ میں واحد ہوں۔ محمد میری مخلوق میں سے میرا برگزیدہ ہے۔ میں نے اس کے وزیر سے اسکی امداد کی ہے۔ اور اس سے اس کو نصرت دی ہے (۳) پھر جب میں سدرۃ المنتہےٰ سے گزر کر عرش پروردگار عالمین کے پاس پہنچا۔ تو میں نے اس کے ستونوں پر لکھا دیکھا۔ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا محمد حبیبی من خلقی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ یعنی میں ہی اللہ۔ میرے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے۔ محمد میری تمام مخلوقات میں سے میرا حبیب ہے۔ میں نے اس کے وزیر سے اسکو مدد و نصرت دی ہے۔ (۴) پھر جب میں جنت میں پہنچا۔ تو اس کے دروازے پر لکھا دیکھا۔ لا الٰہ الا انا محمد حبیبی من خلقی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ۔ یعنی میرے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے۔ محمد میری تمام مخلوق میں سے میرا حبیب ہے۔ اسکے وزیر سے میں نے اس کو مدد و نصرت دی ہے۔

۱۳ وعن انسؓ قال قال رسول اللہ حدثنی جبرئیل عن اللہ عزوجل ان اللہ یحب علیاً مالا یحب الملٰئکۃ ولا النبیین ولا المرسلین ومامن تسبیحۃ الا ویخلق اللہ ملکاً یستغفر لمحبیہ وشیعتہ الی یوم القیٰمۃ۔ اور انسؓ روایت کرتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جبرئیل امین نے خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے مجھ سے بیان کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ علی کو بقدر دوست رکھتا ہے کہ اتنا تو فرشتوں کو دوست رکھتا ہے اور نہ نبیوں کو اور نہ رسولوں کو اور اسکی ہر ایک تسبیح کے عوض میں اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جو اس کے محبوں اور شیعوں کے لئے روز قیامت تک طلب بخشش کرتا رہیگا۔

۱۴ وعن جابرؓ قال قال رسول واللہ ی بعثنی بالحق نبیاً ان الملٰئکۃ تستغفر

الصبی وشفق علیھم علی شیعتہ اشفق من الوالد علی ولدہ - اور جابر انصاریؓ سے مروی ہے - کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے - کہ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھکو پیغبر برحق کرکے بھیجا ہے - کہ فرشتے علیؑ کے لئے طلب بخشش کرتے ہیں - اور اُن پر اور اُن کے شیعوں پر باپ کے اپنی اولاد پر مہربان اور شفیق ہونے کی نسبت زیادہ ترمہربان اور شفیق ہیں +

۱۵ وعن جابرؓ قال دعی رسول اللہ علیًا یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ ما انتجیتہ ولکن اللہ تعالیٰ انتجاہ + اور جابر انصاریؓ سے مروی ہے کہ جنگ طائف کے روز رسولخداؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا - اور خلوت میں راز کی باتیں کیں - لوگوں نے کہا - کہ رسولخداؐ کی خلوت اپنے ابن عم کے ساتھ بہت لمبی ہوگئی ہے - حضرتؐ نے فرمایا - کہ میں نے اس سے خلوت نہیں کی - بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے خلوت کی ہے

۱۶ وعن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ سمعت النبی یقول یوم خیبر لاُعطِیَنَّ الرَّایۃَ رجلاً یحبُّ اللہَ ورسولَہٗ ویحبُّہ اللہُ ورسولُہٗ فتطاولنا لھا فقال اُدعوا الی علیًا فاتاہ وبہ رمدٌ فبصق فی عینہ فبرء ودفع الرایۃ الیہ ففتح اللہ علیہ + عامر بن سعد ابو وقاص نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے جنگ خیبر کے دن آنحضرتؐ کو سنا کہ فرماتے تھے - کہ میں اپنا علَم جنگ ایسے شخص کو عطا کرونگا - جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے - اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس شخص کو دوست رکھتے ہیں - راوی کہتا ہے - کہ ہم سب نے علَم لینے کی تمنا میں اپنی گردنیں دراز کیں - غرض آں حضرتؐ نے فرمایا - علیؑ کو میرے پاس بلاؤ - پس وہ آئے - اور اس وقت اُن کو آشوب چشم عارض ہو رہا تھا - تب آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھ میں لگادیا فی الفور آنکھ اچھی ہوگئی - اور حضرتؐ نے اپنا علَم ان کو عطا فرمایا - اور اللہ تعالےٰ نے آپ کے ہاتھ پر قلعہ خیبر کو فتح کیا +

۸ عن انس ابن مالك قال كان عند النبيؐ طير مشوی فقال اللّٰهم ائتنی باحب الخلق اليك ياكل هذا الطير معی ثلثاً فجاء علیؑ ثلثاً فاكلا معاً۔ اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ موجود تھا۔ آنحضرتؐ نے اس وقت اس طرح دعا کی۔ اے خدا میرے پاس ایسے شخص کو لادے۔ جو تمکو اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ پیارا ہو۔ تاکہ وہ اس پرندہ کو میرے ساتھ شامل ہوکر کھائے۔ اور تین بار اس طرح فرمایا۔ پس علیؑ تین دفعہ آئے۔ آحضرتؐ کے اول بار دعا کرتے پر تشریف لائے۔ تو انس نے واپس کردیا۔ پھر حضرتؐ نے دوبارہ دعا کی۔ اور جناب امیرؑ دروازے پر حاضر ہوئے۔ اور انس نے واپس کردیا جب آنحضرتؐ نے تیسری بار دعا کی۔ تو جناب امیر المومنینؑ حاضر ہوئے۔ اور بے اختیار اندر چلے آئے) ÷ اور دونو حضرات علیہما الصلوٰۃ و السلام نے مل کر اس پرندے کو تناول فرمایا ÷

المودۃ التاسعۃ فی ان مفاتیح الجنۃ والنار بید علیٍّ

نویں مودت اس بیان میں کہ بہشت اور دوزخ کی کنجیاں علی علیہ السلام کے ہاتھ میں ہیں

۱ عن ابو سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ان اللہ اعطانی مفاتیح الجنۃ والنار فقال یا سلمانؓ قل لعلیؑ قولاً تخرج من تشاء وتدخل من تشاء ÷ ابو سعیدؓ خدری سے مروی ہے۔ کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بہشت اور دوزخ کی کنجیاں مجکو مرحمت فرمائی ہیں۔ پھر فرمایا اے سلمان علیؑ سے کہدو۔ کہ جس کو تم چاہو گے۔ ان میں سے نکالو گے۔ اور جس کو چاہو گے۔ ان میں داخل کرو گے ÷

۲ وعن زید ابن اسلم قال قال رسول اللہ لعلیؑ یا علی تخرج

مَنْ مثلك والملائكة تشتاق اليك والجنة لك انه اذا كان
يوم القيمة يُنصب لي منبرٌ من نورٍ ولابراهيم منبرٌ من نورٍ
ولك منبرٌ من نورٍ فتجلس عليه واذا منادٍ ينادي بخٍ بخٍ من وصيٍ
بين حبيبٍ وخليلٍ ثم اُوتي بمفاتيح الجنة والنار فادفعها
اليك ۔ اور زید بن اسلم سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا۔ اے
علیؑ واہ واہ تمہاری مانند کون شخص ہو سکتا ہے۔ کہ ملائکہ تمہارے مشتاق ہیں۔
اور جنت تمہارے واسطے ہے۔ کیونکہ جب روز قیامت ہوگا۔ تو میرے لئے نور کا ایک
منبر نصب کیا جائیگا۔ اور ایک منبر نور کا حضرت ابراہیمؑ کے لئے۔ اور ایک منبر نور کا
تمہارے لئے رکھا جائیگا۔ اور تم اس منبر پر بیٹھوگے۔ اس وقت یکایک ایک منادی ندا کریگا۔
واہ واہ کیا خوب ہے۔ وہ وصی جو حبیبؐ خدا اور خلیلؑ خدا کے بیچ میں ہے۔ پھر مجکو بہشت
اور دوزخ کی کنجیاں دی جائینگی۔ اور میں اُن کو تمہارے حوالے کرونگا ۔

۳ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ یا ابن عباسؓ علیک
بعلیٍ فان الحق علی لسانہ وجنانہ وان النفاق بجانبہ ان ھذا قفل
الجنۃ ومفتاحہا وقفل النار ومفتاحہا بہ یدخلون الجنۃ وبہ یدخلون النار
ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابن عباسؓ علیؑ کی متابعت
اپنے اوپر لازم کرلو۔ کیونکہ حق علیؑ کی زبان اور دل پر ہے۔ اور نفاق اس سے برطرف ہے۔ اور
یہ یعنی علیؑ بہشت کا قفل (دشمنوں کے لئے) اور اسکی کنجی (دوستوں کے لئے) اور دوزخ کا قفل
(دوستوں کے لئے) اور اسکی کنجی (دشمنوں کے لئے) ہے اسکی دوستی کے سبب سے اس کے
دوست بہشت میں داخل ہونگے اور اسکی دشمنی کے سبب سے اسکے دشمن جہنم میں داخل ہونگے ۔

۴ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ اذا کان یوم القیمۃ یاتینی جبرئیل
ومیکائیل بحزمتین من المفاتیح حزمۃٌ من مفاتیح الجنۃ

وحزمة من مفاتیح النار وعلی مفاتیح الجنۃ اسماء المومنین من شیعۃ
محمدٍ وعلیٍ وعلی مفاتیح النار اسماءُ المبغضین من اعدائہٖ
فیقولانِ لی یا احمدُ ھذا مبغضك وھذا محبك فادفعھما الی
علیؑ ابن ابیطالب فیحکم فیھم بما یرید فوالذی قسم الارزاق لایدخل
مبغضہ الجنۃ ولا محبہ النار ابداً + اور جابر انصاریؓ سے مروی ہے۔ کہ رسولخدا
نے فرمایا ہے کہ جب روز قیامت ہوگا۔ تو جبرئیل ومیکائیل کنجیوں کے دو گچھے میرے پاس
لائینگے۔ ایک گچھا بہشت کی کنجیوں کا ہوگا۔ اور ایک دوزخ کی کنجیوں کا بہشت کی کنجیوں
کے اوپر محمدؐ وعلیؑ کے شیعہ مومنوں کے نام لکھے ہونگے۔ اور دوزخ کی کنجیوں پر اس سے
یعنی علیؑ سے بغض رکھنے والے دشمنوں کے نام لکھے ہونگے۔ اور وہ دونو فرشتے مجھ سے
کہیں گے۔ اے احمدؐ۔ یہ تیرا محب ہے۔ اور یہ تیرا دشمن ہے۔ ان دونو کو علی ابن ابیطالبؑ
کے حوالے کیجئے۔ کہ وہ ان کے باب میں جو چاہیں۔ حکم کریں۔ اور یہ میں اس خدا کی قسم کھاتا
ہوں۔ جو رزقوں کا بانٹنے والا ہے۔ کہ علیؑ اپنے دشمنوں کو کبھی جنت میں داخل نہ کرینگے
اور اپنے محب کو ہرگز جہنم میں نہ بھیجیں گے +

۵ وعن مسروق عن عایشۃ قالت سمعتُ رسول اللہؐ یقول لعلیٍ
حسبك ان لیس لمحبك حسرۃ عند موتہ ولا وحشۃ فی قبرہ ولا فزعٌ
یوم القیمۃ + مسروق نے عایشہ سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے رسولِ خدا سے
سُنا ہے۔ کہ وہ علیؑ سے فرماتے تھے۔ اے علیؑ تم کو یہی کافی ہے۔ کہ تمہارے محب کو
نہ تو اپنی موت کے وقت کچھ حسرت ہوگی۔ اور نہ قبر میں اس کو کسی قسم کی وحشت
ہوگی۔ اور نہ قیامت کے دن کسی قسم کا خوف اس کو لاحق ہوگا +

۶ وعن علیٍ قال قال رسول اللہؐ لا تستخفوا بشیعۃ علیٍ فان الرجل
منھم یشفع فی مثل ربیعۃ ومضر۔ اور جناب امیر سے مروی ہے

کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ اے لوگو۔ علیؑ کے شیعوں کو خفیف وحقیر نہ سمجھو۔ کیونکہ ان میں سے ایک شخص بنی ربیعہ وبنی مضر کے قبیلوں کے آدمیوں کی تعداد کے برابر گنہگاروں کی (قیامت کے دن) شفاعت کریگا +

۷ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ علیؑ وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیمۃ + اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن علیؑ اور اس کے شیعہ ہی نجات ورستگاری پائیں گے +

۸ عن علی المرتضیٰؑ قال قال رسول اللہ بشر شیعتک انا الشفیع لھم یوم القیٰمۃ وقتًا لا ینفع مال ولا بنون الا شفاعتی + اور علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ اپنے شیعوں کو خوشخبری دو۔ کہ قیامت کے دن جبکہ سوا میری شفاعت کے نہ مال کچھ نفع دیگا۔ نہ اولاد۔ میں انکی شفاعت کروں گا +

۹ وعنہ قال قال رسول اللہ لی یا علیؑ انک تقرع باب الجنۃ فتد خلھا بلا حساب + نیز اسی جناب سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ تم بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے۔ اور بےحساب اس میں داخل ہو گے +

۱۰ وعن النبیؐ من کان اٰخر الکلام الصلوٰۃ علیّ و علیٰ علیٍ یدخلہ ذٰلک الجنۃ۔ اور روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جس شخص کا آخری کلام مجھ پر اور علیؑ پر درود وسلام بھیجنا ہوگا۔ وہ (درود وسلام) اسکو جنت میں داخل کریگا +

۱۱ وعن ابن عمر قال کنا نصلی مع النبیؐ فالتفت الینا فقال ایھا الناس ھٰذا ولیکم بعدی فی الدنیا والاخرۃ فاحفظوہ یعنی علیًا + اور ابن عمر بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ بعد فراغت نماز آنحضرتؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے لوگو یہ یعنی علیؑ ابن ابیطالب میرے بعد دنیا اور آخرت میں

تمہارا مالک و مختار ہے۔ پس تم اس کے حقوق کی رعایت اور حفاظت کرنا +

۱۲ وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ اول ثلمۃ فی الاسلام مخالفۃ علیؑ
اور جابر انصاریؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اسلام میں پہلا رخنہ حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت ہے +

۱۳ وعن علیؑ قال قال رسول اللہ لی یا علیؑ لا یبغضک من الانصار الا من کان اصلہ یھودیاً + اور جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ رسولخدا نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ انصار میں سے وہی شخص تم سے دشمنی رکھیگا۔ جسکی اصل یہودی ہوگی

۱۴ وعن عمر ابن الخطاب قال قال رسول اللہ سابقنا سابق و مقتصدنا ناج وظالمنا مغفور لہٗ۔ اور عمر ابن خطاب سے روایت ہے۔ کہ رسولخدا نے فرمایا ہے۔ کہ ہم اہلبیتؑ میں سے (اسلام کی طرف) سبقت کرنے والا سب پر سبقت کرنے والا ہے (مدارج و مراتب میں)۔ اور ہمارا میانہ رو نجات پانے والا ہے۔ اور ہم میں سے جو کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ وہ بخشا جائیگا +

۱۵ وعن علی المرتضیٰ علیہ السلام قال قال رسول اللہ یا علیؑ انت اخی وانت رفیقی فی الجنۃ۔ اور علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ تم میرے بھائی ہو۔ اور جنت میں میرے رفیق ہوگے

۱۶ وعن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہؐ لعلیؑ یا علیؑ من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن اطاعک فقد اطاعنی ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن عصاک فقد عصانی + اور ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ جسنے میری اطاعت کی اُسنے البتہ اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے تمہاری اطاعت کی۔ اُس نے البتہ میری اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اُس نے البتہ اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جسنے تمہاری نافرمانی کی۔ اُسنے البتہ میری نافرمانی کی +

۱۷ وعن عمران ابن الحصین قال قال رسول اللہ سئلت ربی ان لا یدخل احداً من اھلبیتی فی النار فاعطانیہا * اور عمران بن حصین سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا۔ کہ میرے اہلبیت ع میں سے کسی کو جہنم میں نہ ڈالنا۔ پس خدا نے میری درخواست کو قبول فرمایا *

۱۸ وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ فی قولہ تعا وقفوھم انھم مسئولون ہ عن ولایۃ علی کذا فی جواھر الاخبار * ابو سعید خدری رض سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت نے آیہ وقفوھم انھم مسئولون (اور ٹھیراؤ ان کو کہ ان سے سوال کیا جائیگا) کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ کہ اُن سے ولایتِ علیؑ ابن ابیطالب کی بابت سوال کیا جائیگا * کتاب جواہر الاخبار میں اسی طرح مرقوم ہے *

۱۹ عن فاطمۃ قالت ان ابی نظر الی علیؑ وقال ھذا وشیعتہ فی الجنۃ جناب فاطمہ زہرا سے روایت ہے۔ کہ میرے والد ماجد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ یہ اور اس کے شیعہ جنت میں جائینگے *

۲۰ وعن عتبۃ بن الازھری عن یحیی ابن عقیل قال سمعت علیاً یقول قال رسول اللہ ان اللہ امرنی ان ازوجک فاطمۃ علی خمس الدنیا او علی ربعھا شک فیہ عتبہ فمن مشے علی الارض وھو یبغضک فی الدنیا فالدنیا علیہ حرام ومشیہ فیھا حرام * اور عتبہ بن ازہری نے یحییٰ بن عقیل سے روایت کی ہے۔ یحیےٰ کہتا ہے۔ کہ میں نے علیؑ سے سُنا۔ کہ وہ فرماتے تھے۔ کہ جناب رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ اللہ تعالےٰ نے مجھکو حکم دیا ہے۔ کہ میں اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کو دنیا کے پانچویں حصے یا اس کے چوتھے حصے کے مہر پر تمہارے ساتھ بیاہ دوں۔ (پانچویں یا چوتھے حصے میں عتبہ (راوی) کو شک ہوگیا ہے۔ کہ حضرتؐ نے پانچواں کہا یا چوتھا) پس جو کوئی کہ زمین پر چلے۔ اور وہ دنیا میں تم سے دشمنی رکھتا

ہو- دنیا اُس پر حرام ہے- اور زمین پر چلنا بھی اس (مبغض علیؑ) پر حرام ہے +

المودة العاشرة في عدد الائمة الاطهار وان المهدي منهم

دسویں مودت ائمہ اطہار علیہم السلام کی تعداد کے بیان میں اور اس امر کے بیان میں کہ مہدی ہادی آخرالزمان ان ہی حضرات علیہم السلام میں سے ہیں +

۱ عن الشعبي عن عمر بن قيس بن عبد الله قال كنا جلوساً في حلقة فيها عبد الله ابن مسعودؓ فجاء اعرابي فقال ايكم عبد الله ابن مسعودؓ فقال عبد الله ابن مسعود انا عبد الله ابن مسعود قال حدثكم نبيكم كم يكون بعده من الخلفاء قال نعم اثنا عشر عدد نقباء بني اسرائيل + شعبی نے عمر بن قیس بن عبداللہ سے روایت کی ہے- عمر بن قیس بیان کرتا ہے- کہ ہم آدمیوں کے ایک حلقہ میں بیٹھے- کہ عبداللہ ابن مسعود اس حلقہ میں موجود تھا ایک اعرابی وہاں آکر دریافت کیا- کہ تم میں عبداللہ ابن مسعود کونسا ہے- عبداللہ ابن مسعود نے جوابدیا- کہ میں ہوں عبداللہ ابن مسعود- اعرابی بولا- اے عبداللہ- کیا تمہارے پیغمبرؐ نے تم سے بیان کیا ہے کہ اس (حضرتؐ) کے بعد کتنے خلیفہ ہونگے- عبداللہ نے جواب دیا- کہ ہاں- آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے موافق بارہ خلیفہ ہونگے +

۲ وعن الشعبي عن المسروق قال بينما نحن عند عبد الله ابن مسعود نعرض عليه مصاحفنا اذ قال له فتى هل عهد اليكم نبيكم كم يكون من بعده خليفة قال انك لحديث السن وان هذا شيءٌ ما سئلني احد قبلك نعم عهد الينا نبينا انه يكون بعده اثنا عشر خليفة بعدد نقباء بني اسرائيل + اور شعبی نے مسروق سے روایت کی ہے- کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے تھے- اور اپنے قرآن اس کو سُنا رہے تھے- کہ اتنے میں ایک جوان نے اس سے پوچھا- آیا تمہارے پیغمبرؐ نے تم سے عہد کیا ہے- کہ اس کے بعد اتنے خلیفہ ہونگے- عبداللہ نے جواب دیا- کہ اے شخص تو تو کم عمر آدمی ہے- اور یہ ایسی بات ہے- کہ

تجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے دریافت نہیں کی۔ ہاں ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے عہد کیا ہے۔ کہ میرے بعد بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے موافق بارہ خلیفہ ہونگے۔

۳۔ وعن جریر عن اشعث عن عبد اللہ ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہؐ الخلفاء بعدی اثنا عشر کعدد نقباء بنی اسرائیل ÷ اور جریر نے اشعث سے اور اس نے عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میرے بعد بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے موافق بارہ خلیفہ ہونگے ÷

۴۔ وعن عبد الملک بن عمیر عن جابر بن سمرہ قال کنت مع ابی عند رسول اللہؐ فسمعتُ یقول بعدی اثنا عشر خلیفۃ ثم اخفی صوتہ فقلتُ لابی ما الذی اخفیٰ صوتہ رسولؐ اللہ قال قال کلھم من بنی ھاشم ÷ اور عبد الملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے۔ کہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے سنا کہ حضرتؐ فرماتے ہیں۔ کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے۔ یہ فرما کر حضرتؐ نے اپنی آواز ہلکی کردی۔ تب میں نے اپنے باپ سے پوچھا۔ کہ حضرتؐ نے آہستہ سے کیا کہا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ یہ فرمایا ہے۔ کہ وہ سب خلیفہ بنی ہاشم میں سے ہونگے ÷

۵۔ وعن سماک ابن حرب مثل ذلک ÷ اور سماک ابن حرب سے بھی ایسا ہی مروی ہے ÷

۶۔ وعن سلیم ابن قیس الھلالی عن سلمان الفارسیؓ قال دخلتُ علی النبیؐ فاذا الحسین علی فخذیہ وھو یقبل عینیہ و یقبل فاہ ویقول انت سید ابن السید و انت امام ابن الامام و انت حجۃ ابن الحجۃ و انت ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم ÷ اور سلیم بن قیس ہلالی نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے۔ کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حسینؑ علیہ السلام آنحضرتؐ کی رانوں پر بیٹھے ہیں۔ اور

آپ کبھی انکی آنکھوں کے بوسے لیتے ہیں۔ اور کبھی مُنہ کو چومتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے۔ اور امام ہے۔ اور امام کا بیٹا ہے۔ اور حجتِ خدا ہے۔ اور حجت خدا کا بیٹا ہے۔ اور نو حجتہائے خدا کا باپ ہے۔ جو تیری پشت سے ہونگے۔ کہ ان کا نواں ان کا قائم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوگا۔ (عجل اللہ فرجہ)

۸ وعن اصبغ بن نباتہ عن عبد اللہ بن عباسؓ قال سمعت رسول اللہ یقول انا وعلیؑ والحسنؑ والحسینؑ وتسعۃٌ من وُلد الحسین مطہرون معصومون ۔ اور اصبغ بن نباتہ نے عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے رسول خداؐ سے سُنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ میں اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور نو امام جو اولاد حسینؑ سے ہوں گے۔ پاک وپاکیزہ اور گناہوں سے معصوم ومحفوظ ہیں ۔

۸ وعن عبایہ ابن ربعی قال قال رسول اللہؐ انا سید النبیین و علیؑ سید الوصیین وانّ الاوصیاء بعدی اثنا عشر اولھم علیؑ و آخرھم قائم المھدی ۔ اور عبایہ ابن ربعی سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں تمام پیغمبروں کا سردار ہوں۔ اور علیؑ تمام اوصیاء کا سردار ہے۔ اور میرے بعد بارہ وصی ہونگے۔ ان میں سے اوّل علیؑ ہے۔ اور آخری قائم آل محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام ہے ۔

۹ وعن علیؑ قال قال رسول اللہؐ من احب ان یرکب سفینۃ النجاۃ ویتمسک بالعروۃ الوثقی ویعتصم بحبل اللہ المتین فلیوال علیاً بعدی ویعاد عدوہ ولیأتم بالائمۃ الھداۃ من ولدہ فانھم خلفائی واوصیائی وحجج اللہ علی خلقہ بعدی وسادۃ امتی وقادۃ الاتقیاء الی الجنۃ حزبھم حزبی وحزبی حزب اللہ وحزب اعدائھم حزب الشیطان ۔

اور جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی چاہے۔ کہ نجات

کی کشتی میں سوار ہو۔ اور عروۃ الوثقے یعنی مضبوط دستے کو مضبوط کر کے پکڑے اور اللہ کی مضبوط رسی (حبل متین) کو ہاتھ میں تھامے۔ اس کو چاہئے۔ کہ میرے بعد علیؑ سے دوستی رکھے۔ اور اس کے دشمن سے دشمنی کرے۔ اور ہدایت کرنیوالے اماموں کی جو اس کی اولاد میں ہونگے۔ پیروی کرے۔ کیونکہ وہ معصومین علیہم السلام میرے جانشین اور میرے وصی اور میرے بعد خلق خدا کے اوپر خدا کی حجتیں ہیں۔ اور میری امت کے سردار اور جنت کی طرف پرہیزگاروں اور متقیوں کے رہبری کرنے والے ہیں۔ ان کا گروہ میرا گروہ ہے۔ اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے۔ اور ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

۱۰ وعنہ قال قال رسول اللہ لا تذھب الدنیا حتی یقوم بامر امتی رجل من ولد الحسین یملأ الارض عدلا کما ملئت ظلما۔ نیز انہی حضرت سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ دنیا فنا نہو گی۔ جب تک کہ اولاد حسین علیہ السلام میں سے ایک شخص میری امت کا حاکم نہولے۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے پُر کریگا۔ جیسا کہ وہ اُس سے پہلے ظلم و جور سے پُر ہو گئی ہوگی۔

۱۱ وعن زید بن حارثہ مولے رسول اللہ قال لما کان اللیلۃ التی اخذ فیھا رسول اللہ علی الانصار بیعۃ الاولی فقال اخذت علیکم بما اخذ اللہ النبیین من قبلی ان تحفظونی وتمنعونی عما تمنعوا انفسکم وتمنعوا علی ابن ابیطالب عما تمنعون انفسکم عنہ وتحفظونہ فانہ الصدیق الاکبر یزید اللہ دینکم بہ وان اللہ اعطے موسیٰ العصا و ابراھیم برد النار وعیسیٰ الکلمات التی کان یحیی بھا الموتی واعطانی ھذا واشار الی علی ولکل نبی ایۃ وھذا ایۃ ربی والائمۃ الطاھرین من ولدہ ایات ربی لن تخلو الارض من اھل الایمان ما ابقی اللہ احدا من ذریتہ وعلیھم تقوم القیامۃ۔ اور زید بن حارثہ غلام رسول خدا سے

روایت ہے۔ کہ جس رات آنحضرتؐ نے انصار سے پہلی بیعت لی۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے تم سے
اس عہد پر بیعت لی ہے۔ جس عہد پر کہ پہلے پیغمبروں سے اللہ تعالےٰ نے بیعت لی تھی۔ کہ جن
چیزوں سے تم اپنے نفسوں کی حفاظت اور نگہداشت کرو۔ ان سے میری بھی حفاظت اور
نگہداشت کرنا۔ اور جن چیزوں سے تم اپنے نفسوں کی حفاظت اور نگہداشت کرو۔ ان سے
علیؑ ابن ابیطالب کی حفاظت اور پاسداری کرنا۔ کیونکہ وہ صدیق اکبر ہے۔ اللہ تعالےٰ اس
کے سبب تمہارے دین کو زیادہ کریگا۔ اور اللہ تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام کو معجزہ عصا
عطا فرمایا۔ اور ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو ٹھنڈا کیا۔ اور عیسےٰؑ کو وہ کلمات عطا
فرمائے۔ جن کے ذریعے وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور مجھکو یہ یعنی علیؑ عطا فرمایا۔
اور علی علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور ہر پیغمبر کے واسطے ایک نشانی (خدا کی طرف سے)
ہوتی ہے۔ اور یہ (یعنی علیؑ) میرے پروردگار کی نشانی ہے۔ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام جو
اُس کی اولاد سے ہونگے۔ میرے پروردگار کی نشانیاں ہیں۔ جب تک کہ علیؑ کی اولاد
میں سے کسی ایک کو اللہ تعالےٰ زمین میں باقی رکھیگا۔ زمین ہرگز اہل ایمان سے خالی نہ
ہوگی۔ اور انہی کی بنیاد پر قیامت قائم ہوگی + (جبتک انمیں سے ایک باقی ہے۔ دنیا فنا نہوگی)

۱۲ وعن ابن عباسؓ قال قال رسولؐ اللہ ان اللہ فتح ھذا الدین
بعلیؑ فاذا مات علیؑ فسد الدین ولا یصلحہ الا المھدیؑ بعدہ +
اور ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس دین
کو علیؑ کے سبب فتح و کشایش عطا کی ہے۔ جب علیؑ انتقال کر جائیں گے۔ تو دین فاسد ہو جائیگا
اور مہدی علیہ السلام کے سوا جو علیؑ کے بعد ہونگے۔ کوئی اس دین کی اصلاح نہ کریگا +

۱۳ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسولؐ اللہ ولو لم یبق من الدنیا
الا یوما واحدا لبعث اللہ فیہ رجلا من اھلبیتی فی امتی یواطی
اسمہ اسمی براق الجبین و یفتح قسطنطنیہ و جبل دیلم ویروی ھذا الخبر

بطریق اٰخر وذلک ولو لم یبق من الدنیا الا یوما واحدا لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجلا من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا ٭ اور ابوہریرہ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اگرچہ دنیا کا ایک ہی روز باقی رہجائے۔ تو بھی ضرور اللہ تعالےٰ اس دن میں میری امت میں میری اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کو مبعوث کریگا۔ جس کا نام میرا نام ہوگا۔ اور اس کی پیشانی چمکدار اور روشن ہوگی۔ اور وہ قسطنطنیہ اور کوہستان دیلم کو فتح کریگا ٭ اور یہ حدیث دوسرے طریق سے یوں وارد ہوئی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اگرچہ دنیا کا ایک ہی دن باقی رہجائے۔ تو بھی اللہ تعالےٰ اس دن کو لمبا کریگا۔ یہانتک کہ میری اہلبیتؑ میں سے ایک شخص جس کا نام میرا نام ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ مبعوث ہو۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے پر کریگا۔ جیسا کہ وہ اس کے مبعوث ہونے سے پیشتر ظلم و جور سے پر ہو گئی ہوگی ٭

۱۴ وعن علی المرتضی علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الائمۃ من ولدی فمن اطاعھم فقد اطاع اللہ ومن عصاھم فقد عصی اللہ وھم عروۃ الوثقی وھم الوسیلۃ الی اللہ تعالےٰ ٭ اور علی مرتضےٰ علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ائمہ طاہرین میری اولاد میں سے ہونگے۔ پس جس کسی نے انکی اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے انکی نافرمانی کی۔ اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور وہ حضرات علیہم السلام عروۃ الوثقےٰ یعنی مضبوط دستہ ہیں۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کی طرف (جانے کے) وسیلے اور ذریعے ہیں ٭

۱۵ وعنہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ یخرج رجل من ماوراء النھر یقال لہ الحارث الحراث علی مقدمہ رجل یقال لہ منصور یوطن

او بمکن لال محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ وجب علی کل مومن نصرہ او قال اجابتہ ÷ نیز جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ ماوراء النہر سے ایک شخص خروج کریگا۔ جس کو حارث الحراث کہتے ہونگے۔ اس کے آگے ایک شخص منصور نام ہوگا۔ جو آل محمد کو ایسی تمکین و وقعت دیگا جیسی قریش نے رسول خداؐ کو تمکین و وقعت دی۔ ہر ایک مومن پر اس کی امداد کرنا یا بروایتے دیگر اسکے حکم کا ماننا واجب ہے ÷

۱۶ وعن ابی لیلی الاشعری قال قال رسول اللہ تمسکوا بطاعۃ ائمتکم فان طاعتہم طاعۃ اللہ ومعصیتہم معصیۃ اللہ ÷ اور ابو لیلے اشعری سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اے لوگو۔ اپنے اماموں کی فرمانبرداری پختہ طور پر اختیار کرو۔ کیونکہ انکی فرمانبرداری عین خدا کی فرمانبرداری ہے۔ اور ان کی نافرمانی عین خدا کی نافرمانی ہے ÷

۱۷ وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ الامام الضعیف ملعون یعنی من یحتاج الی غیرہ فی امور الدین ÷ ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ضعیف امام یعنی ایسا امام جو دینی امور میں غیر کا محتاج ہو۔ ملعون ہے ÷

المودۃ الحادی عشر فی فضائل سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گیارھویں مودت سیدۃ النساء فاطمہ زہراء، دختر رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل میں

۱ عن عبد اللہ ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ لما خلق اللہ آدمؑ وحواء کانا یفتخران فی الجنۃ فقالا ما خلق اللہ خلقا احسن منا فبینما ہما کذلک اذ رأیا صورۃ جاریۃ لہا نور شعشعانی یکاد ضوءہ یطفی الابصار وعلی راسہا تاج وفی اذنیہا قرطان قالا وما ہذہ الجاریۃ

قال هذه صورة فاطمةؑ بنت محمدؐ سید ولدك فقالا وما هذا التاج علی راسها قال هذا بعلها علیؑ ابن ابیطالب قالا وما هذا القرطان قال الحسنؑ والحسینؑ ابناها وجد ذلك فی غامض علمی قبل ان اخلقك بالفی عام +

عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے - کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے - کہ جب اللہ تعالے نے حضرت آدمؑ و حواؑ کو پیدا کیا - تو وہ دونو جنت میں فخر کرتے تھے - آخر کار اُنہوں نے فخریہ کہا - کہ اللہ تعالے نے ہم سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا اسی اثنا میں ناگاہ انہوں نے ایک لڑکی کی صورت دیکھی - کہ نور اس سے چمک رہا ہے - کہ اس کی روشنی آنکھوں کو بے نور کئے دیتی ہے - اور اس کے سر پر ایک تاج ہے - اور اس کے کانوں میں دو گوشوارے ہیں - تب انہوں نے بارگاہ احدیت میں عرض کی - اے پروردگار - یہ لڑکی کون ہے - ارشاد ہوا کہ اے آدمؑ و حواؑ - یہ فاطمہؑ کی صورت ہے - جو محمدؐ سردار اولادِ آدمؑ کی دختر ہے - پھر اُنہوں نے عرض کی - اور یہ تاج اس کے سر پر کیسا ہے - حکم ہوا - یہ اس کا شوہر علی ابن ابیطالبؑ ہے - پھر عرض کی - اور یہ دو گوشوارے کیا چیز ہیں - فرمایا - یہ حسنؑ اور حسینؑ اس کے بیٹے ہیں - اس کا وجود میرے علم پوشیدہ میں تمہارے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے موجود ہے +

۲ وعن علی المرتضےؑ قال قال رسول اللہؐ ان فاطمۃؑ احصنت فرجها فحرمها اللہ تعالیٰ و ذریتها علی النار + اور علی مرتضے علیہ السلام سے مروی ہے - کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے - کہ فاطمہؑ پاکدامن ہے - اس لئے اللہ تعالے نے اس کو اور اس کی اولاد کو آتش جہنم کے اوپر حرام کیا +

۳ وعنہ قال قال رسول اللہؐ انما سمیت ابنتی فاطمۃ لان اللہ فطمها و فطم محبیها من النار + نیز حضرت امیرؑ سے مروی ہے - کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے - کہ میری بیٹی کا نام فاطمہؑ اس لئے رکھا گیا ہے - کہ اللہ تعالے نے اس کو اور اس کے محبوں کو آتش جہنم سے الگ کیا ہے +

۴ وعن جمیع ابن عمیرؓ قال دخلتُ مع عمتی علی عائشۃ فقالت عمتی لعائشۃ من کان احب النساء الی رسول اللہ قالت فاطمۃ قالت ومن الرجال قالت علیؑ ابن ابیطالب + اور جمیع بن عمیر بیان کرتا ہے۔ کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ عائشہ بی بی کے ہاں گیا۔ میری پھوپھی نے عائشہ سے پوچھا۔ کہ رسولؐ خدا کے نزدیک عورتوں میں سب سے زیادہ پیاری عورت کون تھی۔ جواب دیا کہ فاطمہؑ۔ پھر میری پھوپھی نے پوچھا۔ اور مردوں میں سب سے زیادہ کس کو چاہتے تھے۔ جواب دیا کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو +

۵ وعن فاطمۃؑ قالت انہا زارت النبیؐ فبسط لہا ثوباً فاجلسہا علیہ ثم جاء ابنہا الحسنؑ فاجلسہ ثم جاء الحسینؑ فاجلسہ ثم جاء علیؑ فاجلسہ معہم ثم ضم الثوب علیہم ثم قال ھؤلاء اہلبیتی وانا منہم اللہم ارض عنہم کما انا راضٍ عنہم اور جناب فاطمہؑ سے روایت ہے۔ کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو گئی۔ حضرتؐ نے میرے لئے کپڑا بچھایا۔ اور اس کے اوپر مجھکو بٹھایا۔ پھر میرا فرزند حسنؑ وہاں آیا۔ حضرتؐ نے اس کو بھی بٹھایا۔ پھر حسینؑ آیا۔ حضرتؐ نے اس کو بھی بٹھایا۔ پھر علیؑ آئے حضرتؐ نے انکو بھی ہمارے ساتھ بٹھایا۔ پھر اس کپڑے کو ہم سب کے اوپر لپیٹا۔ پھر فرمایا۔ یہ میرے اہلبیت ہیں۔ اور میں ان میں سے ہوں۔ اے خدا تو ان سے خوشنود و رضامند ہو۔ جیسا کہ میں ان سے رضامند ہوں +

۶ وعن ابن عباسؓ قال لما تزوج فاطمۃؑ من علیؑ قالت یا رسول اللہ زوجتنی من عائلٍ لا مال لہ فقال لہا النبیؐ اوما ترضین ان یکون اللہ اطلع الی اہل الارض فاختار منہم رجلین احدہما ابوک والاخر بعلک + اور ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ جب آنحضرتؐ نے فاطمہؑ کا نکاح علی علیہ السلام کے ساتھ کیا تو اس معصومہؑ نے عرض کی۔ کہ یا رسولؐ اللہ آپ نے مجھکو ایک محتاج شخص سے بیاہ دیا۔ جس کے پاس کسی قسم کا مال موجود نہیں ہے۔ یہ سنکر رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ کیا تو اس پر

راضی نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمام اہل زمین کو دیکھا۔ اور ان میں سے دو شخصوں کو انتخاب کیا۔ ایک تو تیرا باپ ہے۔ اور دوسرا تیرا شوہر +

۷ وعن فاطمۃ قالت قال رسول اللہ اما ترضین ان تکونی سیدۃ نساء العالمین او نساء امتی + جناب فاطمہ روایت کرتی ہیں۔ کہ جناب رسولخدا نے مجھ سے فرمایا۔ اے فاطمہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے۔ کہ جملہ عالم کی عورتوں کی یا بروایتے دیگر میری امت کی عورتوں کی سردار ہو +

۸ وعن ابی بریدۃ الاسلمی قال دخلت مع رسول اللہ علی فاطمۃ قال اما ترضین ان تکونی سیدۃ نساء ہذہ الامۃ کما کانت مریم بنت عمران سیدۃ نساء بنی اسرائیل + اور ابو بریدہ اسلمی بیان کرتا ہے کہ میں رسولخدا کے ساتھ فاطمہ کے پاس گیا۔ حضرت نے ان سے فرمایا۔ اے فاطمہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے۔ کہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔ جیسا کہ مریم دختر عمران بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار تھیں +

۹ وعن رسول اللہ وانما سمیت فاطمۃ بالبتول لانہا تبتلت من الحیض والنفاس لان ذلک عیب فی بنات الانبیاء او قال نقصان + اور جناب رسالتمآب سے مروی ہے۔ کہ فاطمہ کا نام بتول اسی سبب سے ہوا ہے۔ کہ وہ حیض و نفاس سے بالکل پاک ہے۔ کیونکہ یہ (حیض و نفاس کا آنا) پیغمبروں کی بیٹیوں میں عیب یا بروایتے دیگر نقص ہے +

۱۰ وعن عائشہ قالت قال رسول اللہ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی۔ اور عائشہ بی بی بیان کرتی ہیں۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ فاطمہ میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو ایذا دی اس نے ضرور مجھکو ایذا دی +

۱۱ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ اول من دخل الجنۃ فاطمۃ

بنت محمد مثلها فی هذه الامة مثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل ٭
اور ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ پہلے جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ وہ فاطمہؑ دختر محمدؐ ہے۔ اس کی مثال اس امت میں ایسی ہے۔ جیسے مریمؑ دختر عمران بنی اسرائیل میں ٭

۱۲ وعن علی المرتضےٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ نادیٰ منادٍ من وراء الحجب غضوا ابصارکم حتی تجوز فاطمۃ بنت محمدٍ علی الصراط ٭ اور علی مرتضےٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جب روز قیامت ہوگا۔ تو ایک منادی پردہ ہائے نور کے پیچھے سے آواز دیگا۔ اے اہل محشر۔ اپنی آنکھیں بند کرلو۔ تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ صراط پر سے گزر جائیں ٭

۱۳ وعن عائشہ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قدم من سفرٍ قبل نحر فاطمۃ وقال منها اشم رائحۃ الجنۃ ۔ اور عائشہ سے مروی ہے۔ کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے تھے۔ تو فاطمہؑ کا گلا چومتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ میں اس سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں ٭

۱۴ وعن علیؑ قال قال رسول اللہ تاتی ابنتی فاطمۃ یوم القیامۃ ومعها ثیاب مصبوغۃ بالدماء تعلق بقائمۃ من قوائم العرش تقول یا حکم احکم بینی وبین من قتل ولدی فیحکم اللہ لابنتی ورب الکعبۃ ٭ اور علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میری بیٹی فاطمہؑ قیامت کے دن ایسے حال میں میدان قیامت میں آئیگی کہ اس کے ہمراہ بہت سے کپڑے ہونگے۔ جو لہو سے رنگین ہونگے۔ اسوقت فاطمہؑ عرش کے ایک ستون کو پکڑکر عرض کریگی۔ اے احکم الحاکمین میرے اور میرے فرزند

کے قاتلوں کے درمیان حکم کر۔ قسم ہے پروردگار کعبہ کی۔ کہ اللہ تعالےٰ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ کرے گا ❖

۱۵ وعنہ علیہ السّلام ایضاً عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال اذا کان یوم القیامۃ نادیٰ منادٍ من بطنان العرش یا اھل القیامۃ اغمضوا ابصارکم لتجوز فاطمۃ بنت محمدؐ مع قمیص مخضوب بدم الحسینؑ فتحتوی علی ساق العرش فتقول انت الجبار العدل اقض بینی وبین من قتل ولدی فیقضی اللہ لبنتی و رب الکعبۃ ثم تقول اللّٰھم اشفعنی فیمن بکیٰ علی مصیبتہ فیشفعھا اللہ فیھم ❖ نیز جناب امیرؑ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جب روز قیامت ہوگا تو وسط عرش سے ایک منادی ندا کریگا۔ کہ اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرلو۔ تاکہ فاطمہ دختر محمدؐ خون حسینؑ سے رنگین شدہ قمیص کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے گزر جائے۔ پس فاطمہؑ ساق عرش کو پکڑ کر عرض کریگی۔ اے اللہ تو جبار اور عادل ہے میرے فرزند حسینؑ کے قاتلوں کے اور میرے درمیان حکم کر۔ پروردگار کعبہ کی قسم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ کریگا۔ اس کے بعد فاطمہؑ عرض کریگی۔ کہ اے خدا جو لوگ میرے حسینؑ کی مصیبت پر روئے ہیں۔ مجھکو انکا شفیع مقرر کر۔ تب اللہ تعالےٰ انکو انکے حق میں شفیع کریگا۔

۱۶ وعن زیدؓ بن علیؑ عن انسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاتی ستۃ اشھر باب فاطمۃ عند صلوٰۃ الفجر فیقول الصلوٰۃ الصلوٰۃ یا اھلبیت النبوۃ تلثمرات انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویروی ھذا الخبر باسانیدہ من الثلثمائۃ من اصحابہ منھم من قال ثمانیۃ اشھر ومنھم من قال تسعۃ اشھر ومنھم من قال عشرۃ اشھر ❖ اور زید ابن علیؑ نے انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خداؐ نماز صبح کے وقت

فاطمہ زہراؑ کے دروازے پر (چھ ماہ علی التواتر) تشریف لاتے تھے۔ اور تین بار فرماتے تھے اے اہلبیت نبوت الصلوٰۃ الصلوٰۃ (نماز پڑھو) خدا یہی ارادہ کرتا ہے۔ کہ اے اہلبیتؑ تم سے ناپاکی اور پلیدی کو دور کرے۔ اور تم کو پاک کردے۔ جو پاک کرنیکا حق ہے۔ اور یہ حدیث تین سو صحابہ سے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ اُن میں سے بعض نے آٹھ مہینے بیان کئے ہیں۔ بعض نے نو مہینے۔ بعض نے دس مہینے ٭

المودۃ الثانیۃ عشر فی فضائل اہلبیت معاجمۃ زیادۃ علیٰ تمام

بارھویں سودت تمام اہلبیت علیہم السلام کے فضایل میں۔ گزشتہ فضائل کے ماسوا۔

۱ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ علیکم بعلی فان الشمس عن یمینہ والقمر عن یسارہ قلنا یا رسول اللہ وما ھما قال الحسنؑ والحسینؑ وابوھما ضیاء الدنیا وامھما بدر الدجیٰ ٭ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا۔ اے صحابہ۔ علیؑ کی متابعت تم پر واجب ہے۔ کیونکہ آفتاب اس کے دائیں طرف ہے۔ اور چاند اس کے بائیں طرف۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے عرض کی۔ یارسول اللہؐ وہ چاند اور سورج کیا ہیں۔ فرمایا۔ وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اور ان دونوں کا باپ دنیا کی روشنی ہے۔ اور انکی ماں شب تاریک میں بدر کامل کی مانند ہے ٭

۲ وعنہ قال قال رسول اللہ علیؑ وفاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ الی یوم القیمۃ اھلی۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ روز قیامت تک میرے اہلبیتؑ ہیں ٭

۳ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ان ملکا من السماء لم یزرنی فاستاذن اللہ فی زیارتی فبشرنی الی یوم القیامۃ واخبرنی ان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ والحسنؑ والحسینؑ سید اشباب اھل الجنۃ ٭ اور ابوہریرہ سے مروی ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک فرشتہ جس نے اس سے پہلے

بھن ما صورہ

مجھکو نہ دیکھا تھا۔ اللہ سے اجازت لیکر میری ملاقات کو آیا۔ اور روز قیامت تمکی بشارتیں مجھکو پہنچائیں۔ اور مجھ کو خبر دی۔ کہ فاطمہؑ بہشتی عورتوں کی سردار ہے۔ اور حسنؑ اور حسینؑ بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں ❖

۴۔ وعن ابن عباسؓ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ قلنا یا رسول اللہ من قرابتک الذین فرض اللہ علینا مودتھم قال علیؑ وفاطمہؑ وابناھما ثلث مرات ❖ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جب آیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ❖ (یعنی اے محمد اپنی امت سے کہدے۔ کہ میں اس پیغمبری کا عوض اس کے سوا اور کچھ تم سے نہیں چاہتا۔ کہ میرے قریبیوں سے دوستی رکھنا) نازل ہوئی۔ تو ہم (اصحاب رسول اللہؐ) نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ۔ وہ آپ کے قریبی رشتہ دار کون سے ہیں۔ جن کی دوستی اللہ تعالےٰ نے ہم پر فرض کی ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا۔ کہ وہ علیؑ - فاطمہؑ - حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام ہیں اور تین بار اس کو دہرایا ❖

۵۔ وعن ابی ھریرۃ قال نظر رسول اللہ الی علیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ قال انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم ❖ اور ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کی طرف نظر کی۔ اور فرمایا۔ کہ جو کوئی تم سے لڑے رہیں بھی اس سے لڑتا ہوں۔ اور جو تم سے صلح رکھے میں بھی اس سے صلح رکھتا ہوں ❖

۶۔ وعن معاذ قال قال رسول اللہ ان اللہ طہر قوماً من الذنوب بالصلع فی رؤسھم وانا وعلیؑ منھم وفی نسخۃ اخریٰ ان اللہ طہر قوماً من الذنوب وتاج الایمان یضیٔ فی رؤسھم وانا وعلیؑ منھم ❖ اور معاذ بن جبل سے مروی ہے۔ کہ رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کو اصلع بنا کر (ان کے سر کے اگلے

حصے پر بال نہ اگا کر) انکو گناہوں سے پاک کیا ہے۔ اور میں اور علیؑ ان میں سے ہیں۔
ترجمہ نسخہ دوم۔ کہ اللہ نے ایک قوم کو گناہوں سے پاک کیا ہے۔ اور ایمان کا تاج
ان کے سروں پر چمکتا ہے۔ اور میں اور علیؑ ان میں سے ہیں ٭

۷ وعن علیؑ قال قال رسول اللہؐ الحسنؑ والحسینؑ سید اشباب اھل
الجنۃ وابوھما خیر منھما ٭ اور علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ جناب رسالتمآب نے
فرمایا ہے۔ کہ حسنؑ اور حسینؑ دونو بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ اور انکا باپ ان دونوں سے بہتر ہے ٭

۸ وعن فاطمہؑ قالت جئت مع الحسنؑ والحسینؑ الی النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فی السکرات التی مات فیہا فقلت ورثھما شیئاً فقال صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اما الحسنؑ فلہ ھیبتی وسوددی واما الحسینؑ فلہ جرأتی
وجودی ٭ اور جناب فاطمہؑ سے روایت ہے۔ کہ میں حسنؑ اور حسینؑ کو ساتھ لے کر
اس شدت مرض کے وقت جس میں حضرتؐ نے وفات پائی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی یا رسول اللہؐ۔ ان دونوں کو کوئی چیز ورثہ میں
عطا فرمائیے۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ حسنؑ کے واسطے تو میری ہیبت اور سرداری ہے
اور حسینؑ کے لئے میری جرات اور سخاوت ٭

۹ وعن ابی السعید الخدریؓ قال قال رسول اللہؐ ان للہ حرمات
ثلث من حفظھا حفظہ اللہ امر دینہ ودنیاہ ومن لم یحفظھن لم
یحفظ اللہ لہ شیئاً حرمۃ الاسلام وحرمتی وحرمۃ اھلبیتی ٭ اور ابو سعید
خدریؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ کی تین حرمتیں ہیں۔ یا بروایتے
دیگر اللہ تین حرمتوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو کوئی ان تینوں حرمتوں کی حفاظت کرے
اللہ تعالے اس کے دین اور دنیا کے کام کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو کوئی ان کی حفاظت
نہیں کرتا۔ اللہ تعالے اس کے لئے کسی شے کی بھی حفاظت نہیں کرتا۔ وہ تینوں حرمتیں یہ ہیں

(۱) اسلام کی حرمت - (۲) میری حرمت - (۳) میرے اہلبیت علیہم السلام کی حرمت -

نمبر ۱۰ عن امیر المومنین علیؑ قال قال رسول اللہ الولد ریحانۃ و ریحانتای الحسنؑ والحسینؑ * امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے - کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ بیٹا ایک خوشبودار پھول ہوتا ہے - اور میرے دو خوشبودار پھول حسنؑ اور حسینؑ ہیں *

نمبر ۱۱ وعنہ قال قال رسول اللہ اشتد غضب اللہ و غضب رسولہ علی من احتقر ذریتی و اذانی فی عترتی * نیز انہی حضرتؑ سے مروی ہے - کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے - کہ اللہ کا غضب اور اس کے رسولؐ کا غضب اس شخص پر نہایت شدید ہے جو میری ذریت کی حقارت کرے - اور مجھکو میری اولاد کے باب میں ایذا پہنچائے *

نمبر ۱۲ وعنہ قال قال رسول اللہ الویل لظالم اہلبیتی عذابہم مع المنافقین فی الدرک الاسفل من النار * نیز انہی حضرتؑ سے روایت ہے - کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے - کہ میری اہلبیتؑ پر ظلم کرنیوالوں کے لئے عذاب ویل ہے - انکو منافقوں کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے کے درجے میں عذاب دیا جائیگا *

نمبر ۱۳ وعن فاطمۃؑ قالت قال رسول اللہ کل بنی ادم ینتسبون الی عصبۃ ابیہم الا ولد فاطمۃؑ فانی انا ابوہم وانا عصبتہم * اور حضرت فاطمہؑ سے مروی ہے - کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے - کہ تمام بنی آدم اپنے باپ کے قبیلہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں سوا اولاد فاطمہؑ کے - کہ میں انکا باپ ہوں اور میں ہی انکا عصبہ (قرابت دار پدری) ہوں *

نمبر ۱۴ وعن علیؑ قال قال رسول اللہ امرت ان اسمی ابنی ہذین حسنا وحسینا - اور جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے - کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے - کہ خدا نے مجھکو حکم دیا ہے - کہ میں اپنے ان دونوں بیٹوں کے نام حسنؑ اور حسینؑ رکھوں *

نمبر ۱۵ وعن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ وہو اخذ بباب الکعبۃ و

یقول ایھا الناس من عرفنی عرفنی ومن لم یعرفنی فانا اعرفھم فانا ابوذرؓ سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول مثل اھلبیتی فیکم کمثل سفینۃ نوحؑ من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق + اور ابوذرؓ غفاری کعبہ کا دروازہ ہاتھ میں پکڑے کر رہے تھے - اے لوگو - جو کوئی مجھکو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے - اور جو کوئی نہیں پہچانتا - میں اس کو اپنی پہچان کراتا ہوں - میں ابوذرؓ ہوں - میں نے رسول خدا سے سُنا ہے - کہ فرماتے تھے - میرے اہلبیتؑ کی مثال تمہارے درمیان کشتی نوحؑ کی سی ہے - کہ جو کوئی اس (کشتی نوحؑ) پر سوار ہوا - اس نے (طوفان میں غرق ہونے سے) نجات پائی - اور جس نے اس سے روگردانی کی - وہ غرق ہوا (اسی طرح جو کوئی اس کشتی اہلبیتؑ میں سوار ہوگا - یعنی ان کی متابعت کریگا وہ دریاے ضلالت میں ڈوبنے سے نجات پائیگا - اور جو کوئی انکی مخالفت کریگا - وہ بحرِ ضلالت میں ڈوب جائیگا)

۱۶ وعن سلمان الفارسیؓ قال قال رسول اللہ سمّی ھارونؑ ابنیہ شبرًا وشبیرًا وعلیؑ سمّاھما حسنًا وحسینًا + اور سلمان فارسیؓ سے مروی ہے - کہ حضرت ہارون علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے اپنے دونوں بیٹوں کے نام شبر اور شبیر رکھے تھے - اور علیؑ نے اپنے دونوں یعنی اپنے بیٹوں کے نام (انہیں ناموں کے ترجمہ عربی کے موافق) حسنؑ اور حسینؑ رکھے ہیں

۱۷ عن علیؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحسنؑ والحسینؑ یوم القیامۃ عن جنبَیْ عرشِ الرحمٰنِ بمنزلۃِ الشنفین من الوجہِ + اور علیؑ علیہ السلام سے مروی ہے - کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ قیامت کے دن عرش خدا کے دونوں طرف اس طرح موجود ہوں گے جیسے منہ کے دونوں طرف دو گوشوارے ہوتے ہیں +

۱۸ وعنہٗ قال الحسنؑ اشبہ لرسول اللہ ما بین الصدر الی الراس والحسینؑ اشبہ لرسول اللہ ما کان اسفل من ذٰلک + نیز جناب امیر علیہ السلام

فرماتے ہیں۔ کہ حسنؑ سینے سے لیکر سر تک رسولخداؐ سے زیادہ ترمشابہ ہیں۔ اور حسینؑ سینے سے نیچے کے حصے میں آنحضرتؐ سے زیادہ ترمشابہ ہیں ✦

۱۹ وعن عمران بن الحصین قال قال رسول اللہ النظر الیٰ علیؑ عبادۃ ✦ اور عمران ابن حصین سے مروی ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ علیؑ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے ✦

۲۰ وعن عایشۃ قالت قال رسول اللہ ذکر علیؑ عبادۃ ✦ اور عایشہ بی بی سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے ✦

۲۱ وعن الحسینؑ قال قال رسول اللہ لی یا بنی انک لکبدی طوبیٰ لمن احبک واحب ذریتک فالویل لقاتلک یوم الجزاء ✦ اور امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے فرزند تم بیشک میرا جگر ہو۔ بہت اچھا حال ہے۔ اس شخص کا جو تم کو دوست رکھے۔ اور تمہاری ذریت (اولاد) کو دوست رکھے اور قیامت کے دن تمہارے قاتل کو بہت سخت عذاب ہوگا ✦

۲۲ وعن علیؑ قال قال رسول اللہ یقتل الحسینؑ شر ھذہ الامۃ ویتبرء اللہ منہم ومن ولدھم وممن یکفر بی ✦ اور جناب امیر علیہ السلام جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حسینؑ کو وہ شخص قتل کریگا۔ جو اس میری امت میں سب سے زیادہ بدتر ہوگا۔ اور اللہ ان قاتلوں سے اور انکی اولاد سے اور میری نبوت کے منکروں سے بیزار ہے ✦

۲۳ وعنہؑ قال قال رسول اللہ ان قاتل الحسینؑ فی تابوت من النار علیہ نصف عذاب اھل النار وقد شد یداہ ورجلاہ من سلاسل من نار فیکب فی النار حتی یقع فی نار جہنم ولہ ریح یتعوذ اھل النار

الی ربّھم من شدۃ نتن ریحہ وھو فیہا خالدٌ فی العذاب الالیم کلما نضجم جلدہٗ شدّد اللہ علیہ الجلود حتّی یذوق العذاب الالیم لا یفتّر ساعۃً ویُسقی من حمیم جہنّم فالویل لہ من عذاب اللہ + نیز جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ حسینؑ کا قاتل آگ کے ایک تابوت میں ہوگا۔ تمام دوزخیوں کا آدھا عذاب اس (اکیلے) پر ہوگا۔ اور اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں آگ کی زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ اور اس کو جہنم میں اوندھے منہ گرایا جائیگا۔ یہانتک کہ قعر جہنم میں جا پڑے گا۔ اور اس سے ایسی بو آئیگی۔ کہ تمام دوزخی اس کے نہایت سڑی ہوئی اور سخت گندیدہ ہونے کی وجہ سے اپنے پروردگار سے پناہ مانگیں گے۔ اور وہ (قاتلِ حسینؑ) آتش دوزخ میں ہمیشہ تک عذاب دردناک میں مبتلا رہیگا۔ جب اس کے جسم کا پوست جل بھن جائیگا۔ تو خدا اس کے اوپر اور پوست مضبوط کر دیگا تاکہ عذاب دردناک کی چاشنی چکھے۔ جو ایک ساعت بھی مدھم اور سست نہوگا۔ اور جہنم کا گرم پانی اس کو پلایا جائیگا۔ پس عذاب خدا سے ویل کا عذاب اس کے لئے ہوگا +

۲۲ وعن ابن عمر سئلہ رجلٌ عن دم البعوضۃ فقال مَنْ انت قال من اھل العراق قال انظروا الی ھذا یسئلنی عن دم البعوضۃ وقد قتلوا ابن رسول اللہ وقد سمعتہٗ یقول ھما ریحانتای من الدنیا۔ رواہ ابو نعیم + حافظ ابو نعیم نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے۔ کہ ابن عمر سے کسی شخص نے پوچھا۔ کہ (حالت احرام میں) مچھر کے مارنے کا کیا حکم ہے۔ ابن عمر نے اس سے پوچھا۔ تو کون ہے اس نے جواب دیا۔ کہ میں عراق کا باشندہ ہوں۔ ابن عمر نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہوکر کہا۔ اس شخص کو دیکھو۔ کہ یہ مجھ سے مچھر کے خون کا حکم دریافت کرتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے فرزند رسول خداؐ کو قتل کر ڈالا ہے اور میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ یہ دونوں (حسنؑ اور حسینؑ) دنیا سے میرے دو خوشبودار پھول ہیں +

۲۵ وعن شہر ابن جوشب قال سمعت ام سلمۃؓ حین جاء نعی الحسینؑ لعنت اہل العراق وقالت قتلوہ قتلہم اللہ عزوجل ماعزوہ وذلوہ لعنہم اللہ رو باسناد مسلسل الی ابی نعیم۔ حافظ ابو نعیم اپنی اسنادِ مسلسل سے شہر بن جوشب سے روایت کی ہے۔ کہ جب ام سلمہ زوجہ رسولؐ خدا کو حسینؑ کے قتل ہونیکی خبر پہنچی۔ تو یہ سنا کر انہوں نے اہل عراق پر لعنت کی۔ اور فرمایا کہ اہل عراق نے حسینؑ کو قتل کیا۔ خدا بے بزرگ اور برتر ان ملعونوں کو ہلاک کرے۔ ان مردودوں نے اس (حسینؑ) کی عزت نہ کی۔ اور اسکو ذلیل کیا۔ خدا ان ملعونوں پر لعنت کرے۔

المودۃ الثالثۃ عشر فی فضائل خدیجۃ وفاطمۃ ومحبت اہل البیت وثواب محبتیہم ورفعۃ درجاتہم ونکال مبغضیہم

مودت سیزدہم

تیرہویں مودت حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور فاطمہ زہراؑ کے فضائل اور اہل بیتؑ کی محبت اور ان کے محبوں کے ثواب اور انکے درجات کی بلندی اور انکے دشمنوں کے عذاب و نکال کے بیان میں۔

۱ عن الشعبی عن مسروق عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ لایکاد ان یخرج من البیت حتی یذکر خدیجۃ فیحسن علیہا الثناء فذکرہا یوما فادرکتنی الغیرۃ فقلت ہل کانت الا عجوزا قد ابدلک اللہ خیرا منہا فغضب النبیؐ حتی رایت مقدم شعرہ یہتز من الغضب فقال لا واللہ ما اخلفنی اللہ خیرا منہا امنت بی اذا کفر الناس وصدقتنی اذا کذبنی الناس وواستنی بمالہا اذا حرمنی الناس ورزقنی اللہ اولادہا دون النساء من غیرہا قالت عائشۃ فقلت فی نفسی لا اذکرہا بسوء ابدا۔ شعبی نے مسروق سے اور اس نے عائشہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر گھر سے باہر تشریف نہ لیجاتے تھے۔ جب تک کہ خدیجہؑ کا ذکر نہ کرلیں اور خوب طرح انکی تعریف نہ فرمالیں۔ الغرض ایک دن حضرتؐ نے ان کا ذکر فرمایا۔ یہ سنکر مجھکو غیرت لاحق ہوئی اور میں نے عرض کی سوہ فقط ایک بڑھیا عورت تھی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کے عوض میں اس سے بہتر زوجہ آپکے عنایت

فرمائی ہے۔ میرا یہ کلام سنکر حضرت نہایت غضبناک ہوئے۔ یہانتک کہ میں نے دیکھا۔ کہ غصے کے مارے آپ کے بالوں کے سرے ہلنے لگے۔ اور ارشاد فرمایا۔ اے عایشہ۔ خدا کی قسم اللہ تعالے نے اس کے بعد اس سے بہتر زوجہ مجھکو عطا نہیں کی۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی۔ جبکہ تمام لوگ میری نبوت کا انکار کرتے تھے۔ اور اس نے اس وقت میری تصدیق کی جبکہ تمام لوگوں نے میری تکذیب کی تھی (مجھکو جھٹلاتے تھے) اور اس نے اسوقت اپنے مال سے میری غمخواری اور ہمدردی کی۔ جبکہ تمام لوگوں نے مجھکو محروم کر رکھا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے صرف اسی سے مجھکو اولاد عطا فرمائی ہے۔ اور کسی عورت سے نہیں + عایشہ کہتی ہیں۔ کہ حضرت کا یہ ارشاد سنکر میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اب میں کبھی اسکو برائی سے یاد نہ کروں گی +

۲۔ عن مہاجر بن میمون عن فاطمۃ علیہا السلام قالت قلت لابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این امنا خدیجۃ قال ببیت من قصب لالغوب فیہ ولا نصب بین مریم واسیۃ امرأۃ فرعون قلت امن ہذا القصب قال لا بل القصب المنظوم بالدر والیاقوت۔ اور مہاجر بن میمون سے روایت ہے۔ کہ جناب فاطمہؑ بیان کرتی ہیں۔ کہ میں نے اپنے باپ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی۔ کہ میری ماں خدیجۃ الکبریٰ (جنت میں) کہاں ہیں۔ فرمایا۔ سرکنڈے کے ایک گھر میں۔ کہ تکان اور سختی اس گھر میں ذرا معلوم نہیں ہوتی۔ اور حضرت مریمؑ اور آسیہؑ زن فرعون کے گھروں کے درمیان ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ (اے پدر عالی مقدار) کیا وہ گھر اس دنیوی سرکنڈے کا بنا ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ نہیں بلکہ اس سرکنڈے میں موتی اور یاقوت پروئے ہوئے ہیں۔

۳۔ وعن انسؓ قال قال رسول اللہ خیر نساء العالمین اربع مریمؑ بنت عمران واسیۃؑ بنت مزاحم وخدیجۃؑ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمدؐ اور انسؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ چار عورتیں تمام عالم کی عورتوں سے بہتر ہیں۔ مریمؑ دختر عمران۔ آسیہؑ دختر مزاحم۔ خدیجہؑ دختر خویلد۔ فاطمہؑ دختر محمدؐ +

ﷺ وعن عباد بن سعدؓ قال قال رسول اللہؐ فضلت خدیجۃ علی نساء النبی کما فضلت مریم علی نساء العالمین ۔ اور عباد بن سعدؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ خدیجۃ الکبرےٰؑ کو میری تمام بیویوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے۔ جیسے مریم بنت عمران کو تمام عالم کی عورتوں پر فضیلت ہے ۔

۵ وعن الامام جعفر الصادق عن اٰبائہ علیہم السلام عن علیؑ قال نزل جبرئیلؑ علی رسول اللہؐ فقال یا رسول اللہ ان ربک یقرء علیک السلام و یقول انی قد حرمت النار علی صلب انزلک و بطن حملک و حجر کفلک ۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام کی زبانی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ جبرئیلؑ امین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوئے۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہؐ۔ آپ کا پروردگار بعد تحفہ درود و سلام ارشاد فرماتا ہے۔ کہ میں نے آتش جہنم کو اس پشت پر حرام کر دیا ہے۔ جس نے تم کو اتارا۔ اور اس شکم پر جس نے تم کو اٹھایا۔ اور اس گود پر جس نے تمہاری کفالت کی۔ یعنی پرورش کیا ۔ (یعنی آپ کے والد اور والدہ اور چچا ابو طالب جنتی ہیں) ۔

۶ وعن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہؐ من اراد التوکل فلیحب اہلبیتی و من اراد ان ینجو من عذاب القبر فلیحب اہلبیتی و من اراد الحکمۃ فلیحب اہلبیتی و من اراد دخول الجنۃ بغیر حساب فلیحب اہلبیتی فواللہ ما احبہم احد الا ربح فی الدنیا و فی الاخرۃ ۔ اور نافع نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی توکل کرنا چاہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ میری اہلبیتؑ کو دوست رکھے۔ اور جو کوئی عذاب قبر سے نجات پانا چاہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ میری اہلبیتؑ کو دوست رکھے ۔ اور جو کوئی علم و حکمت حاصل کرنا چاہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ میری اہلبیتؑ کو دوست رکھے۔ اور جو کوئی چاہے۔ کہ بیحساب جنت میں داخل ہو۔ اس کو چاہیئے۔ کہ میری

اہلبیتؑ کو دوست رکھے۔ خدا کی قسم جو کوئی انکو دوست رکھیگا ۔ وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی قائمؑ اٹھائیگا۔

بک وعن زادان عن سلمانؓ قال قال رسول اللہ یا سلمانؓ من حب فاطمۃؑ ابنتی فھو فی الجنۃ معی و من ابغضھا فھو فی النار یا سلمانؓ حبّ فاطمۃ ینفع فی مائۃ من المواطن ایسر ذلک المواطن الموت والقبر والمیزان والصراط والمحاسبۃ فمن رضیت عنہ ابنتی فاطمۃؑ رضیت عنہ و من رضیت عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ و من غضبت ابنتی فاطمۃؑ علیہ غضبت علیہ و من غضبت علیہ غضب اللہ علیہ یا سلمانؓ ویل لمن یظلمھا و یظلم بعلھا علیًّا و ویل لمن یظلم ذریتھما و شیعتھما ۔ اور زادان نے سلمان رضؓ سے روایت کی ہے ۔ کہ جناب رسول خداؐ نے مجھسے فرمایا ۔ اے سلمانؓ ۔ جو کوئی میری بیٹی فاطمہ زہراؑ سے محبت رکھے ۔ وہ بہشت میں میرے ہمراہ ہوگا ۔ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے ۔ وہ جہنم میں جائیگا ۔ اے سلمانؓ ۔ فاطمہ کی دوستی ١٠٠ جگہ نفع پہنچاتی ہے کہ ان جگھوں میں سے زیادہ تر سہل مقامات موت اور قبر اور میزان اور صراط اور حساب قیامت ہیں ۔ پس جس شخص سے کہ میری بیٹی فاطمہؑ خوش ہوگی ۔ میں بھی اس سے خوش ہونگا ۔ اور جس سے میں خوش ہوں ۔ اللہ تعالٰے بھی اس سے خوش ہے ۔ اور جس کسی سے میری بیٹی فاطمہؑ ناراض ہے ۔ میں بھی اس سے ناراض ہوں ۔ اور جس سے میں ناراض ہوں اللہ تعالٰے بھی اس سے ناراض اور غضبناک ہے ۔ اے سلمانؓ وائے ہو اُس شخص پر جو اس پر ظلم کرے ۔ اور اس کے شوہر علیؑ پر ظلم کرے ۔ اور وائے ہو اس شخص پر جو ان دونوں کی اولاد اور ان کے شیعوں پر ظلم کرے ۔

ثـ وعن المقداد بن الاسودؓ قال قال رسول اللہ معرفۃ آل محمدؐ براءۃ من النار و حب آل محمدؐ جواز علی الصراط والولایۃ لآل محمد امان من العذاب ۔ اور مقداد بن اسودؓ سے روایت ہے ۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے ۔ کہ آل محمدؐ

کی معرفت آتش دوزخ سے نجات پانے کا ذریعہ ہے۔ اور آل محمد کی دوستی صراط پر عبور کرنے کا وسیلہ ہے۔ اور آل محمد کی ولایت کا قبول کرنا عذاب خدا سے امن پانے کا باعث ہے۔

۹ وعن جریر ابن عبد اللہ البجلی قال قال رسول اللہ من مات علیٰ حب آل محمد مات شہیداً ومن مات علیٰ حب آل محمد مات مغفوراً لہ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد فیفتح فی قبرہ بابان من الجنۃ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر ونکیر الا ومن مات علیٰ حب آل محمد یزف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجہا الا ومن مات علیٰ حب آل محمد مات تائباً الا ومن مات علیٰ حب آل محمد جعل اللہ زوار قبرہ ملٰئکۃ الرحمۃ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد مات علی السنۃ والجماعۃ الا ومن مات علیٰ حب آل محمد مات مومناً مستکمل الایمان الا ومن مات علیٰ بغض آل محمد جاء یوم القیامۃ مکتوب بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ الا ومن مات علیٰ بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ الا ومن مات علیٰ بغض آل محمد مات کافراً ✦ اور جریر بن عبد اللہ بجلی سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ (اے صحابہ) آگاہ ہو۔ جو کوئی محبتِ آل محمد پر مریگا۔ وہ شہید مریگا۔ اور جو کوئی محبت آل محمد پر مریگا۔ وہ بخشا ہوا مریگا۔ آگاہ ہو۔ جو کوئی محبت آل محمد پر مریگا۔ اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھولے جائینگے۔ آگاہ ہو۔ جو کوئی محبت آل محمد پر مریگا۔ اس کو ملک الموت مرتے وقت بہشت کی بشارت دیگا۔ پھر (قبر میں) منکر ونکیر مژدہ جنت سنائینگے۔ آگاہ ہو۔ جو کوئی محبت آل محمد پر مریگا۔ وہ اس طرح باساز وسامان جنت کی طرف جائیگا جسطرح تازہ دلہن اپنے شوہر کے گھر کی طرف جاتی ہے۔ آگاہ ہو۔ کہ جو کوئی محبت آل محمد پر مریگا وہ توبہ کرکے مریگا۔ آگاہ ہو۔ کہ جو کوئی محبت آل محمد پر مریگا۔ اللہ تعالےٰ رحمت کے

فرشتوں کو اس کی قبر کے زوّار بنائیگا۔ آگاہ ہو۔ کہ جو کوئی محبت آل محمد پر مریگا۔ وہ سنت نبوی اور جماعت ایمانی پر مریگا۔ آگاہ ہو۔ جو کوئی محبت آل محمد پر مریگا۔ وہ کامل الایمان مریگا۔ آگاہ ہو۔ جو کوئی بغض و عداوتِ آل محمد پر مریگا۔ وہ قیامت کے دن اس حال میں اُٹھیگا۔ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ اٰیسٌ من رحمۃ اللّٰہ یعنی یہ رحمتِ خدا سے نا امید ہے۔ آگاہ ہو۔ جو کوئی بغض و عداوتِ آل محمد پر مریگا۔ وہ بہشت کی بو تک بھی نہ سونگھے گا۔ آگاہ ہو۔ جو کوئی بغض و عداوتِ آل محمد پر مریگا۔ وہ کافر مریگا۔

۱۰ وعن عکرمہ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم بعبد الرحمٰن بن عوف یا عبد الرحمٰن انکم اصحابی وعلیؑ ابن ابیطالب اخی منّی وانا من علیؑ فھو باب علمی ووصیی وھو وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ ھم خیر اھل الارض عنصرا وشرفا وکرما وفی نسخۃ اُخری عن عکرمہ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ بعبد الرحمٰن بن عوف انھم اصحابی وعلیؑ ابن ابیطالب منی وانا من علیؑ فمن قاتلہ بعدی او فمن یاتینی بغیرہ او فمن جفاہ فقد جفانی و من جفانی۔ فعلیہ لعنۃ ربّی۔ او فمن اذاہ فقد اذانی ومن اذانی فعلیہ لعنۃ ربّی یا عبد الرحمٰن ان اللّٰہ تعالیٰ انزل کتابا مبینا وامرنی ان اُبیّن للناس ما انزل الیھم ما خلا علی ابن ابیطالبؑ فانہ لم یحتج الی بیانٍ لانّ اللّٰہ تعالےٰ جعل فصاحتہ کفصاحتی ودرایتہ کدرایتی ولو کان الحلم رجلا لکان علیا ولو کان العقل رجلا لکان الحسنؑ ولو کان السخاء رجلا لکان الحسینؑ ولو کان الحسن شخصا لکان فاطمۃؑ ابنتی خیر اھل الارض عنصرا وشرفا وکرما۔ اور عکرمہ نے ابن عباسؓ سے

روایت کی ہے - کہ جناب رسول خداؐ نے عبد الرحمن بن عوف سے فرمایا - اے عبد الرحمن تم لوگ میرے اصحاب ہو - اور علیؑ ابن ابیطالب میرا بھائی مجھ سے ہے - اور میں علیؑ سے ہوں - پس وہ میرے علم کا دروازہ اور میرا وصی ہے - اور وہ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہی ایسے لوگ ہیں - جو وجود عنصری اور شرافت اور کرامت میں تمام اہل زمین سے بہتر ہیں +

(یہ ترجمہ نسخہ اول کے مطابق کیا گیا - جس کو صاحب ینابیع المودت نے اپنی کتاب ینابیع المودت میں نقل کیا ہے - مگر اور کتابوں میں جو الگ موجود ہیں - یہ حدیث بہت طولانی ہے - جس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے مترجم ۱۲ ؎)

ترجمہ نسخہ دوم - عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے - کہ جناب رسول خداؐ نے عبد الرحمن بن عوف سے فرمایا - اے عبد الرحمن - یہ لوگ میرے اصحاب ہیں - اور علیؑ ابن ابیطالبؑ مجھ سے ہے - اور میں علیؑ سے ہوں - پس جو کوئی میرے بعد اس سے منحرف ہوگا - یا بروایت دیگر جو کوئی اس کے بغیر یعنی اس کی ولایت کے بغیر میرے پاس آئیگا - یا بروایتے دیگر - جس نے اس پر ظلم کیا - اس نے مجھ پر ظلم کیا - اور جس نے مجھ پر ظلم کیا اس پر میرے پروردگار کی لعنت ہے - یا بروایتے دیگر جس نے علیؑ کو اذیت پہنچائی - اُس نے مجھکو اذیت پہنچائی - اور جس نے مجھکو اذیت پہنچائی - اس پر میرے پروردگار کی لعنت ہے - اے عبد الرحمن اللہ تعالےٰ نے راہ ہدایت کو بیان کرنیوالی کتاب نازل کی اور مجھکو حکم دیا - کہ میں لوگوں پر ظاہر کردوں جو کچھ کہ انکی طرف نازل کیا گیا ہے - سوائے علیؑ ابن ابیطالبؑ کے - کیونکہ اس کو کسی بیان اور اظہار کی ضرورت نہیں - اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی فصاحت میری فصاحت جیسی - اور اس کی درایت (سمجھ) میری درایت کی سی بنائی ہے - اور اگر مثلاً حلم (بردباری وتحمل) ایک مجسم ہو کر ایک مرد بن جاتا - تو علیؑ ہوتا - اور اگر عقل ایک شخص بن جاتا - تو حسنؑ ہوتا - اور

اگر سخاوت ایک شخص ہوتا تو حسینؑ ہوتا - اور اگر حسن (خوبصورتی) ایک شخص ہوتا -
تو میری بیٹی فاطمہؑ ہوتی - جو وجود عنصری اور شرافت و کرامت میں تمام اہل زمین سے بہتر ہیں ۰

۱۱ وعن موسیٰ بن علی القریشی عن قنبر عن بلال بن حمامة قال طلع علینا
النبی صلعم ذات یوم و وجہہ مشرق کدائرة القمر فقام عبد الرحمن بن عوف
فقال یا رسول اللہ ما ھذا النور فقال بشارة اتتنی من ربی فی اخی وابن عمی
علی وابنتی فاطمہ ان اللہ زوج علیاً فاطمہ وامر رضوان خازن الجنان فھز
بالزینة والنور فھز شجرة طوبیٰ فحملت دقاقاً یعنی صکاکا بعد محبی اھل بیتی
وانشأ من تحتھا ملائکة من نور ودفع الی کل ملک صکاً فاذا استوت
القیامة باھلھا نادت الملٰئکة الی الخلائق فلا یبقیٰ محب الا دفعت الیہ
صکاً فیہ فکاک من النار (وفی نسخة اخریٰ الا دقعت فی یدہ ورقة فیھا
صک وفیہ نجات من النار) فاخی وابن عمی وابنتی فکاک رقاب الرجال
والنساء من امتی من النار + اور موسے بن علی قریشی نے قنبرؓ سے اور اس نے
بلال بن حمامہ سے روایت کی ہے - بلال کہتا ہے - کہ ایکدن جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہمارے پاس تشریف لائے - اور اس وقت آپ کا چہرۂ انور چاند کے گھیرے کی طرح
چمک رہا تھا - عبد الرحمن بن عوف نے کھڑے ہو کر عرض کی - کہ یا رسول اللہ یہ روشنی آپ کے
چہرۂ انور پر کیسی ہے - فرمایا میرے پروردگار کی طرف سے میرے بھائی اور ابن عم علی ابن
ابیطالب اور میری بیٹی فاطمہؑ کے بارے میں ایک خوشخبری میرے پاس آئی ہے - اور وہ
یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ نے علی کا نکاح فاطمہؑ سے کیا - اور رضوان خازن جنت کو حکم دیا کہ جنت
کو آراستہ کرے - پھر رضوان نے درخت طوبےٰ کو حرکت دی - اور وہ میری اہلبیتؑ کے
دوستوں کی شمار کے موافق پروانوں سے بار ور ہوا - اور اللہ تعالےٰ نے اس کے نیچے نور
کے فرشتے پیدا کئے - اور ہر ایک فرشتے کو ایک پروانہ عطا فرمایا - پس جب قیامت قائم ہوگی اور

اہل قیامت محشور ہوں گے۔ تو وہ فرشتے مخلوقات کو پکاریںگے۔ پس ہر ایک محب اہلبیت کو ایک پروانہ مل جائیگا۔ جس میں آتش دوزخ سے نجات پانے کا حکم مندرج ہوگا (یا بروایت دیگر ہر ایک محب کے ہاتھ میں ایک پتا گر پڑیگا۔ جس میں پروانہ ہوگا۔ اور اس پروانہ میں آتش دوزخ سے نجات پانے کا حکم لکھا ہوگا) پس میرا بھائی اور ابن عم علی ابن ابیطالبؑ اور میری بیٹی فاطمہؑ میری امت کے مردوں اور عورتوں کی گردنوں کو آتش دوزخ سے چھڑانیوالے ہیں۔

۱۲ وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ لعلیؑ یا علیؑ ان اللہ تبارک و تعالی زوجک فاطمۃ وجعل صداقہا الارض فمن مشی علیہا مبغضا لک مشی حراما۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے علیؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ اللہ تعالے نے فاطمہؑ سے تمہارا نکاح کیا۔ اور اس کا مہر تمام زمین کو مقرر فرمایا۔ پس جو کوئی زمین پر چلے۔ درانحالیکہ وہ تم سے بغض رکھتا ہو۔ وہ اسکا چلنا حرام ہے۔

۱۳ عن ابی نعیم الحافظ عن شیوخہ عن انسؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اوتی شیئاً یقول اذھبوا بہ فلانۃ فانہا کانت صدیقۃ خدیجۃ اذھبوا بہ الی فلانۃ فانہا تحب خدیجۃ۔ حافظ ابونعیم نے باسناد خود اپنے شیوخ کی زبانی انسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کوئی چیز آتی تھی۔ تو فرماتے تھے۔ یہ چیز فلاں عورت کے پاس لیجاؤ۔ کہ وہ خدیجۃ الکبرٰی کی صدیقہ یعنی سچی دوست تھی۔ یہ چیز فلاں عورت کو پہنچا دو۔ کہ وہ خدیجہؑ کو دوست رکھتی ہے۔

۱۴ عن شیوخہ عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ فضلت خدیجۃ علی نساء النبی کما فضلت مریم علی نساء العالمین۔ عمار بن یاسر سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ خدیجہؑ کبرٰی کو میری بیویوں پر (یا بروایت دیگر میری امت کی عورتوں پر) اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح حضرت

نساء النبی

مریمؑ (مادر عیسےٰؑ) کو تمام عالم کی عورتوں پر ۔

۱۵ وعن حذیفۃؓ قال قال رسول اللہ نزل ملکٌ من السماء فاستاذن اللہ ان یسلم علیّ ولم ینزل قبلھا فبشرنی عن اللہ عزوجل ان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ ۔ اور حذیفہ یمانیؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا۔ اور اس نے اللہ تعالےٰ سے مجھ پر سلام کرنے کی اجازت لی۔ اور وہ اس سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا۔ پس اس نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھکو یہ خوشخبری دی۔ کہ فاطمہؑ تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہے ۔

المودۃ الرابعۃ عشر فی فضائل النبیؐ واھلبیتہؑ وفوت النبیؐ وفاطمۃ ودفنھما علیھما السلام وبھا ختمت المودات المبارکات الطیبات ۔

چودھویں مودت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی اہلبیتؑ اطہار کے فضائل اور آنحضرتؐ اور فاطمہ علیہما السلام کی وفات اور دفن کے حالات میں ۔ اور اسی پر یہ مبارک اور پاک مودتیں ختم ہوتی ہیں۔

۱ عن امیر المومنین علی فی حدیث طویل قال اذا کان یوم القیامۃ فاول من یقوم من قبرہ الناطق الصادق الناصح المشفق محمد المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیاتیہ جبرئیل بالبراق ومیکائیل بالتاج واسرافیل بالقصب ورضوان بحلتین ثم ینادی جبرئیل این قبر محمدؐ فتقول الارض حملتنی الریاح مع الجبال فدکتنی دکۃ واحدۃ فلا ادری این قبر محمد فیرتفع عن قبرہ عمود من نور الی عنان السماء فیبکی جبرئیل بکاءً شدیدا فیقول لہ میکائیل وما یبکیک فیقول او تمنعنی من البکاء وھذا محمدؐ یقوم من قبرہ ویسئلنی عن امتہ وانا لا ادری این امتہ قال ثم ینصدع القبر فاذا محمدؐ قاعد وینفض التراب عن راسہ ولحیتہ ثم

یلتفت یمیناً و شمالاً فلا یری من العمران شیئاً فیقول یا جبرئیل بشرنی فیقول
ابشرک بالبراق السباق الطائر فی الآفاق فیقول بشرنی فیقول ابشرک بالتاج فیقول
بشرنی فیقول ابشرک بالقصب والحلتین فیقول بشرنی بامتی لعلک خلفتهم بین
اطباق النیران او لعلک ترکتهم علی شفیر جہنم او لعلک ترکتهم فی ایدی الزبانیة
فیقول لما رأیتهم وانهم معدفی لحودهم الی آخر الحدیث اختصرنا الخبر الطویل
بذلک حتی تعلم شفقته الیک بمحبته واتباع سنته * اور جناب امیر المومنین علیہ السلام
سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے۔ کہ قیامت کے دن جو کوئی سب سے پہلے اپنی قبر میں زندہ
ہو کر اٹھیگا۔ وہ پیغمبر ناطق و صادق و ناصح و مشفق یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہونگے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام براق کو لیکر حاضر ہونگے۔ اور میکائیل تاج اور اسرافیل
کتانی جامہ اور رضوان بہشت کے دو حلے لائیں گے۔ اور جبرئیل پکارینگے۔ کہ محمد کی قبر
کہاں ہے۔ زمین جواب دیگی۔ کہ ہواؤں نے مجھکو پہاڑوں سمیت اٹھایا۔ اور یکبارگی
مجھکو دے مارا۔ اس لئے مجھکو معلوم نہیں۔ کہ محمد کی قبر کہاں ہے۔ اسوقت نور کا ایک
ستون آپکی قبر مطہر سے آسمان تک ظاہر ہوگا۔ پس جبرئیل نہایت شدت سے رونے لگیں گے۔
میکائیل ان سے کہینگے۔ تم کیوں روتے ہو۔ جبرئیل جواب دینگے۔ کہ اے بھائی میکائیل آیا تم
مجھکو رونے سے منع کرتے ہو۔ حالانکہ محمد اب اپنی قبر سے اٹھیں گے۔ اور اپنی امت کی بابت
مجھسے دریافت کرینگے۔ اور مجھکو معلوم نہیں ہے۔ کہ آپ کی امت کہاں ہے * جناب امیرؑ
فرماتے ہیں۔ کہ پھر حضرت کی قبر پھٹ جائیگی۔ اور یکایک محمد اٹھ کر بیٹھ جائیں گے۔ اور
اپنے سر اور ڈاڑھی پر سے مٹی جھاڑینگے۔ پھر دائیں اور بائیں طرف متوجہ ہوں گے اور کسی قسم
کی آبادی نہ دیکھیں گے۔ اسوقت جبرئیل سے فرمائینگے۔ اے جبرئیل مجھکو کوئی خوشخبری سناؤ۔
جبرئیل عرض کرینگے۔ میں آپکو براق کی خوشخبری دیتا ہوں۔ جو سبقت کرنیوالا اور اطراف
عالم میں اڑنے والا ہے۔ پھر حضرت فرمائینگے۔ مجھکو کوئی خوشخبری دو۔ جبرئیل عرض کرینگے۔ میں

آپ کو تاج کی خوشخبری دیتا ہوں۔ حضرت فرمائیں گے۔ کوئی خوشخبری دو۔ وہ عرض کریگے۔ میں آپ کو جامہ کتان اور دو بہشتی حلّوں کی خوشخبری دیتا ہوں۔ تب حضرت فرمائیں گے۔ اے جبرئیل مجھکو میری امت کی خوشخبری سناؤ۔ شاید تم نے انکو دوزخ کے طبقوں کے درمیان چھوڑا ہے۔ یا شاید جہنم کے کنارے پر چھوڑا ہے۔ یا شاید دوزخ کے شعلوں (زبانیہ) کے درمیان چھوڑا ہے۔ اسوقت جبرئیل عرض کرینگے۔ کہ یا محمد میں نے انکو نہیں دیکھا ہے۔ اور وہ ابھی قبروں میں ہیں +
مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اس طولانی حدیث کو اس مطلب پر اختصار کر دیا۔ تاکہ (اے دیکھنے والے) تجھکو معلوم ہو۔ کہ آنحضرتؐ تیری اُن کے ساتھ محبت رکھنے اور انکی سنت کی پیروی کرنیکے سبب تجھپر کس قدر مہربان اور شفیق ہیں (کہ قبر سے اُٹھتے ہی امت کا خیال ہے) +

۳ وعن زید بن اسلم عن عمر ابن الخطاب قال قال رسول اللہ لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یا رب اسئلك بحق محمدٍ لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم کیف عرفت محمداً و لم اخلقہ قال یا رب لما خلقتنی بیدك و نفخت فی من روحك رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی واذا سئلتنی بحقہ قد غفرت لك ولولاہ ما خلقتك قال ابو عبد اللہ الحافظ ھذا حدیث صحیح الاسناد و لو لم یخرجہ الشیخان + اور زید ابن اسلم نے عمر ابن خطاب سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جب آدم نے خطا (ترک اولےٰ) کی۔ تو خدا سے اس طرح دعا کی۔ اے پروردگار میں محمدؐ کا واسطہ دیکر تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ مجھکو بخش دے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے آدمؑ تو نے محمدؐ کو کیونکر پہچانا۔ حالانکہ میں نے ابھی اس کو پیدا نہیں کیا۔ آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار۔ جب تو نے اپنے دست قدرت سے مجھکو پیدا کیا۔ اور اپنی روح کو مجھ میں پھونکا۔ میں نے اپنا سر اوپر کو بلند کیا۔ اسوقت میں نے دیکھا۔ کہ عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہ دیکھکر

تینے سمجھ لیا۔ کہ تونے اپنے نام کے ساتھ اسی شخص کے نام کو ملحق کیا ہے۔ جو تمام مخلوق میں سے تجھ کو زیادہ تر محبوب (پیارا) ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدمؑ تونے سچ کہا۔ بیشک وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اور چونکہ تونے اسکا واسطہ دیکر مجھ سے سوال کیا ہے۔ اس لئے مینے تجھ کو بخش دیا۔ اور اگر میں اس (محمدؐ) کو پیدا نہ کرتا تو تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ حافظ ابو عبد اللہ کہتا ہے۔ کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اگرچہ شیخین یعنی بخاری و مسلم نے اس کو اپنی صحیحین میں درج نہیں کیا ٭

۳۳ وعن سعید ابن المسیب عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ؐ اوحی اللہ الیٰ عیسےٰ یا عیسیٰ امن بمحمدٍ وأمر من ادرکہ من امتک ان یومنوا بہ فلولا محمدٌ ما خلقت اٰدمؑ ولولا محمدٌ ما خلقت الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتب علیہ لا الٰہ الا اللہ م ح یعنی نصف اسم محمد فسکن ٭ قال ابو عبد اللہ الحافظ ھذا حدیث صحیح الاسناد ایضًا ولو لم یخرجہ الشیخان ٭

اور سعید بن مسیب نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰؑ پر وحی بھیجی۔ اے عیسےٰؑ محمدؐ پر ایمان لا۔ اور اپنی امت کو حکم دے کہ جو اسکو پائیں (یعنی محمدؐ کے زمانہ میں ہوں) اس پر ایمان لائیں ٭ اگر میں محمدؐ کو پیدا نہ کرتا۔ تو آدمؑ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اور اگر محمدؐ کو پیدا نہ کرتا۔ تو نہ جنت کو پیدا کرتا۔ اور نہ دوزخ کو۔ اور جب مینے عرش کو پانی کے اوپر پیدا کیا۔ تو وہ مضطرب ہوا۔ یعنی ادھر اُدھر ہلنے لگا۔ پس اس پر لا الٰہ الا اللہ م ح یعنی محمدؐ کا آدھا نام لکھا گیا۔ اس کے لکھتے ہی وہ ساکن ہوگیا یعنی ٹھیر گیا ٭ حافظ ابو عبد اللہ کہتا ہے۔ کہ یہ حدیث بھی صحیح الاسناد ہے۔ گو شیخین نے اس کو درج نہیں کیا ٭

۳۴ عن ابی عبد اللہ الحافظ عن شیوخہ عن ابی الخیر البختری قال رایت امیر المومنین علیًا علیہ السلام علی منبر الکوفۃ وعلیہ مدرعۃ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم متقلداً بسیف رسول اللہ متعمماً بعمامۃ رسول اللہ وفی اصبعہ خاتم رسول اللہ فقعد علی المنبر وکشف بطنہ فقال سلونی قبل ان تفقدونی فانّ بین الجوانح منی علماً جمّاً واشار الیٰ بطنہ وقال ھذا سقط العلم ھذا لعاب رسول اللہ فی فمی ھذا ما زقنی رسول اللہ زقاً زقاً من غیر وحی اوحی اللہ الیّ واللہ لو ثنیت لی الوسادۃ فجلست علیھا لافتیت لاھل التوراۃ بتوراتھم ولاھل الانجیل بانجیلھم حتی ینطق التوراۃ والانجیل فیقول صدق علیؑ قد افتاکم بما انزل فیّ وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون + ابو عبد اللہ حافظ نے اپنے شیوخ سے اور انہوں نے ابو البختری سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو مسجد کوفہ میں منبر پر دیکھا۔ اور اس وقت آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ اور رسولخداؐ کی تلوار پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اور آنحضرتؐ کا عمامہ سر پر رکھے تھے۔ اور رسولخداؐ کی انگوٹھی آپ کی انگلی میں تھی پس آپ منبر پر بیٹھ گئے۔ اور شکم مبارک کو کھولا۔ اور ارشاد فرمایا۔ اے لوگو۔ مجھ سے پوچھو۔ اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ گے۔ کیونکہ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان علم کثیر ہے۔ اور اپنے شکم مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ علم کا جائے وقوع ہے۔ یہ لعاب رسولخداؐ ہے یہ وہ ہے جو رسولخداؐ نے مجھکو تھوڑا تھوڑا کرکے کھلایا ہے۔ (جس طرح پرندہ اپنے بچے کو بھراتا ہے) اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے بغیر نزول وحی کے (بواسطہ رسولخداؐ) مجھ کو پہنچا ہے۔ خدا کی قسم اگر مسند میرے واسطے بچھائی جائے۔ اور میں اُس پر بیٹھوں تو میں بیشک اہل توریت کے لئے انکی توریت کے موافق فتوے دونگا۔ اور اہل انجیل کے لئے انکی انجیل کے موافق حکم کرونگا۔ یہانتک کہ توریت و انجیل گویا ہوں۔ اور ہر ایک کہے۔ کہ البتہ علیؑ نے سچ کہا۔ اور جو کچھ اللہ تعالےٰ نے میرے بیچ میں نازل کیا ہے۔ اسکے موافق تمہارے واسطے فتوے دیا ہے۔ اور تم کتاب خدا کو پڑھتے ہو۔ کیا تم نہیں سمجھتے +

۵ عن ابن عباسؓ قال ان الحسنؑ والحسینؑ کانا کتبا فقال الحسنؑ للحسینؑ خطی احسن من
خطک فقالا لفاطمۃ احکمی بیننا من احسن منا خطا فکرهت فاطمۃؑ ان تؤذی احدهما بتفضیل خط
علی الآخر فقالت لهما سلا اباکما علیاؑ فسألاه عن ذلک فقال علی علیه السلام سلا جدکما رسول اللهؐ
فسألاه فقال لا احکم بینکما حتی اسئل جبرئیلؑ فلما جاء جبرئیلؑ قال لا احکم بینهما ولکن یحکم بینهما
میکائیلؑ فقال لا احکم بینهما ولکن یحکم بینهما اسرافیلؑ فقال لا احکم بینهما حتی اسئل اللهؑ ان یحکم بینهما فقال
الله تبارک وتعالی لا احکم بینهما ولکن امهما فاطمۃؑ تحکم بینهما فقالت فاطمۃؑ احکم بینهما وکانت لها
قلادۃ من الجواهر فقالت لهما انثر جواهر هذه القلادۃ فمن اخذ منهما اکثر فخطه احسن فنثرتها
وکان جبرئیلؑ واقفا عند قائمۃ العرش فامره الله تعالی ان اهبط الی الارض وانصف الجواهر بینهما
حتی لا یتأذی احدهما ففعل ذلک احتراما وتعظیما لهما علیهما السلام ۔ اور ابن عباسؓ سے
روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ حسنؑ اور حسینؑ نے بطور مشق کے کچھ لکھا۔ اور حسنؑ نے حسینؑ سے کہا
کہ میرا خط تم سے اچھا ہے۔ اور وہ کہتے تھے۔ کہ میرا خط تم سے اچھا ہے۔ آخر اپنی مادر گرامی
جناب فاطمہ زہراؑ سے عرض کی۔ تم ہمارا فیصلہ کرو۔ کہ ہم میں سے کس کا خط اچھا ہے حضرت
فاطمہؑ نے اس خیال سے کہ اگر میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دونگی۔ تو ان میں سے ایک کو ایذا
پہنچیگی۔ فیصلہ کرنا پسند نہ کیا اور دونوں صاحبزادوں سے فرمایا۔ اپنے والد ماجد علیؑ
علیہ السلام سے دریافت کرو۔ تب انہوں نے حضرت علیؑ سے خط کی بابت دریافت کیا۔ علیؑ
نے فرمایا۔ اے فرزندو۔ اپنے نانا رسول خداؐ سے پوچھو۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے دریافت
کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میں تمہارے درمیان حکم نہیں کرتا۔ جب تک کہ جبرئیلؑ سے
دریافت نہ کرلوں۔ جب جبرئیلؑ حاضر ہوئے۔ تو عرض کی۔ کہ میں ان کے درمیان حکم نہیں کرتا
بلکہ میکائیلؑ ان کے درمیان حکم کرینگے۔ میکائیلؑ نے کہا۔ کہ میں ان کے درمیان حکم نہیں کرتا۔ بلکہ
اسرافیلؑ ان کے درمیان حکم کریں گے۔ اسرافیلؑ نے کہا۔ کہ میں ان کے درمیان
حکم نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ ان کے درمیان حکم کرے۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں ان کے درمیان حکم نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی ماں فاطمہؑ ان کے درمیان حکم کریگی۔ الغرض جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ کہ میں ان دونو کے درمیان فیصلہ کرتی ہوں۔ اور اس معصومہ کے پاس جواہرات کی ایک کنٹھی تھی۔ دونو صاحبزادوں سے فرمایا۔ کہ میں اس کنٹھی کے جواہرات کو بکھیر دیتی ہوں۔ تم میں سے جو کوئی زیادہ جواہرات چنے گا۔ اسی کا خط اچھا ہے۔ یہ فرما کر جواہرات بکھیر دئیے اور اس وقت جبرئیل عرش کے پائے کے پاس موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا۔ کہ زمین پر اترو۔ اور جواہر کو ان کے درمیان آدھوں آدھ کردو۔ تاکہ کوئی صاحبزادہ رنجیدہ نہ ہو۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے آکر ان دونو حضرات علیہما السلام کی عظمت و حرمت کے سبب جواہر کو آدھوں آدھ کر دیا[ا]

وفات و غسل و کفن رسول خدا

۲۶ وعن جماعۃ من الصحابۃ قالوا ان امیر المومنین علیاً علیہ السلام لما اراد غسل رسول اللہ بعد وفاتہ استدعی الفضل ابن عباسؓ ان یناولہ الماء بعد ان عصب عینیہ ثم نزع قمیصہ من جیبہ حتی بلغ بہ الی سرتہ فلما فرغ من تجہیزہ تقدم فصلی علیہ وحدہ ولم یشارکہ احد معہ فی الصلوٰۃ علیہ + وکان جماعۃ من الصحابۃ یخوضون فیمن یومھم فی الصلوٰۃ علیہ واین یدفن فخرج الیہم امیر المومنین فقال رسول اللہؐ امامنا حیاً ومیتاً فید خلون الیہ فوجاً فوجاً منہم فیصلون بغیر امام وینصرفون وقال ؑ ان اللہ تعالیٰ لم یقبض نبیاً فی مکان الا فیہ مدفونہ فیہ وانی ادفنہ فی حجرتہ التی قبض فیہ فرضی القوم بذلک + اور اصحاب رسول خدا کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ کی وفات کے بعد جب

[ا] منقول ہے کہ اس کنٹھی میں سات جواہرات تھے۔ جب تین تین دونو صاحبزادے چن چکے تو جبرئیل نے باقی ایک جواہر کو دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اور دونو نے ایک ایک ٹکڑا اٹھا لیا۔ مترجم

امیر المومنین علی علیہ السلام نے آنحضرتؐ کو غسل دینے کا ارادہ کیا۔ تو فضلؓ ابن عباسؓ سے فرمایا کہ اپنی دونوں آنکھوں پر پٹی باندھ کر حضرتؐ پر پانی ڈالتا جائے۔ پھر آنحضرتؐ کے پیراہن کو آپ کے گریبان کی طرف سے (نیچے کو) کھینچا۔ اور ناف تک لیجا کر چھوڑ دیا۔ جب غسل و کفن سے فارغ ہوئے۔ تو آگے بڑھے۔ اور تنہا ہی حضرتؐ کے جنازہ پر نماز پڑھی۔ اور اس نماز میں کوئی دوسرا شخص ان کے ساتھ شریک نہیں ہوا۔ اور صحابہ کی ایک جماعت (باہر بیٹھی ہوئی) اس امر میں غور و فکر کر رہے تھے۔ کہ حضرتؐ کی نماز جنازہ پڑھتے وقت ان کا امام کون ہوگا۔ اور آپ کو کہاں دفن کیا جائیگا۔ پس امیر المومنین علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ اور ان سے فرمایا۔ کہ رسولخداؐ زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں ہمارے امام ہیں۔ پس ان میں سے تھوڑے تھوڑے آدمی اندر جنازے کے پاس جاتے تھے۔ اور بغیر امام کے نماز جنازہ پڑھ کر باہر چلے آتے تھے۔ نیز جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ جس جگہ کسی پیغمبر کی روح کو قبض کرتا ہے۔ اسی جگہ اس کو دفن کیا کرتے ہیں۔ میں بھی آنحضرتؐ کو آپ کے اسی حجرے میں دفن کرونگا۔ جس میں آپ نے انتقال فرمایا ہے۔ سب نے اس بات کو پسند کیا۔

فلما فرغوا من الصلوٰۃ قال امیر المومنینؑ لبریدۃ بن سہل احفر لرسول اللہ لحداً مثل اھل المدینۃ فحفر لہ لحداً وکان یحفر لاھل المدینۃ ثم دخل فیہ امیر المومنین علیؑ والعباسؓ والفضلؓ بن عباس لیتولوا دفنہ فوضعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام بیدہ وکشف وجھہ ووضع اللبن واھال التراب وکان یوم الثامن والعشرون من صفر وقیل اثنا عشر من ربیع الاول مات یوم الاثنین ودفن یوم الاربعاء۔ پس جب نماز جنازہ سے فارغ ہوگئے۔ تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بریدہ بن سہل سے جو اہل مدینہ کا گورکن تھا۔ فرمایا۔ رسولخداؐ کیلئے مدینہ والوں کی سی ایک لحد کھود دو۔ اس نے حضرتؐ کے لئے لحد تیار کی۔ پھر امیر المومنین علیؑ اور حضرت عباسؓ اور فضل بن عباسؓ قبر میں داخل ہوگئے۔ تاکہ حضرتؐ کو دفن کریں پس

علی علیہ السلام نے آنحضرت کو اپنے دونوں ہاتھوں سے لحد میں رکھا۔ اور ان کا منہ کھولا پھر (لحد کے منہ پر) کچی اینٹیں رکھیں۔ اور اوپر مٹی ڈالی۔ اور حضرتؐ نے اٹھائیسویں ماہ صفر کو رحلت فرمائی۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اس روز ربیع الاول کی بارھویں تاریخ تھی دوشنبہ کے دن حضرتؐ نے وفات پائی۔ اور بدھ کے دن دفن ہوئے۔

ثم رجعت فاطمۃ الی بیتہا واجتمعت الیہا النساء فقالت فاطمۃ انا للہ وانا الیہ راجعون انقطع عنا خبر السماء ثم قالت فی مرثیۃ النبی۔ **اشعار**۔

اغبر آفاق البلاد وکورت۔ شمس النہار واظلم العصران۔ والارض من بعد النبی کئیبۃ اسفا علیہ کثیرۃ الرجفان۔ فلیبکہ شرق البلاد وغربہا ولیبکہ مصر وکل یمان۔ بعد ازاں فاطمہ زہرا علیہا السلام اپنے گھر واپس آئیں۔ اور مدینہ کی عورتیں تعزیت کے لئے ان کے پاس آکر جمع ہوئیں۔ تب فاطمہؑ نے کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون زبان پر جاری کیا۔ اور فرمایا اب آسمان کی خبر ہم سے منقطع ہو گئی۔ پھر آنحضرت کے مرثیہ میں یہ شعر پڑھے۔ **ترجمہ اشعار**۔ اطراف عالم (حضرت کے غم میں) غبار آلودہ ہو گئے۔ اور دن کا آفتاب سیاہ ہو گیا۔ اور تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہوا۔ اور زمین آنحضرتؐ کے بعد ویران ہو گئی۔ اور حضرتؐ پر افسوس کرنے کے سبب اس کو بہت زلزلے آرہے ہیں۔ پس ضرور ہے۔ کہ جہاں کے مشرق اور مغرب آنحضرتؐ پر گریہ کریں۔ اور مصر اور تمام اہل یمن ان پر روئیں۔

قیل ماتت فاطمۃ بعد النبی بستۃ اشہر۔ منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ نے حضرت سے چھ مہینے بعد وفات پائی۔

عن ابن عباسؓ لما جاء فاطمۃ الاجل لم تحم ولم تصدع ولکن اخذت بید الحسنؑ والحسینؑ فذہبت بہما الی قبر رسول اللہ فصلت بین القبر

والمنبر رکعتین ثم ضمتہما الی صدرھا والزمتہما وقالت یا اولادی اجلسا عند ابیکما ساعۃ وامیر المومنین یصلی فی المسجد ثم رجعت من عندھما نحو المنزل فحملت ملاط النبی فاغتسلت ولبست فضل ثوبہ کفنہ

ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ جب جناب فاطمہ زہراؑ علیہا السلام کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو نہ اس معصومہ کو بخار آیا۔ اور نہ دردِ سر عارض ہوا۔ بلکہ حسنؑ اور حسینؑ کے ہاتھ پکڑے اور دونو کو ہمراہ لیکر قبر رسولخداؐ پر گئیں۔ اور قبر اور منبر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دونو کو اپنے سینہ سے لگالیا۔ اور ان سے لپٹ کر فرمایا۔ اے میرے بچو۔ تم دونو ایک ساعت اپنے باپ کے پاس بیٹھو۔ اور امیر المومنینؑ اسوقت مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر وہاں سے گھر آئیں۔ اور آنحضرتؐ کی چادر اُٹھائی پھر غسل کرکے حضرتؐ کا بچا ہوا لباس (بروایتے دیگر بچا ہوا کفن) پہنا +

ثم نادت یا اسماء امراۃ جعفرؓ طیار فقالت لبیک بنت رسول اللہؐ فقالت فاطمۃؑ لا تفارقینی فانی فی ھذا البیت واضطجع جنبی ساعۃ فاذا مضت ساعۃ ولم اخرج فنادینی ثلثا فان اجبتک فادخلی والا فاعلمی انی الحقت برسول اللہؐ ثم قامت مقام رسول اللہ وصلت رکعتین ثم طالت وغارت وجھہا بطرف ردائھا + وقیل بل ماتت فی سجودھا +

بعد ازاں اسماء زوجہ جعفر طیارؓ کو آواز دی۔ اسماء نے عرض کی۔ ہاں اے دختر رسولخداؐ۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے اسماء تم میرے پاس سے الگ نہ ہونا۔ کہ میں اس گھر میں ایک ساعت لیٹنا چاہتی ہوں۔ جب ایک ساعت گزر جائے۔ اور میں باہر نہ نکلوں۔ تو تم مجھکو تین آوازیں دینا۔ اگر میں جواب دوں۔ تو تم اندر چلی آنا۔ ورنہ سمجھ لینا۔ کہ میں رسولخداؐ سے ملحق ہوگئی۔ بعد ازاں رسولخداؐ کی جگہ پر کھڑی ہوئیں۔ اور دو رکعت نماز پڑھی پھر لیٹ گئیں۔ اور اپنا منہ چادر کے پلے سے ڈھانپ لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ نے سجدہ ہی میں

وفات پائی۔ فلما مضت ساعۃ اقبلت اسماء بفاطمۃ الزہرا فنادت ثلثا یا ام الحسنؑ والحسینؑ یا بنت رسول اللہ فلم تجب فدخلت البیت فاذا ھی میتۃ۔ الغرض جب ایک ساعت گزری تو اسمار نے جناب فاطمہ زہرا کی طرف مخاطب ہوکر آواز دی۔ اے حسنؑ وحسینؑ کی ماں۔ اے دختر رسول خداؐ مگر کچھ جواب نہ ملا تب اسمار اس گھر میں داخل ہوئیں۔ کیا دیکھتی ہیں۔ کہ وہ معصومہ رحلت کرچکی ہیں۔

قال اعرابی کیف تعلم وقت وفاتھا قال اعلمھا ابوھا۔ اعرابی نے پوچھا۔ کہ اس معصومہ نے اپنی وفات کا وقت کیونکر معلوم کرلیا تھا۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا۔ کہ ان کے والد ماجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اس سے آگاہ فرمایا تھا۔ ثم شقت اسماء جیبھا وقالت کیف اخبرنی رسول اللہ بوفاتک ثم خرجت فلقیھا الحسنؑ والحسینؑ فقالا این امنا فسکتت فدخلا البیت فاذا امتدۃ فحرکھا الحسینؑ فاذا ھی میتۃ فقال یا اخا اجرک اللہ فی موت امنا وخرجا ینادیان واحمداہ وامحمداہ الیوم جدد لنا موتک اذ ماتت امنا ثم اخبرا علیا وھو فی المسجد فغشی علیہ حتی رش علیہ الماء فجاء علیؑ حتی دخل بیت فاطمۃؑ وعند راسھا تبکی اسماء وابنا محمد ما کنا نشعر بفاطمۃؑ موت جدکما۔ ثم نسفر بعد ذلک پھر اسمار نے اپنا گریبان پھاڑا۔ اور بولی۔ رسول خداؐ نے مجکو تمہاری وفات سے کیوں آگاہ کیا تھا۔ پھر گھر سے باہر نکلی۔ اور حسنؑ اور حسینؑ اس سے ملے۔ اور بولے۔ اے اسمار ہماری اماں کہاں ہیں۔ اسمار خاموش ہوگئی۔ اور دونو صاحبزادے گھر میں داخل ہوئے۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ جناب فاطمہؑ لیٹی ہوئی ہیں۔ امام حسینؑ نے ان کو ہلایا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ انتقال فرماچکی ہیں۔ یہ حال دیکھکر اپنے بڑے بھائی سے عرض کی۔ اے بھائی۔ اللہ تعالے آپ کو ہماری مادر گرامی کے مرنے میں اجر عطا فرمائے۔ بعد ازاں دونو بھائی گھر سے نکلے۔ اور پکارتے جاتے تھے۔ وامحمداہ واحمداہ اے نانا آج والدہ کی موت نے آپ کی موت کو ہمارے لئے تازہ کردیا۔ پھر مسجد میں جاکر اپنے

والد ماجد علی ابن ابیطالب کو اس واقعہ کی خبر دی۔ یہ وحشت ناک خبر سن کر آپ پر ایسی غشی طاری ہوئی۔ کہ (ہوش میں لانے کے لئے) آپ پر پانی چھڑکا گیا۔ جب افاقہ ہوا۔ تو حضرت گھر میں تشریف لائے۔ اور حجرۂ فاطمہ زہرا میں داخل ہوئے۔ اسوقت اسما اس معصومہ کے سرہانے بیٹھی رو رہی تھی۔ اور کہتی تھی۔ اے پسرانِ محمدؐ ہم فاطمہؑ کے سبب تمہارے جد امجد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کو یاد نہ کرتے تھے پس اُمِّ فاطمہ تمہارے بعد اب کس کے چہرۂ منور کی زیارت کیا کرینگے ۔ فکشف امیرالمومنینؑ عن وجھہا فاذا برقعۃٍ عند راسہا فنظر فیہا فاذا فیہا مکتوبٌ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذہ وصیۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ وھی تشھد ان لاالٰہ الاّ اللہ محمداً رسول اللہ وان الجنۃ حقٌ والنار حقٌ وانّ الساعۃ اٰتیۃ لاریب فیہا وان اللہ تعالیٰ یبعث من فی القبور یا علیّ انا فاطمۃ بنت رسول اللہ زوجنی اللہ منک لاکون لک فی الدنیا والاٰخرۃ وانت اولیٰ بی من غیرک فغسلنی وحنطنی واکفنی وادفنی باللیل و لا تعلم احداً استودعک اللہ واقرء علیٰ ولدی سلاماً الیٰ یوم القیامۃ ۔

آخر کار امیرالمومنین علیہ السلام نے جناب فاطمہؑ کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک رقعہ ان کے سر کے قریب پڑا ہوا ہے جونہی اسکو پڑھا۔ تو اس میں یہ مضمون لکھا پایا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہ فاطمہ دختر رسولِ خدا کی وصیت ہے ۔ اور وہ گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے ۔ محمد خدا کا رسول ہے ۔ اور شہادت دیتی ہے۔ کہ جنت حق ہے ۔ اور دوزخ حق ہے۔ اور قیامت ضرور آنیوالی ہے۔ اس میں کسی طرح کا شک نہیں ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ قبروں میں سے تمام مُردوں کو زندہ کرکے اُٹھائیگا۔ اے علیؑ میں فاطمہ دختر رسولِ خدا ہوں ۔ اللہ تعالےٰ نے تم سے میرے نکاح کیا۔ تاکہ دنیا اور آخرت میں میں تمہاری بیوی ہوں ۔ اور تم غیر کی نسبت میرے لئے زیادہ اولےٰ ہو۔ پس تم ہی مجھکو غسل دینا۔ اور حنوط کرنا ۔ اور کفنا کر رات کے وقت مجھکو

دفن کرنا۔ اور کسی کو خبر نہ دینا۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتی ہوں۔ اور اپنی اولاد کو جو قیامت تک ہوگی سلام کرتی ہوں۔

فلما جاء اللیل غسلہا علیؑ و وضعہا علی السریر وقال للحسنؑ ادع الی المصلی فصلی علیہا و رفع یدیہ الی السماء فنادی ھذہ فاطمۃ اخرجتہا من الظلمات الی النور فاضاءت الارض میلاً فی میل فلما ارادوا ان یدفنوھا نادت بقعۃ من البقیع الی فقد رفع تربتہا فنظروا القبر محفور فحملوا السریر الیہا فدفنوھا فجلس علیؑ شفیر القبر فقال یا ارض استودعک ودیعتی ھذہ بنت رسول اللہ فنودی منہا یا علیؑ انا ارفق بہا منک فارجع ولا تہتم فانسد القبر واستوی الارض فلم یعلم این کان الی یوم القیامۃ

جب رات ہوئی۔ تو جناب امیرؑ نے ان کو غسل دیا۔ اور تخت پر رکھا۔ پھر امام حسنؑ سے فرمایا۔ جانماز میرے لئے منگاؤ۔ پھر آپ نے نماز اس پر پڑھی۔ اور اپنے دو نو ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے۔ پس زمین میل میل تک روشن ہوگئی۔

جب ان حضراتؑ نے اس معصومہ کو دفن کرنا چاہا۔ تو بقیع کے ایک مقام سے آواز آئی میری طرف لاؤ۔ پھر اس جگہ کی خاک اوپر کو اٹھی۔ اور ان کو ایک قبر کھدی کھدائی نظر آئی۔ آخر کار تخت کو اس طرف لے گئے۔ اور اس معصومہؑ کو اس قبر میں دفن کیا۔ پھر جناب امیر المومنینؑ قبر کے کنارے پر بیٹھے۔ اور زمین سے مخاطب ہو کے فرمایا۔ اے زمین میں اپنی امانت کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ یہ دختر رسولخدا ہے۔ تب اس زمین سے آواز آئی۔ اے علیؑ میں تمہاری نسبت اس پر زیادہ تر مہربان ہوں۔ پس تم جاؤ اور غم مت کرو۔ پھر حضرتؑ نے قبر کو بند کیا۔ اور وہاں کی زمین برابر کر دی۔ پس کسی کو آپ کی قبر معلوم نہ ہوئی۔ اور نہ قیامت تک معلوم ہوگی۔

* یہ ایک خاص قسم کا تابوت تھا جو جناب سیدہ علیہا السلام نے خود اپنی میت کے لئے تجویز فرمایا تھا۔

ـــ۷ عن علی المرتضیٰ علیہ السلام عن رسول اللہ قال یبعث عبد المطلب یوم القیامۃ امۃ واحدۃ علیہ بہاء الملوک وسیماء النبوۃ۔ اور علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت عبد المطلب قیامت کے دن امت واحد کی حالت میں اٹھینگے کہ انکی شان وشوکت بادشاہوں کی سی ہوگی۔ اور پیشانی پیغمبروں کی طرح چمکتی ہوگی۔

ـــ۸ ایضاً عنہ قال قال رسول اللہ ان عبد المطلب سن خمساً فی الجاھلیۃ فاجراھا اللہ تعالیٰ فی الاسلام حرّم نساء الاٰباء علی الابناء فانزل اللہ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَاؤُكُمْ۔ ووجد مالاً فاخرج منہ خمساً وتصدّق فانزل اللہ تعالیٰ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ الاٰیۃ ولما حفر بئر زمزم سماھا سقایۃ الحاج فانزل اللہ تعالیٰ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ الاٰیۃ وسنّ فی القتل بمائۃ من الابل فاجری اللہ تعالیٰ ذلک فی الاسلام ولم یکن للطواف عددٌ فی قریش فسنّ عبد المطلب سبعۃ اشواط فاجری اللہ تعالیٰ ذلک فی الاسلام۔ نیز جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت عبد المطلبؑ نے زمانہ جاہلیت میں پانچ طریقے مقرر کیے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو اسلام میں جاری کیا۔ (۱) عبد المطلبؑ نے باپوں کی بیویوں کو بیٹوں پر حرام کیا تھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس کے موافق یہ آیت نازل کی۔ ولا تنکحوا ما نکح اٰباءکم من النساء الاٰیۃ۔ یعنی جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے۔ تم ان سے نکاح نہ کرو۔ آخر آیت تک۔ ـــ۲ عبد المطلب نے کہیں سے کچھ مال پایا۔ اس میں سے پانچواں حصہ نکالا اور راہ خدا میں تصدق کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیہ ذیل اس کے موافق نازل کی وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ الاٰیۃ یعنی معلوم کرو۔ کہ جو مال تم غنیمت میں پاؤ۔ اسکا پانچواں حصہ اللہ کا ہے۔ اور رسولخدا کا ...... الخ۔ ـــ۳ جب عبد المطلبؑ نے چاہ زمزم کو کھودا۔ تو اس کا نام سقایۃ الحاج رکھا۔ اسی کو خدا نے آیہ اجعلتم سقایۃ الحاج ..... الخ

میں نازل کیا۔ ایک آدمی کے قتل کا خون بہا ایک سو اونٹ مقرر کئے۔ اللہ تعالےٰ
نے وہی طریقہ اسلام میں جاری فرمایا۔ قریش میں طواف کی تعداد کچھ مقرر
نہ تھی۔ عبد المطلب نے سات شوط طواف کے مقرر کیئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکو اسلام میں جاری کیا
۹ وعنہ ایضاً قال قال رسول اللہ لی یا علی ان عبد المطلب ما کان
یستقسم بالازلام ولا یعبد الاصنام ولا یاکل ما ذبح علی النصب وکان
علی ملۃ ابراھیم ٭ نیز جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ کہ علی عبد المطلب جوے کے تیروں سے تقسیم کرتے
تھے۔ اور بتوں کو نہ پوجتے تھے۔ اور جو جانور کہ نصب یعنی بتوں کے استھان اور انکے نام
پر ذبح کیا جاتا تھا۔ اس کو نہ کھاتے تھے۔ اور وہ ابراہیم علیہ السلام کے مذہب پر تھے ٭
۱۰ وعن الامام جعفر الصادقؑ قال نزل جبرئیلؑ علی رسول اللہ فقال
ان ربک یقرئک السلام ویقول انی حرمت النار علی صلبٍ انزلک وبطنٍ
حملک وحجرٍ کفلک ورواہ المسلم فی جزء الثانی من صحیحہ ٭ اور امام جعفر صادق
علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ جناب رسالتمآبؐ پر جبرئیل نازل ہوئے۔ اور عرض کی۔
کہ آپکا پروردگار بعد تحفہ درود وسلام کے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ میں نے آتش دوزخ کو حرام
کر دیا ہے۔ اس پشت پر جس نے (اے محمدؐ) تم کو (رحم مادر میں) اتارا اور اس شکم پر
جس نے تمکو اٹھایا۔ (یعنی جس میں تمہارا حمل رہا) اور اس گود پر جس نے تمہاری کفالت اور
پرورش کی ٭ اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح کے جزو دوم میں درج کیا ہے ٭

ف یعنی آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ اور والدہ ماجدہ حضرت آمنہ اور عموئے نامدار
حضرت ابی طالبؑ پر (جنھوں نے اولاد کی طرح اپنی آغوش عاطفت میں آنحضرت کو پرورش
کی۔ اور مرتے دم تک ایک دم بھی حضرت سے جدا نہ ہوئے) جہنم کی آگ حرام
کی گئی ٭ مترجم عفی عنہ ٭

۱۱ وعن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضر ابا طالب الوفاۃ
جاء النبیؐ فوجد عندہ ابا جہل بن ہشام وابا عبداللہ بن ابی وامیۃ بن
المغیرۃ فقال رسول اللہ یا عم قل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمۃً
اشہد لک بہا عند اللہ فقال ابو جہل یا ابا طالب اترغب عن ملۃ ابائک جہالۃً
حتی قال ابو طالب اٰخر ما کلمہم عبد المطلب فقال لہ رسول اللہ لک عند اللہ
تقدم ۔ اور سعید ابن مسیب نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت ابو طالبؑ
کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو آنحضرتؐ وہاں تشریف لائے۔ دیکھا کہ ابو جہل بن
ہشام اور ابو عبداللہ بن اُبی اور امیہ بن مغیرہ ان کے پاس موجود ہیں۔ تب آنحضرتؐ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طالب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے چچا۔
کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو۔ تاکہ میں خدا کے نزدیک اس باب
میں تمہاری گواہی دوں۔ یہ سُنکر ابو جہل بولا۔ اے ابو طالبؑ کیا جہالت کے سبب
اپنے باپ دادا کے مذہب سے روگردانی کرتا ہے یہانتک کہ ابو طالبؑ نے وہی بات
کہی۔ جو عبد المطلب نے مرتے وقت اپنے آخری کلام میں (شہادت توحید ورسالت)
کہی تھی۔ تب جناب رسول خدا نے اُن سے فرمایا۔ اے چچا تمہارے واسطے خدا کے نزدیک سبقت ہے

۱۲ وعن ابن ہشیم قال سمعت علیاً یقول اتبع ابو طالب عبد المطلب
فی کل احوالہ حتی خرج من الدنیا علی ملتہ واوصانی ان ادفنہ فی قبرہ
فاخبرت رسول اللہ قال اذہب فوارہ فانفذ ما اوصاہ بہ فغسلہ
وکفنہ وحملہ الی الحجون قال فنبشت قبر عبد المطلب فرفعت الصفیح
فاذا ہو مواجہ الی القبلۃ فحمدت اللہ علی ذلک واطبقت الصفیح
علیہما وہو وصی الاوصیاء وخیر ورثۃ الانبیاء ۔ اور ابن ہشیم سے مروی
ہے علیؑ سے سُنا کہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت ابیطالبؑ نے تمام احوال میں

حضرت عبد المطلب کی پیروی کی۔ یہانتک کہ انہی کے مذہب پر دنیا سے رحلت کی۔ اور
مجھ کو وصیت کی۔ کہ مجھے حضرت عبد المطلب کی قبر میں دفن کرنا۔ پس میں نے جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت سے اطلاع دی۔ فرمایا۔ جاؤ انکو دفن کرو۔
اور جو وصیت کی ہے۔ اس کے موافق عمل کرو۔ راوی کہتا ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے انکو
غسل دیا۔ اور کفن پہنا کر قبرستان حجون میں اٹھا لیگئے۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ میں نے حضرت عبد المطلب کی قبر کو کھودا۔ اور تختہ اٹھایا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ان کا
منہ قبلہ کی طرف ہے۔ یہ حال دیکھکر میں نے خدا کی حمد وثنا کی۔ اور تختہ دونوں کے اوپر
رکھدیا۔ اور وہ یعنی ابو طالب پیغمبروں کے وصیوں کے وصی اور بہترین وارثان انبیا تھے +

۱۳۲ وعن الاعمش قال حدثنی ابو اسحاق بن الحارث وسعد بن بشیر
عن علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ قال قال رسول اللہ انا واردکم
علی الحوض وانت یا علی الساقی والحسن والحسین الآمر وعلی ابن الحسین الفاطر
ومحمد ابن علی الناشر وجعفر ابن محمد السائق وموسیٰ ابن جعفر محصی المحبین
والمبغضین وقامع المنافقین وعلی ابن موسیٰ مزین المومنین ومحمد ابن علی
منزل اهل الجنۃ الی درجاتهم وعلی بن محمد خطیبهم یزوجهم حور العین
والحسن ابن علی سراج اهل الجنۃ یستضیئون واهل به والمهدی
شفیعهم حیث لا شفاعۃ الا باذن اللہ لمن یشاء ویرضیٰ به + اور اعمش بیان
کرتا ہے۔ کہ مجھ سے ابو اسحاق بن حارث اور سعد بن بشیر نے علی ابن ابی طالب سے
روایت کی ہے۔ کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے۔ کہ میں حوض کوثر پر تم کو وارد کرنے
والا (اتارنے والا) ہوں۔ اور اے علی تم ساقی ہو۔ یعنی کوثر کا پانی پلانے والے ہو۔
اور حسن اور حسین حکم دینے والے ہیں۔ اور علی بن حسین فاطر ...
ناشر یعنی پھیلانے والے ہیں۔ اور جعفر بن محمد سائق یعنی ا...

کرکے جنت میں لے جانے والے ہیں۔ اور موسےٰ بن جعفرؑ دوستوں اور دشمنوں کو شمار
کرنیوالے۔ اور منافقوں کی بیخ کنی کرنیوالے ہیں۔ اور علیؑ بن موسےٰ مومنوں کی زینت کرنیوالے
ہیں۔ اور محمد بن علیؑ اہل جنت کو ان کے درجات میں اتارنے والے ہیں۔ اور علیؑ بن محمد ان کے
خطیب ہیں۔ کہ حوروں سے ان کا نکاح پڑھینگے۔ اور حسنؑ ابن علیؑ اہل جنت کے چراغ ہیں۔
کہ وہ ان سے روشنی حاصل کرینگے۔ اور وہ اس کے لائق ہیں۔ اور مہدی ہادی علیہ السلام
ان کے شفاعت کرنیوالے ہیں۔ اسوقت جبکہ کسی قسم کی شفاعت نہ ہوگی۔ مگر خدا کی اجازت
اور حکم سے۔ جس کے لئے وہ باریتعالےٰ چاہے۔ اور جس سے وہ خوشنود اور رضامند ہو۔

۱۴ وعن الامام علی الرضاؑ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال
ستدفن بضعۃ منی بخراسان مازارھا مکروب الا نفس اللہ کربتہ
ولا مذنب الا غفر اللہ لہ۔ وقال عن عایشۃ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من زار ولدی بالطوس فانما حج مرۃ قالت مرۃ فقال مرتین قالت مرتین
فقال ثلث مرات فسکتت عایشۃ فقال ولو لم تسکتی لبلغت الی سبعین

اور امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے۔ کہ عنقریب میرے جگر کا ایک ٹکڑا خراسان میں دفن ہوگا۔ جو مکروب
یعنی سختی رسیدہ ومصیبت زدہ اس مظلوم کی زیارت کریگا۔ اللہ تعالےٰ اس کی سختی
ومصیبت کو رفع کریگا۔ اور جو گنہگار وخطاکار اس کی زیارت کو جائیگا۔ خدا اس کے
گناہوں کو بخشدیگا۔ نیز عایشہ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
۔ فرمایا کہ جو کوئی شہر طوس میں جاکر میرے فرزند کی زیارت کریگا۔ اس کو
... ثواب ہوگا۔ کہ گویا اس نے ایک حج خانہ کعبہ کا کیا۔ عایشہ نے (متعجب ہوکر)
...ج کا ثواب ملیگا؟ حضرتؐ نے فرمایا۔ بلکہ دو حج کا۔ عایشہ نے پھر
... کا۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ بلکہ تین حج کا ثواب اس کو ہوگا